For Reference

NOT TO BE TAKEN FROM THIS ROOM.

Call No ________ Date ________

Acc. No. ________

UNIVERSITY OF KASHMIR
LIBRARY

This book should be returned on or before the l
stamped above. An over-due charge of 10/20 Pai
levied for each day, if the book is kept beyond

Acc: No
23760
17-12-58.
St-82

(شیخ غلام محمد اینڈ سنز تاجران کتب)
مائسمہ بازار امیراکدل سرینگر کشمیر

٢٩٦.٠٩
3 - ف 269 ف

تاریخ اسلام حصہ سوم

فتوح الشام

19.6
ST 01
R5

سوم

مجاہدین اسلام کے شاندار جنگی کارنامے
جس میں ملک شام کی فتوحات کا حال تفصیل
کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

قیمت ہر سہ حصہ کامل سات روپیہ آٹھ آنے

رفیع الدین نے یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں چھپوا کر احسان بکڈپو لکھنؤ سے شائع کیا

Cat
Ref.
297.09
س ۱۱ ق
ALLAMA IQBAL LIBRARY
23760
23760
17-12-58

فتوح الشام

سوم

کلمۂ حق

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اس خدا کی قسم جو واحد ہے اور ظاہر و پوشیدہ کا جاننے والا ہے کہ میں نے ملک شام کی فتوحات کو ان راویوں سے سن کر قلمبند کیا ہے جن کے پدر و جد ملک شام کی لڑائیوں میں موجود تھے اور جو سچ بولتے تھے۔ جن روایتوں میں مجھے ذرا بھی شبہ ہوا میں نے انہیں چھوڑ دیا

فتوح الشام لکھنے سے میری خالص یہ غرض ہے کہ میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگیاں ثابت کر دوں۔ تاکہ رافضی اور منکرین سنت ان شاندار کارناموں کو پڑھ کر تادم حیات فخر کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیتوں میں خلوص نہ ہوتا اور وہ خالصتاً للہ جہاد نہ کرتے تو ہرگز ملک شام پر قابض نہ ہوتے۔ وہ حامی دین تھے۔ انہوں نے دین کو مضبوط اور دین کا علم بلند کرنے کیلئے جہاد کیا۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے۔ احکام الٰہی پر

عمل کیا۔ سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرے۔ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ خدا نے ان کی مدد کی۔ انہوں نے کفر کے جھلملاتے چراغوں کو بجھا دیا اور دین اسلام کی شمع کو روشن کر دیا۔ قیصر و کسریٰ کو ذلیل کیا۔ انہوں نے اسلام کو سر بلند کیا۔ کفر پست ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکے حق میں ارشاد فرمایا ہے فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر یعنی ان میں وہ بھی ہیں جس نے اپنی اعذر گذرانی اور ان میں بھی ہے جو منتظر ہے۔

یزید بن ابی سفیان کا خط

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے عمرو بن العاص کو مصر کی۔ یزید بن ابی سفیان کو ساحل سمندر کی طرف قیساریہ کی۔ اور ابو عبیدہ بن الجراح کو حلب، انطاکیہ اور اُن قلعوں کی طرف بھیجا تھا جو اس نواح میں تھے جب یزید بن ابی سفیان قیساریہ میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں رومی کثرت سے ہیں۔

قیساریہ میں ہرقل اعظم کا بیٹا قسطنطین حاکم تھا۔ رومیوں کی اسی ہزار فوج اس کے ساتھ تھی۔ ان میں عرب متنصرہ اور قوم دوسیہ بھی تھی جب قسطنطین نے مسلمانوں کو دیکھا تو اس نے اپنے باپ ہرقل اعظم کو مدد کے لئے لکھا۔ ہرقل اعظم نے مرعش کے حاکم لادن بن منجال کو بیس ہزار کی جمعیت سے قسطنطین کی مدد کیلئے بھیجا۔ اور اس کے لئے جہازوں میں غلہ بار کر کے روانہ کیا۔

جب یزید بن ابی سفیان کو معلوم ہوا کہ رومیوں کی جمعیت ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہے تو انہوں نے حضرت عمر کو مدد طلب کرنے کیلئے اس مضمون کا خط لکھا

یہ خط یزید بن ابی سفیان عامل علاقہ شام کی جانب سے امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب کے نام ہے۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو واحد ہے۔ ہمیشہ زندہ ہے اور جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

یا امیرالمومنین! میں قیساریہ میں پہنچا۔ یہاں ہرقل اعظم کا بیٹا قسطنطین فرمانروا ہے۔ اسی ہزار سے زیادہ لشکر اس کے پاس موجود تھا۔ اس پر بھی اس نے اپنے باپ سے مدد طلب کی۔ ہرقل اعظم نے مرعش کے حاکم لاون بن منجال کی سرکردگی میں بیس ہزار سوار اور اسکی مدد کے لئے بھیجدیئے۔ اسکے علاوہ بڑی کشتیوں میں جنہیں جہاز کہتے ہیں، اس کے پاس سامان رسد لے کر آتی رہتی ہیں۔ میں کمک چاہتا ہوں۔ مدد بھیجئے۔ تم پر سلامتی ہو۔"
یہ خط سالم بن حمید النخعی کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

اسلامی لشکروں کی تعداد

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ ابو عبیدہ کے ساتھ بیس ہزار۔ عمرو بن العاص کیساتھ دس ہزار اور یزید بن ابی سفیان کیساتھ چھ ہزار لشکر تھا۔

حضرت عمر کا حکم

جب سالم بن حمید النخعی مدینہ طیبہ میں پہنچے اور حضرت عمر کو خط دیا۔ تو وہ خط پڑھ کر بڑے متفکر ہوئے۔ اسی وقت حضرت علی آگئے۔ حضرت عمر انکی تعظیم کیلئے

اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ پھر دونوں بیٹھ گئے حضرت علیؓ نے دریافت کیا "امیر المومنین کو کیا فکر ہے؟"

حضرت عمر نے جواب دیا "خدا نے میرے سپرد انصرام خلافت کیا ہے۔ میں اس سے مدد کی درخواست کرتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری بھی ضائع ہوئی تو حشر میں عمر سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ قیساریہ سے یزید بن ابی سفیان کا خط مدد کی طلبی کے لئے آیا ہے۔

حضرت علی:۔ تم مسلمانوں کا فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ انکی حفاظت کریگا۔ انشاء اللہ مشرکین ہلاک ہونگے اور مسلمان فتحیاب ہونگے۔ تم اگر مدد کر سکتے ہو تو ابن ابی سفیان کی مدد کرو۔

حضرت عمر نے ابو عبیدہ بن الجراح کے نام حکم لکھا کہ وہ یزید بن ابی سفیان کی مدد کریں۔

امدادی لشکر

جب ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس یہ فرمان پہنچا تو انہوں نے تین ہزار سوار حرب بن عادی کیساتھ روانہ کئے۔ اب ابو عبیدہ کیساتھ سترہ ہزار سپاہ رہ گئی۔

قنسرین کی فتح

چونکہ اہل قنسرین کی صلح کی مدت ختم ہو گئی تھی اس لئے حضرت ابو عبیدہ نے دول قنسرین کی طرف کوچ کیا۔ قنسرین والوں نے پانچہزار اوقیہ سونے۔ پانچہزار اوقیہ چاندی۔ دو ہزار تھان دیباج۔ پانچسو بار اشتر زیتون اور انگور پر صلح کر لی۔ ابو عبیدہ نے انہیں صلح کی دستاویز لکھ کر دیدی اور ابو عبیدہ۔

حضرت خالد اور چند دوسرے سرداروں کو لے کر قنسرین میں گئے اور ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔

واقعات حلب

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی بعثت سے پہلے ایک بطریق جو بڑا بہادر، جنگجو اور جنگی تدابیر سے بخوبی واقف تھا۔ انطاکیہ سے عواصم کی سرزمین میں آیا اور شہر حلب پر قابض ہو گیا۔ جب اس کی حکومت حلب میں مضبوط ہو گئی۔ تو اس نے پہاڑوں کی گھاٹی اور فرات کے کنارہ تک قبضہ کر کیا۔ کسی بادشاہ کو بھی اس کی مزاحمت کی جرأت نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ ہرقل اعظم بھی اس سے بازپرس نہ کر سکا۔ بلکہ اسکے شر سے بچنے کیلئے حلب اور اس کا علاقہ اسے جاگیر میں دیدیا۔ اس کے ہمسایہ فرمانروا اسکے مکروفریب اور دلیری و جرأت سے بہت ڈرتے تھے۔ اس کا حکم مانتے اور اسکی تعظیم کرتے تھے۔ اسی سے انکی حکومتیں بچی ہوئی تھیں۔ جب وہ کسی پر لشکر کشی کرتا تھا تو سارے ملک کو جنبش میں لے آتا تھا۔ اس نے حلب میں ایک قلعہ ایسا فراخ اور مضبوط بنوایا تھا۔ کہ اس کا فتح ہونا سخت دشوار تھا۔ اس کے دو بیٹے ہوئے بڑے کا نام یوقنا تھا، اور چھوٹے کا یوحنا۔ جب وہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بڑا بیٹا یوقنا اس کا جانشین ہوا۔ وہی حلب کا فرمانروا قرار پایا۔

یوقنا بھی اپنے باپ کی طرح بڑا شجاع، دلیر اور بہادر تھا۔ اس کا دبدبہ باپ سے بھی زیادہ بڑھ گیا تھا۔ لیکن اس کا چھوٹا بھائی یوحنا بڑا نرم طبیعت اور سادہ مزاج تھا۔ اس میں حکومت کی بو بالکل نہ تھی۔ وہ گرجہ میں داخل ہو کر

راہب بن گیا تھا۔ بڑا عالم و فاضل تھا۔ انجیل اور مزامیر داؤدی[1] کو پڑھے ہوئے تھا۔ وہ صومعوں کو تعمیر کرتا اور کنائس کو آباد کرتا۔ سماسہ، قسوں اور راہبوں کی کفالت کرتا۔ انہیں کپڑے دیتا۔ انکے لباس تیار کراتا اور انکے کھانے پینے کا انتظام کرتا

یوقنا اور یوحنا کا مشورہ

جب مسلمانوں نے قنسرین اور حاضر پر قبضہ کر لیا اور معرات۔ عواصم اور بقاع سے لیکر حد فرات تک ان کا تسلط ہو گیا تو ان دونوں کو تشویش ہوئی یوحنا نے یوقنا سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ رات کو میں اور تم بیٹھ کر مسلمانوں کے معاملہ میں مشورہ کریں۔ تم اپنی رائے سے مجھے اطلاع دو۔ میں اپنی رائے سے تمہیں آگاہ کروں۔

یوقنا نے منظور کر لیا۔ رات کو دونوں بھائی قصر شاہی میں جمع ہوئے۔ یوقنا نے کہا۔ تم بہت ذی عقل ہو۔ انکے معاملہ میں سوچ سمجھ کر مشورہ دینا۔ تم خوب جانتے ہو۔ عربوں سے زیادہ مفلس، نادار، محتاج، پسماندہ، بے زر اور فرومایہ کوئی قوم نہیں تھی۔ وہ کبھی ہم پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے۔ اسی لئے ہم بھی کبھی ان پر چڑھ کر نہیں گئے تھے۔ لیکن اب وہ ملک شام پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ انہوں نے متعدد شہروں کو فتح کر لیا ہے۔ کئی بادشاہوں کو مار ڈالا ہے وہ جس شہر پر حملہ آور ہوتے ہیں اسے فتح کر لیتے ہیں۔ قنسرین اور حاضر پر قبضہ کر چکے ہیں۔ اب حلب ان کے سامنے ہے۔ وہ یہاں بھی آنے والے ہیں۔

---

[1] مزامیر داؤدی زبور کی دعاؤں کا انتخاب تھا۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

یوحنا:۔ تم نے مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے۔ حضرت مسیح کی قسم میں تمہیں صحیح مشورہ دونگا۔ اگرچہ میں تمہارا چھوٹا بھائی ہوں۔ جنگی کاموں سے بھی واقف نہیں ہوں۔ لیکن میرے مشوروں پر عمل کرنے سے تمہاری بات بالا رہے گی۔

یوقنا:۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم میرے خیر خواہ ہو۔ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟

یوحنا:۔ میری رائے یہ ہے کہ تم ایک ایلچی عربوں کے پاس بھیجو۔ اگر تم کہو گے تو میں خود تمہاری طرف سے ایلچی بن کر انکے پاس جاؤں گا۔ تم ان سے خراج پر ان سے صلح کی درخواست کرو۔ ہر سال کچھ تھوڑا سا خراج انہیں دے دیا کرنا۔

یوقنا یہ بات سن کر بڑا خشمناک ہوا! اس نے غضبناک ہو کر کہا: "مسیح تیرا برا کریں تو نے کیسی بزدلی کی رائے دی ہے۔ تیری ماں نے تجھے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ تو راہب اور قس ہو۔ میں بادشاہ ہوں، بادشاہزادہ ہوں۔ کبھی خراج ادا نہ کروں گا۔ ہمارا کام لڑنا ہے۔ میں ان سے لڑوں گا تو راہب ہے۔ راہبوں کی غذا زیت اور ترکاری ہے۔ وہ گوشت اور لذیذ غذائیں نہیں کھاتے اسی لئے ان میں حرارت نہیں ہوتی۔ پست ہمتی اور بزدلی ہوتی ہے سخت ہو تجھ پر یہ کیسے ممکن ہے کہ بغیر لڑے بھڑے میں اپنا ملک ان کے حوالہ کردوں یا انہیں خراج دوں۔ حالانکہ اب تک زیادہ تر لوگ ان سے لڑتے رہے ہیں۔ میں یہ کلنک کا ٹیکہ اپنی پیشانی پر ہرگز نہ لگاؤں گا۔

یوحنا اس کی باتیں سن کر اس طرح ہنسا جیسے اسے سخت تعجب ہوا ہو۔ اس نے کہا۔ تم نے ان لوگوں کا انجام دیکھا اور سنا ہے جو مسلمانوں سے لڑے ہیں

انکی حکومتیں گئیں، دولت گئی۔ اہل و عیال گئے۔ تم بھی ان سے لڑنے کا قصد رکھتے ہو۔ یقیناً اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو۔ اپنی۔ اپنے لشکر کی اور اہل شہر کی ہلاکی اور تباہی چاہتے ہو۔ تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہرقل اعظم نے باہان کی سرکردگی میں یرموک کے مقام پر اپنی پوری قوت سے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔ لیکن انجام کیا ہوا۔ تمام لشکر تباہ و برباد ہو گیا کئی بادشاہ کام آئے باہان بھی مارا گیا۔ کیا تم اس لشکر سے زیادہ لشکر فراہم کر سکتے ہو؟"

یوقنا کا غصہ برابر بڑھتا جاتا تھا۔ اس نے کہا۔" تو نے عربوں کی تعریف میں انتہا کر دی۔ میں ایسا نہیں ہوں جیسے لوگوں کا تو نے ذکر کیا۔ جب سے مسلمانوں نے ملک شام پر حملہ کیا ہے۔ میں برابر دولت جمع کرتا اور فوج کو بڑھاتا رہا ہوں۔ جانتا تھا کہ عرب میری حکومت پر بھی حملہ کریں گے۔ میں ضرور ان کا مقابلہ کرونگا۔ اور اگر صلیب نے مجھے فتحیاب کیا تو میں مسلمانوں کے تعاقب میں حجاز تک جاؤنگا۔ اس سے ان شاہان روم کی سفید پیشانیوں پر سیاہی لگ جائے گی جنہوں نے عربوں سے شکست کھا کر ان کی اطاعت قبول کر لی ہے اس وقت ہرقل اعظم کو بھی مجھ سے مقابلہ کی جرأت نہ ہو گی۔ میرا دبدبہ بڑھ جائیگا اور اگر عربوں نے مجھے ہزیمت دی تو میں اپنے قلعہ میں واپس آجاؤنگا۔ میں نے بہت کافی رسد جمع کر لی ہے میں مدت دراز تک قلعہ بند ہو کر ان کا مقابلہ کرونگا۔ خبردار آئندہ مجھے ایسا بزدلانہ مشورہ نہ دینا۔ ورنہ میں تجھ پر بھی سختی کروں گا اور یہ نہ سمجھوں گا کہ تو میرا بھائی ہے۔

یوحنا کو بھی غصہ آگیا، اس نے کہا: "تمہاری اجل قریب آگئی ہے۔ تم صحیح مشورہ کو قبول نہیں کرتے ہو۔ جو تمہارے جی میں آئے کرو۔ مگر اس وقت تک مجھ سے بات کرنا حرام ہے جب تک میرے مشورہ پر عمل نہ کرو۔" یہ کہتے ہی وہ خفا ہو کر اٹھ کر چلا گیا۔

یوقنا کی روانگی

یوقنا نے رومیوں اور عرب متنصرہ کو جنگ کے لئے تیار کیا، انہیں ہتھیار تقسیم کئے، گھوڑے دیئے اور ان سے کہا: "مسلمانوں کی جمعیت متفرق ہو گئی ہے۔ قنسرین میں انکی تھوڑی سی جماعت موجود ہے۔ اس پر فتح پانا کچھ مشکل نہیں ہے۔ میں ان سے قنسرین ہی میں مقابلہ کروں گا۔"

یوقنا نے ایک مشہور بطریق کرکس یا اکراکلس کو ایک ہزار جمعیت دیکر قلعہ کی حفاظت پر مامور کیا اور بارہ ہزار سوار لیکر قنسرین کی طرف روانہ ہوا اس نے کچھ جاسوس لشکر سے آگے روانہ کئے۔

اسلامی ہراول کا کوچ

ابو عبیدہ بن الجراح نے حلب کی روانگی کا قصد کیا۔ انہوں نے بنی ضمرہ کے ایک شہسوار اور بہادر آدمی کو جن کا نام کعب بن ضمرۃ الضمری تھا۔ ایکہزار سوار دیکر انہیں بطور ہراول روانہ ہونے کا حکم دیا۔

کعب ایسے بہادر اور جنگجو تھے کہ جب اور جس جگہ لڑائی میں جٹ جاتے تھے۔ پھر قلت اور کثرت کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ برابر لڑے جاتے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے انہیں روانہ کرتے وقت کہا۔ تم ایسے لشکر سے نہ بھڑ جانا جس کے مقابلہ کی

تم میں طاقت نہ ہو۔ معلوم ہوا ہے۔ یوقنا بڑا بہادر اور فریبی ہے اس سے ہوشیار رہنا۔ اور اس کا حال معلوم کرنے کیلئے جاسوسوں کو بھیجنا۔ تمہارے پیچھے ہی میں بھی آرہا ہوں۔ کعب روانہ ہو گئے۔

یوقنا کے لشکر سے جنگ

یوقنا کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ ایک ہزار مسلمانوں کا لشکر اسی طرف آرہا ہے۔ یوقنا نے دریافت کیا۔ "مسلمان کتنے فاصلہ پر ہیں؟" جاسوس: یہاں سے قریب۔ شہر حلب سے چھ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ یوقنا نے آدھا لشکر تو کمین گاہ میں چھپا دیا اور آدھا لشکر لیکر مسلمانوں کے سامنے جا پہنچا۔ مسلمانوں نے ایک دوسرے کو آواز دی۔ سب گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ کعب نے کہا: "مسلمانو! رومیوں کی جمعیت کچھ زیادہ نہیں ہے چھ ہزار معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ہزار تم ہو۔ خدا کا نام لے کر حملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

مسلمانوں نے نہایت سخت حملہ کیا۔ رومی بھی ٹوٹ پڑے جنگ شروع ہو گئی۔ نہایت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ مسلمان غالب معلوم ہونے لگے۔ اسیوقت انکی پشت کی طرف سے یوقنا کے کمینگاہ والی سپاہ چھپی کمک نکل پڑی۔ اسلامی فوج نے یہ دیکھ کر بظاہر پسپا ہونا شروع کیا۔ جب دونوں عیسائی فوجیں ایک دوسرے سے مل گئیں تو پھر مسلمانوں نے مقابلہ شروع کر دیا۔ مسلمان بڑی ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے۔ خصوصاً قبیلہ کندہ کے لوگ نہایت دلیری سے جنگ

کر رہے تھے انہوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا تھا۔ انکے قبیلہ کے سو آدمی ایک ہی جگہ شہید ہو گئے۔

کعب بن ضمرہ سخت متردد اور پریشان تھے۔ انہیں مسلمانوں کا بڑا فکر تھا۔ وہ نہایت دلیری سے لڑ رہے تھے۔ علم ان کے ہاتھ میں تھا۔ جس جگہ جنگ کا زور دیکھتے وہاں جا کر پر زور حملہ کر کے دشمنوں کو مار کر کے مسلمانوں کے پاس سے ہٹا دیتے۔ وہ پکار کر کہہ رہے تھے یا محمد یا محمد النصر یانصر اللہ انزل یامعاشر المسلمین اثبتوا اللھم فانما ھی ساعۃ وانتم الاعلون یعنی یا محمد یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدد کرو۔ اے مدد اللہ تعالٰے کی نازل ہو مسلمانو! ثابت قدم رہو۔ یہ ایک گھڑی کی جانفشانی ہے۔ تمہیں غالب آؤ گے۔

مسلمان دوڑ دوڑ کر کعب بن ضمرہ کے پاس جمع ہوتے جاتے تھے۔ اسوقت تک ایکسو ستر آدمی شہید ہو چکے تھے۔ ان میں سربرآوردہ اور رئیس لوگ یہ تھے عبادؓ بن عاصم الیمنی۔ ضمرہؓ بن عامر البیاضی۔ حازمؓ بن شہاب۔ سہیلؓ بن اشلیم البجلی رفاعہؓ بن محصن الظفری۔ عامرؓ بن ذر الضمری۔ محکمؓ بن ماجد الشکری۔ قیسؓ بن طالب الضمری۔ نجبتہؓ بن دارم الضمری۔ عیاضؓ بن سیف الضمری۔ لجامؓ بن عنزہ الضمری سنانؓ بن عروہ۔ اور سعیدؓ بن مفلح۔

ان میں سعید بن مفلح وہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یوم السلاسل اور غزوہ تبوک میں اور جنگ یمامہ میں خالد بن ولید کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ ان کے سینہ پر چالیس زخم آئے تھے۔

کوئی مسلمان اسوقت تک شہید نہیں ہوا جب تک اس نے کافی مشرکوں کو

قتل نہیں کر ڈالا۔ مسلمان تھوڑے قتل ہوئے اور کفار زیادہ مارے گئے اس سے رومیوں میں بد دلی پیدا ہو گئی۔ وہ بھاگنے پر تیار ہو گئے۔ یوقنا نے بھانپ لیا انہوں نے کہا: سختی ہو تم پر، تم ان تھوڑے سے مسلمانوں کے سامنے شکست اٹھا کر بھاگے جا رہے ہو۔ یہ عرب کھمبوں کی طرح ہیں۔ اگر اڑاؤ تو اڑ جاتے ہیں نہ ہٹاؤ تو قبضہ جماتے چلے جاتے ہیں۔ رومی جم گئے۔

کعب بن ضمرہ کو مسلمانوں کے مارے جانے کا سخت رنج و قلق تھا۔ وہ اپنے گھوڑے سے اترے اور اپنی زرہ پر ایک اور زرہ پہنی، کمر پٹکے سے باندھی۔ گھوڑے کے منہ اور نتھنے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ گھوڑا اکثر لڑائیوں میں شریک ہو چکا تھا اس کا نام ہطال تھا۔ وہ اس پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کے آگے جا کر کھڑے ہوئے۔ علم ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ بار بار پیچھے پھر کر دیکھ لیتے تھے۔ ابو عبیدہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن کسی لشکر کے آنے کے آثار ظاہر نہ تھے۔

اہل حلب کی ابو عبیدہؓ کے پاس آمد

ابو عبیدہ کے نہ آنے کی یہ وجہ ہوئی کہ جب وہ قصد روانگی کا کر چکے تھے۔ اہل حلب ان کے پاس مصالحت کی غرض سے آئے۔ ان کے آنے کی صورت یہ ہوئی کہ جب یوقنا حلب سے مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے نکلا تو شہر کے معزز اور تاجر پیشہ لوگ جمع ہوئے۔ انہوں نے یہ کہا۔ کہ جن لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی یا جو ان کے مذہب میں شامل ہو گئے وہ اچھے رہے۔ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا اور جو ان سے لڑے وہ تباہ و برباد ہوئے۔ مناسب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اپنے اور اہل شہر کے لئے ان سے ادائے جزیہ پر امان حاصل کر لیں اگر

مسلمان یوقنا پر فتحیاب ہوئے تو ہم بے خوف رہیں گے اور اگر یوقنا کامیاب ہو کر لوٹا تو ہم اس سے مصالحت کا ذکر نہ کریں گے۔

اس قرارداد پر سب لوگ متفق ہو گئے۔ انہوں نے تیس آدمیوں کو جو ذی عقل اور سربرآوردہ تھے۔ ابوعبیدہ کے پاس روانہ کیا۔ یہ لوگ اس راستہ سے نہیں گئے جس سے یوقنا گیا تھا۔ بلکہ دوسرے راستہ سے چلے اور اسوقت ابوعبیدہ کے پاس پہنچے جب وہ روانگی کا قصد کر رہے تھے انہوں نے مسلمانوں کے پاس پہنچکر پکار کر کہا "لفون"

حضرت عمر کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ رومی لغت میں لفون کے معنی امان کے ہیں چنانچہ انہوں نے ملک شام کے تمام عاملوں (حاکموں) کو یہ لکھ دیا تھا کہ جب کوئی لفون کہے تو اسے قتل نہ کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تم سے بازپرس کرے گا۔ عاملوں نے اپنے ماتحت سپاہیوں کے یہ لفظ ذہن نشین کرا کر حکم دیدیا تھا کہ جو شخص یا جو جماعت لفون کہے۔ اسے قتل مت کرو بلکہ حراست میں لے لو۔

مسلمان ان رومیوں کی طرف دوڑے اور انہیں ہمراہ لیکر ابوعبیدہ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت خالد نے ان رومیوں کو دیکھتے ہی ابوعبیدہ سے کہا: "یہ حلب کے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ امان مانگتے آئے ہیں۔"

ابوعبیدہ نے کہا: "میں بھی اللہ تعالیٰ سے یہی امید رکھتا ہوں۔ اگر وہ مصالحت کی درخواست کریں گے تو میں منظور کر لوں گا۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اہل حلب رات کے وقت

اسلامی لشکر میں آئے تھے. اس وقت مسلمانوں کے کیمپ میں جگہ جگہ آگ روشن تھی بعض مسلمان نماز پڑھ رہے تھے. بعض قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے. اہل حلب میں سے بعض نے کہا: "مسلمانوں کی فتحمندی اور غلبہ کا راز انکی خدا پرستی میں مضمر ہے۔

ابوعبیدہ کے مترجم نے اس بات سے آگاہ کیا. ابوعبیدہ نے مترجم سے کہا: "ان لوگوں سے کہدو کہ خدا نے ہمیں نعمتیں دی ہیں. ہم اس کی شکر گذاری کرتے ہیں. اس سے ڈرتے ہیں. اسکے احکام کی تعمیل کرتے ہیں ہمارا مرنا اسی کے لئے ہے. ہم اسے یاد کرتے ہیں. وہ ہمیں یاد رکھتا ہے۔ ہماری مدد کرتا ہے، ہمیں فتح دیتا ہے۔

اب مترجم کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی. ابوعبیدہ نے دریافت کیا. "تم کہاں سے اور کس لئے آئے ہو؟"

رومیوں نے جواب دیا "ہم حلب کے باشندے ہیں مصالحت کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔"

ابوعبیدہ :- "گر میں نے تو سنا ہے کہ تمہارے بطریق یوقنا نے جنگ کی پوری پوری تیاری کر لی ہے. کافی رسد جمع کی ہے. فوجیں بھرتی کی ہیں. تم کیسے اور کس کی طرف سے صلح کی درخواست لے کر آئے ہو؟"

رومی :- "ہم شہر حلب کے رئیس اور تاجر ہیں. یوقنا کی لاعلمی میں مصالحت کرنے آئے ہیں. یوقنا کا ارادہ واقعی تم سے لڑنے کا ہے. چنانچہ وہ آج صبح لشکر لے کر تم سے جنگ کرنے کیلئے نکلا ہے. ہم دوسرے راستے سے آئے ہیں.

ابو عبیدہ یہ سن کر کعب بن ضمرہ اور انکے ساتھیوں کی طرف سے فکرمند ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ھلک اللہ کعب ومن معہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی نہیں ہے خوف اور قوت مگر اللہ بزرگ کی طرف سے۔ کعب اور انکے ساتھی ہلاک ہوئے۔ جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ یہ کہکر وہ گریباں گیر ہوگئے

اہل حلب نے مترجم سے کہا۔ "صلح کے متعلق گفتگو کرو۔"

مترجم نے ابو عبیدہ سے کہا۔ ابو عبیدہ نے کہا۔ انکے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی یہ سن کر رومی بڑے متوحش ہوئے۔ انہوں نے کہا: "حلب میں قرب وجوار کے بہت سے دیہات کے لوگ جمع ہوئے ہیں۔ وہ سب صلح کے خواہشمند ہیں اگر تم صلح سے انکار کروگے تو تمام ملک میں اس بات کی شہرت ہوجائیگی کہ عرب صلح نہیں کرتے۔ پھر ہر رومی لڑنے مرنے کو تیار ہوجائے گا۔"

رومیوں میں سے ایک پستہ قد شخص آگے آیا۔ وہ عربی زبان نہایت فصاحت سے بولتا تھا۔ اس نے کہا۔

اے سردار سنو انبیاء کے صحیفوں میں جو کچھ لکھا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں، تمہیں اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

ابو عبیدہ نے کہا: "اگر وہ حق ہوگا۔ میں اس پر ضرور عمل کرونگا۔

اس شخص نے کہا۔ "اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر نازل کیا ہے"۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ میں نے مسلمانوں کے دلوں میں رحم وہمدردی پیدا کی۔ اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ جو نیکی اور احسان

کریگا۔ جو معاف کرے گا۔ میں اسے معاف کر دونگا۔ جو مجھے ڈھونڈے گا۔ وہ پائے گا جو مجھے رنج و خوف کی حالت میں پکارے گا۔ میں اسے مطمئن اور بے ڈر کر دوں گا۔ جو مجھے یاد کریگا میں اسے یاد کروں گا۔ اور اس کے رزق میں اسکی عمر میں اور اس کے اہل و عیال میں برکت دونگا۔ اسکے دشمنوں پر اسے فتح دونگا۔ جو شخص کسی کے احسان پر شکریہ ادا کرتا ہے وہ میرا شکریہ ادا کرتا ہے یہ تو صحیفوں کا ذکر تھا۔ اب سنو۔ ہم تم سے خوفزدہ ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں تم سے رحم و مہربانی کی درخواست کرتے ہیں۔ تم ہماری درخواست قبول کرو۔

ابو عبیدہ اس کی باتیں سن کر رو پڑے انہوں نے کہا۔ اللہ تعالے فرماتا ہے ان اللہ یحب المحسنین یعنی اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پھر انہوں نے کہا " صلے اللہ علے محمد و علے جمیع الانبیاء فبھذا واللہ ارسل نبینا الی جمیع الخلق فالحمد للہ علے ھدایتہ یعنی درود بھیجے اور رحمت نازل کرے اللہ تعالے محمد پر اور سب نبیوں پر اس لئے کہ خدا کی قسم سب نبی اللہ کی طرف سے بھیجے گئے۔ ساری مخلوقات کی طرف ساتھ رحمت کے۔ ساری تعریف اس اللہ تعالے کے لئے ہے جس نے ہمیں ہدایت دی۔

ابو عبیدہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا " تم نے سنا یہ لوگ حلب کے تاجر اور رئیس ہیں مصالحت کی درخواست کرنے آئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سے مصالحت کرنے میں ضرر نہیں ہے۔ بلکہ فائدہ ہے کیونکہ جب یہ بازاری اور عام لوگ ہمارے ساتھ ہو نگے اور شہر پر ہمارا قبضہ ہو گا تو یہ لوگ ہماری جاسوسی کرینگے "۔

ایک مسلمان نے کہا۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ ہمیں فریب دیں۔ ہم میں

میں چلے رہیں. اور ہماری خبریں اپنے بطریق کو پہنچاتے رہیں. کیا یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ بطریق نے ہی انہیں بھیجا ہو تاکہ یہ تمہیں باتوں میں لگا کر کعب بن ضمرہ کی مدد کرنے سے روک دیں۔"

ابو عبیدہ :۔ بدگمانی نہیں کرنی چاہئے. خدا سے نیک گمان رکھو. اسی پر بھروسہ رکھو. یہ میرا ایمان ہے کہ وہ مسلمانوں کو ذلیل و خوار نہ ہونے دے گا دشمنوں کو ہم پر غلبہ نہ دے گا. میں ان سے ایسی شرائط طے کروں گا جو مسلمانوں کے مفید ہوں.

مسلمانوں نے کہا: "اے سردار! تم جو مناسب سمجھو کرو۔"

ابو عبیدہ نے اہل حلب سے مخاطب ہو کر کہا: "تم اہل قنسرین کے برابر مال صلح میں دو۔"

اہل حلب نے کہا: "قنسرین میں زیادہ لوگ ہیں اور وہ مالدار بھی ہیں. ہم سے یوقنا نے قرضۂ جنگ کے طور پر بہت کچھ دولت اینٹھ لی ہے اور متمول لوگوں کو معہ انکے اہل و عیال کے قلعہ میں لے گیا ہے. ہم لوگ سر برآوردہ ضرور ہیں. لیکن دولتمند نہیں ہیں. ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ قنسرین والوں نے جو دیا ہے اس سے نصف ہم سے قبول کر لو۔"

ابو عبیدہ :۔ مجھے منظور ہے. لیکن تمہیں رسد ہمارے لئے مہیا کرنی ہو گی ہم اس کی قیمت دینگے. تمہارا یہ بھی فرض ہو گا کہ دشمن کی خبریں ہم سے کہتے رہو. اور ہماری خبریں دشمنوں کو نہ پہنچاؤ. اگر تمہارا بطریق ہمارے مقابلے سے شکست کھا کر فرار ہو تو تم اسے پناہ نہ دو. قلعہ میں نہ گھسنے دو۔"

رومی :۔ اے امیرِ عرب! یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم یوقنا کو قلعہ میں داخل ہونے سے روک دیں۔ ہم شہر کے رہنے والے ہیں۔ قلعہ پر ہمارا قابو نہیں ہے۔ ہم ان ہی شرطوں کا اقرار کر سکتے ہیں جنہیں پورا کر سکیں۔ اور شرطیں ہمیں منظور ہیں۔

ابو عبیدہ :۔ اگر تم اس شرط کو پورا نہیں کر سکتے تو میں بھی اس کے ماننے پر مجبور نہیں کرتا۔ لیکن اور شرطوں میں سے کسی شرط کی اگر کوئی شخص خلاف ورزی کرے گا۔ تو وہ ہماری صلح اور ذمہ داری سے نکل جائے گا ہمیں اختیار ہوگا کہ اسے قتل کر ڈالیں۔ اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیں ساز و سامان کو لوٹ لیں "!

رومی :۔ یہ بات ہمیں منظور ہے۔

ابو عبیدہ :۔ یہ جو کچھ تم سے لیتے ہیں یہ ایک سال کیلئے ہے۔ آئندہ سال سے ہم تم سے جزیہ لیں گے۔

اہل حلب اس پر راضی ہو گئے۔ صلحنامہ لکھا گیا۔ ابو عبیدہ نے ان سے وفاداری اور ایفائے عہد کی بابت حلف لئے۔ جب اہل حلب نے واپس جانے کی اجازت چاہی تو ابو عبیدہ نے کہا: "تم ہماری ذمہ داری میں آ گئے ہو تمہاری حفاظت ہم پر فرض ہو گئی ہے۔ میں تمہارے ساتھ نگہبان کر دوں تاکہ تمہیں تمہارے شہر تک پہنچا دے"۔

رومیوں نے ابو عبیدہ کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ آپ ہماری طرف سے بےفکر رہیں۔ ہم جس راستہ سے آئے ہیں اسی راستہ سے چلے جائیں گے۔ ہمارے ساتھ محافظوں کو نہ کیجئے "۔

ابو عبیدہ نے مان لیا۔ انہوں نے ان لوگوں کے نام لکھ لئے جو اس وفد میں آئے تھے۔ رومی چلے گئے۔ مسلمانوں نے کعب بن ضمرہ اور انکے ساتھیوں کی وجہ سے بڑے اضطراب و انتشار میں رات بسر کی۔

تائید غیبی

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اہل حلب راتوں رات چل کر صبح کے قریب شہر کے قریب پہنچے۔ وہاں انہیں ایک گبر ملا۔ اس نے ان سے دریافت کیا: تم لوگ کہاں گئے تھے؟ بڑے خوش خوش آ رہے ہو کیا بات ہے؟ رومی اسے شہر والوں میں سے اور اپنا ہمدرد و ہم خیال سمجھے۔ انہوں نے کہا ہم عربوں کے سردار کے پاس مصالحت کے لئے گئے تھے حضرت مسیح نے مہربانی کی مصالحت ہو گئی۔

گبر انہیں مبارکباد دیکر چلا گیا۔ وہ یوقنا کا مشیر تھا۔ وہاں سے رزمگاہ کی طرف دوڑا۔ یوقنا اب تک مسلمانوں سے لڑ رہا تھا۔ ایک ہزار مسلمانوں کو بارہ ہزار رومیوں سے لڑتے ہوئے ایک دن اور ایک رات کامل گذر چکے تھے۔ اس عرصہ میں ایک لمحہ کیلئے بھی لڑائی بند نہیں ہوئی تھی۔ برابر جاری تھی۔ نہایت شدت سے جنگ ہو رہی تھی۔ مسلمان ابو عبیدہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن ان کے آنے کے کچھ آثار نہ تھے۔

کعب بن ضمرہ نے بیان کیا ہے کہ " اس روز میں بذات خود لڑ رہا تھا مسلمانوں کی حمایت کر رہا تھا۔ مشرکوں کو انکے پاس آنے سے روکتا تھا۔ ہم سب تھک کر چور ہو چکے تھے۔ ہر مسلمان اپنی اور دوسروں کی حفاظت میں مصروف تھا۔ ہم لوگ اللہ تعالے

کی مدد کا انتظار کر رہے تھے۔ ابو عبیدہ کے آنے سے نا امید ہو چکے تھے۔ لڑائی کو جاری ہوئے ایک دن اور ایک رات ہو چکی تھی۔ دوسرے دن کی صبح نمودار ہو گئی تھی۔ خدا کی قسم اس عرصہ میں ہمیں نماز پڑھنے تک کا موقع نہ مل سکا تھا۔ ہم اپنی جانوں سے نا امید ہو چکے تھے۔ دفعتہً رومی لشکر میں شور و غل ہوا۔ اور سارا لشکر ایک سرے سے دوسرے سرے تک جنبش میں آ گیا۔ میں نے سمجھا کہ رومیوں کو مدد پہنچ گئی۔ حالت رنج دیاس میں بیساختہ میری زبان سے نکلا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم قسم ہے عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میں، یہ فقرہ پورا نہیں کر چکا تھا کہ رومی لشکر پسپا ہو کر اپنی پشت کی طرف لوٹے میں نے کہا الحمد للہ حمد الشاکرین۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ یا تو آسمان سے کسی خوفناک آواز نے انہیں مخاطب کر کے ڈرا دیا ہے۔ یا اللہ تعالےٰ نے مثل جنگ بدر کے فرشتوں سے ہماری مدد کی ہے۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ وہ گبر جو مصالحت کنندوں سے مل گیا تھا اور جسے شہر حلب کے باشندوں کا مسلمانوں سے صلح کر لینے کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ دوڑا ہوا یوقنا کے پاس اس وقت آیا جب یوقنا کو اپنی فتح کا پورا یقین ہو گیا تھا۔ اس نے آتے ہی یوقنا سے کہا :" اے بطریق! شہر حلب کے باشندوں نے تیرے ساتھ دغا کی۔ انہوں نے بغیر تیری رضامندی کے مسلمانوں سے بالا ہی بالا صلح کر لی یقیناً مسلمان دوسرے راستے سے آ رہے ہیں۔ وہ شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیں گے۔"

یہ سنتے ہی یوقنا کا منہ فق پڑ گیا۔ وہ اپنا لشکر لے کر جلدی سے اپنے پیچھے کو لوٹا۔ اور بھاگ کھڑا ہوا۔ کعب بن ضمرہ نے اس کے تعاقب کا ارادہ کیا لیکن مسلمانوں

نے ان سے پکار کر کہا: کہاں جاتے ہو اے کعب! پھر و تم ہماری طرف کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ دشمن کو خدا نے بھگا دیا ہے۔ ہم نے بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ آدمی اور جانور سب تھک کر چور ہو چکے ہیں، اب ہمیں آرام کرنے دو۔

کعب لوٹ آئے وہ اور تمام مسلمان گھوڑوں سے اترے۔ وہ شل ہو چکے تھے انہوں نے آرام کیا

ابو عبیدہ کا کوچ

ابو عبیدہ، کعب اور انکے ساتھیوں کی وجہ سے رات بھر پریشان اور مضطر رہے۔ انہیں نیند نہیں آئی۔ صبح کی آذان ہوتے ہی اٹھے مسلمانوں کو جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے خالد بن الولید سے کہا: "اے ابا سلیمان! تمہارے بھائی ابو عبیدہ رات بھر نہیں سوئے کعب اور انکے ساتھیوں کی وجہ سے غمگین و پریشان رہے۔ میرا خیال ہے کہ یوقنا نے ان پر حملہ کر کے انہیں سب کو شہید کر دیا ہوگا۔"

خالد بن الولید نے کہا: "یا امین الامت! خدا کی قسم میں بھی تمام رات نہیں سویا ہوں۔ مسلمانوں کا غم و قلق لاحق رہا۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

ابو عبیدہ:۔ میں کوچ کا قصد رکھتا ہوں۔ تم مع اپنے لشکر کے آگے روانہ ہو کر اپنے بھائیوں کی خبر لو۔ میں بھی پیچھے آتا ہوں۔"

خالد بن ولید لشکر زحف کو لے کر چلے۔ انکے پیچھے ابو عبیدہ بھی روانہ ہوئے خالد بن الولید تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں پہنچے جہاں کعب اور انکے ساتھی سو رہے تھے۔ ایک دیدبانؔ نگہبانی پر مقرر تھا جب اسنے خالد بن ولید کو دیکھا

ؔ دیدبان مخفف ہے دیدہ بان کا۔ دیدبان اسے کہتے ہیں جو کسی اونچے مقام سے دشمنوں کو دیکھے۔
[illegible]

اس نے خوش ہو کر پکارا: "النفیر النفیر یا انصار الدین"۔ یعنی اے دین کے مددگارو! چلو چلو۔"

اس کی آواز سنتے ہی مسلمان اس طرح اٹھے جس طرح سوتے ہوئے شیر اٹھ جاتے ہیں۔ انہوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد کا استقبال کیا۔ انکے تھوڑی ہی دیر بعد ابو عبیدہ بھی مع لشکر کے وہاں پہنچ گئے۔ وہ کعب بن ضمرہ کو صحیح و سالم دیکھ کر خوش ہوئے۔ انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا مگر جب انکی نظر شہیدوں پر پڑی اور معلوم ہوا کہ دو سو مسلمان اس معرکہ میں شہید ہو گئے تو انکی خوشی غم سے بدل گئی۔ انہوں نے کہا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انہوں نے کعب بن ضمرہ سے دریافت کیا: "یہ تمہارے ساتھی کیسے مارے گئے"؟

کعب نے مختصراً کہا: "حلب کا بطریق یوقنا ہم پر آپڑا۔ بارہ ہزار سوار اس کے ساتھ تھے۔ ہم ایک دن اور ایک رات برابر اس کے ساتھ لڑتے رہے۔ دفعتہً وہ دوسرے روز پسپا ہو کر بھاگ گیا۔

ابو عبیدہ: ۔ اللہ بڑا کارساز ہے۔ کاش ابو عبیدہ مارے جاتے اور ابو عبیدہ کے زیر علم یہ مسلمان شہید نہ ہوتے۔

ابو عبیدہ نے گڑھے کھدوائے اور سب مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے ایک ہی نماز تمام شہیدوں کیلئے پڑھی اور جو کپڑے وہ پہنے ہوئے تھے انہیں میں دفن کر دیا۔

انکے دفن سے فارغ ہو کر ابو عبیدہ نے کہا: "میں نے رسول اللہ صلعم

سے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے۔ یَحْشُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی الشُّھَدَآءَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَدِمَآءُھُمْ عَلٰی نُحُوْرِھِمْ اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْکِ وَالنُّوْرُ عَلَیْھِمْ نَبْلاً ءٌ فَیُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ

یعنی اللہ تعالےٰ ان شہیدوں کو جو اس کی راہ میں مرے ہیں قیامت کے دن اسطرح اٹھائے گا کہ انکے سینوں پر خون خوشرنگ اور خوشبودار ہوگا اور انپر نور روشن اور چمکتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بغیر حساب لیئے بہشت میں داخل کریگا

یوقنا کا ظلم

ابوعبیدہ نے خالد بن الولید سے کہا: "اب مجھے ان اہل حلب کا فکر ہے جو مصالحت کرکے گئے ہیں۔ وہ ہماری ذمہ داری میں ہیں۔ کہیں یوقنا ان پر سخت گیری نہ کرے۔ یہاں سے رلبد کوچ کرو۔"

چنانچہ ابوعبیدہ حلب کی جانب روانہ ہوئے ان کی پریشانی ٹھیک نکلی

یوقنا نے حلب میں پہنچکر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے شہر والوں۔

ہو تم پر تم بدبختی کو پہنچے تم نے عربوں سے مصالحت کرلی تم انکے مددگار رہنا۔ حضرت مسیح کا غضب تم پر نازل ہوگا، یا تو تم وہ عہد جو تم نے مسلمانوں سے کیا ہے توڑ دو۔ اور میرے ساتھ چل کر ان سے لڑو۔ ورنہ میں تمہیں سبکو مارڈالوں گا۔

اہل شہر نے بدعہدی کرنے سے انکار کیا۔ انہوں نے دریافت کیا: "کس نے تم سے کہا کہ ہم نے عربوں سے مصالحت کرلی" یوقنا نے اس گبر کا نام بتایا وہ ایک لبطریق اور یوقنا کا مشیر تھا۔

یوقنا نے سپاہیوں کو شہر میں متعین کردیا۔ انہیں لوگوں کے قتل کرنے

ان کے لوٹ لینے اور انکی بیحرمتی کرنے پر مامور کیا۔ فوجی لوگوں نے لوٹ مار اور قتل و غارت گری شروع کردی تمام شہر فریاد و فغاں اور نالہ و شیون کی آوازیں آنے لگیں۔ یوحنا قلعہ کے اندر تھا۔ اس نے جب یہ آوازیں سنیں تو شہر میں آیا۔ اور یہ ظلم و ستم دیکھ کر کانپ گیا اس نے اپنے بھائی یوقنا سے کہا "تم یہ کیا ظلم کر رہے ہو۔ اس سے مسیح خشمناک ہونگے حضرت مسیح نے دشمنوں کے مارنے کی ممانعت کی ہے تم اپنے ہی ہم مذہبوں کو مار رہے ہو"

یوقنا :۔ انہوں نے بغیر میری مرضی کے مسلمانوں سے مصالحت کرلی ہے یہ قابل گردن زدنی ہیں۔

یوحنا :۔ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ انہیں اپنی بہتری اسمیں نظر آئی کہ مسلمانوں سے صلح کرلیں۔

یوحنا کا قبولِ اسلام

یوقنا کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے کہا "معلوم ہوتا ہے تو نے ہی انہیں صلح کرلینے کی ترغیب دی ہے۔ پہلے میں تجھ پر سخت گیری کروں گا۔ تجھے سزا دوں گا" یہ کہتے ہی اس نے یوحنا کو زمین پر گرا دیا اور اسے قتل کرنے کیلئے تلوار نکالی۔ یوحنا نے اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ عَلٰی اِنِّی مُسْلِمٌ اِلَیْکَ مُخَالِفٌ الَّذِیْنِ ھٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِنَّ مَسِیْحُ نَبِیَّ اللّٰہِ یعنی اے میرے اللہ! تو گواہ ہو کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اور اس قوم کے دین کا مخالف ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں

کہ حضرت محمد خدا کے رسول ہیں اور مسیح خدا کے نبی تھے۔ پھر یوحنا نے یوقنا سے کہا۔ میں نے وہ دین اختیار کر لیا جس کی بشارت مسیح نے دی تھی۔ اب اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو قتل کر ڈال۔ میں شہید ہونگا اور جنت میں جاؤنگا"
یوقنا کو اور بھی غصہ آیا۔ اس نے اپنے حقیقی بھائی یوحنا کا سر کاٹ ڈالا۔

مسلمانوں کی آمد

یوحنا کو قتل کر کے یوقنا کا جنون اور زیادہ بڑھ گیا۔ اسنے شہر والوں کو بیدریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ لوگ عاجزی کرتے تھے۔ رحم کی درخواست کرتے تھے۔ کوئی انکی نہ سنتا تھا۔ شور و فریاد بلند تھی۔ اہل شہر اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تھے۔ اسی وقت ان پر کشور دکار آئی۔ اللہ نے ان پر رحم کیا۔ اسلامی لشکر نمودار ہوئے اسلامی علم ہوا میں لہراتے اور دھوپ میں چمکتے آ رہے تھے۔ مسلمانوں نے دور ہی سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ شہر والوں کی جان میں جان آئی۔ انہوں نے خوش ہو کر کہا "مدد آگئی" اور بھی زور زور سے چلانا شروع کیا۔

زبردست حملہ

حضرت ابو عبیدہ اور تمام مسلمانوں نے رومیوں کے شور و فریاد کی آوازیں سنیں۔ حضرت خالد نے کہا "اے سردار! تمہارا اندیشہ صحیح نکلا۔ خدا کی قسم تمہاری ذمہ داری ناچیز ہوئی۔ یوقنا نے قوم کو ہلاک کر دیا۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے اپنے گھوڑے کو بڑھایا۔ ان کا لشکر انکے ساتھ چلا انہوں نے یوقنا اور اس کے ساتھیوں پر نہایت سخت حملہ کیا۔ حضرت خالد حملہ کرتے تھے اور کہتے تھے "تباہ ہو جاؤ، او ناکبو۔"

ہمارے اہل صلح کے پاس سے دور ہو جاؤ۔"

یوقنا نے جب اس بلا کو دیکھا جو اس پر نازل ہوئی تھی تو وہ بہت گھبرایا۔ اس نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن مسلمانوں نے صرف ایک ہی گر دا دیا تھا کہ اسکی صفیں الٹ گئیں۔ وہ دوڑ کر قلعہ میں جا گھسا۔ اسکے ساتھیوں کے دو گروہ ہو گئے ایک تو اس کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ دوسرا جنگل کی طرف بھاگا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا۔ اور اس میں سے ایک ایک سوار کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالا۔

یوقنا نے شہر والوں میں سے جو مسلمانوں کی صلح میں داخل تھے تین سو کو مارا تھا۔ مسلمانوں نے یوقنا کے تین ہزار سپاہیوں کو مار ڈالا۔ مسلمانوں نے اسے عجیب واقعہ سمجھا۔ یوقنا کے اس قدر لشکریوں کے مارے جانے سے مسلمان خوش ہوئے۔

شہر والوں کو یوقنا سے نجات ملی۔ انہوں نے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ تمام حالات بیان کئے۔ یہ بھی بتایا کہ یوقنا نے اپنے بھائی یوحنا کو مار ڈالا اور مرتے وقت وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

اہل شہر کا ایفائے عہد

ابو عبیدہ شہر سے باہر مقیم ہو گئے۔ اہل حلب انکے پاس چالیس بطارقہ کو گرفتار کر کے لائے۔ انہوں نے دریافت کیا: "یہ کون لوگ ہیں اور تم انہیں ہمارے پاس کیوں لائے ہو؟"

شہر والوں نے جواب دیا: "یہ لوگ یوقنا کے ساتھی ہیں۔ یوقنا کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں نہ جا سکے۔ شہر میں چھپ گئے۔ یہ صلح میں داخل نہیں ہیں۔ ان کو پناہ دینا

یا چھپائے رکھنا ہم نے معاہدہ کے خلاف سمجھا۔ اسلئے آپ کی خدمت میں لائے ہیں۔

ابو عبیدہ :۔ تم نے ایفائے عہد کیا "

ابو عبیدہ نے قیدیوں کے سامنے اسلام پیش کیا۔ سات آدمی ان میں سے مسلمان ہو گئے۔

باقیوں نے انکار کیا۔ انہیں قتل کر دیا گیا۔ ابو عبیدہ نے رومیوں سے کہا۔ "تمہارے بطریق یوقنا نے قلعہ میں پناہ لی ہے۔ کیا تم قلعہ کے ایسے پوشیدہ راستوں سے واقف ہو جن سے قلعہ میں رسائی ہو سکے۔"

رومیوں نے کہا: "ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ قلعہ کے پوشیدہ راستے ضرور ہیں لیکن ان راستوں کو ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا ہے"

ایک مرد مسلمان نے جن کا نام یونس بن عمرو الغسانی تھا کہا۔ "یہ کیسے ممکن ہے کہ تم خفیہ راستوں سے واقف نہ ہو۔ تم یہاں رہتے ہو۔ قلعہ اور شہر کے تمام بھید کو جانتے ہو"

ابو عبیدہ :۔ "سنو اگر تم ہمیں خفیہ راستوں سے خبردار کر دو گے تو ہم اب غنیمت میں سے تمہیں بھی حصہ دیں گے۔"

رومی :۔ "حضرت مسیح کی قسم ہم خفیہ راستوں سے واقف نہیں ہیں البتہ یہ ضرور جانتے ہیں کہ جو خفیہ راستہ ہوں گے بھی یوقنا نے انہیں بند کرا دیا ہو گا۔"

رومی چلے گئے۔ ابو عبیدہ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "اب تمہارا کیا مشورہ ہے ؟"

یونس بن عمرو الغسانی نے کہا۔ "اے سردار! میں ملک شام کے تمام بڑے

بڑے شہروں اور قلعوں سے خوب واقف ہوں۔ اللہ غالب و بزرگ نے اکثر شہروں کو فتح اور وہاں کے کافروں کو ہلاک کیا ہے۔ تم اس قلعہ کا محاصرہ کرلو اور اس کے متعلقات میں تاخت و تاراج کرو۔ بطریق محاصرہ سے تنگ آکر صلح پر آمادہ ہو جائے گا۔"

خالد بن الولید ان کی باتیں سن کر ہنسے اور کہا۔ "رائے تو یہ مناسب ہے مگر بطریق کو قلعہ کے استحکام کا موقعہ نہیں دینا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ قلعہ پر یورش کرو۔ ممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے فتح کرا دے۔"

ابو عبیدہ: "تمہاری رائے مناسب ہے اے ابا سلیمان!" انہوں نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

سنگ باری سے نقصان

مسلمانوں نے قلعہ پر حملہ کیا۔ مجاہدین اسلام تکبیر و تہلیل کے نعرے لگاتے ہوئے بڑھے۔ یوقنا اور اسکی تمام فوجیں فصیل پر چڑھ گئیں۔ انہوں نے ڈھلوانیوں اور عرداثؔ[1] کے ذریعہ سے پتھر برسانے شروع کئے اور اس شدت سے سنگباری کی کہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچا۔ بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ بہت سے زخمی ہوئے۔ وہ بری طرح پسپا ہوئے۔ جو لوگ اس معرکہ میں پتھروں سے شہید ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ عامر بن الاسبع الرابعی۔ مردان بن عبید الرابعی۔ مالک بن جزعلی الرابعی۔ حسان بن حنظلہ الرابعی۔ سلیمان بن رفاع العامری۔ عطار بن

---

[1] عرداث منجنیق کو کہتے ہیں۔ منجنیق اس زمانہ میں ایک چھوٹی سی ایسی کل ہوتی تھی جس میں پتھر رکھ کر زنجیریں کھینچنے سے پتھر دور جا کر پڑتا تھا۔ (صادق حسین سردھنوی)

سامر الکلابی ۔ سراقہ بن مسلم بن عوق العدوی ۔ زید بن سیف العدوی ۔ سواد مالک العدوی ۔

جو لوگ اس روز مارے گئے ان میں چار آدمی بنی ربیعہ سے ایک شخص اولاد عامر سے ۔ ایک بنی کلاب سے اور سات آدمی بنی عدی سے تھے ۔

مسروق بن مالک نے بیان کیا ہے کہ اس سانحہ کے بعد برسوں تک ایسی جماعت دیکھنے میں آئی جو لنجے یا لنگڑے ، لولے تھے ۔ ہم انہیں دیکھتے ہی پہچان لیتے تھے کہ یہ حلب کی لڑائی میں مضروب ہوئے تھے ۔

ابو عبیدہ نے پکار کر مسلمانوں کو اپنے پاس جمع ہونے کیلئے کہا مسلمان دوڑ دوڑ کر آتے اور انکے گرد جمع ہوتے رہے ۔ جب سب آگئے تو ابو عبیدہ نے ان سے کہا : مسلمانو ! آج تم لاپرواہی سے لڑے نا آزمودہ کاری نے بھی تمہیں نقصان پہنچایا ۔ عوات کے پتھروں کا مقابلہ اس طرح نہیں ہو سکتا جس طرح تم نے کیا ۔ خیر یہ ایک فتنہ تھا جو رونما ہوا ۔ اب تم شہیدوں کو جمع کر کے دفن کرو اور مجروحوں کے زخموں کو باندھو ۔ چنانچہ مسلمانوں نے شہیدوں کو جمع کر کے جنازہ کی نماز پڑھی اور انہیں دفن کر دیا ۔ زخمیوں کے پٹیاں باندھیں ۔

رومی مسلمانوں کی پسپائی سے بہت خوش ہوئے ۔

شبخون

ابو عبیدہ نے قلعہ حلب کا محاصرہ کر لیا ۔ مگر غلطی یہ کی کہ لشکر کی حفاظت کا انتظام معقول نہیں کیا ۔ یوقنا نے جب مسلمانوں کی حفاظت کی طرف سے

لاپرواہی دیکھی تو وہ دو ہزار آزمودہ کار جنگی جوانوں کو ساتھ لے کر شب تار میں نہایت خاموشی سے قلعہ کے خفیہ دروازوں سے نکلا۔

چونکہ رات زیادہ آ گئی تھی اس لیے مسلمان غفلت کی نیند پڑے سو رہے تھے۔ آگ بجھ گئی تھی۔ کہیں کہیں انگارے پڑے دہک رہے تھے۔ یوقنا نے ایک طرف حملہ کر دیا۔ اس طرف بلاد یمن کے مسلمان تھے جن میں بنی مراد، بنی کعب اور بنی عک کے لوگ تھے۔

رومیوں نے اس احتیاط کے ساتھ شبخون مارا کہ مسلمانوں کو اس وقت خبر ہوئی جب بہت سے مسلمان شہید ہو چکے۔ مسلمان ایک دم شور کرتے ہوئے اٹھے۔ اندھیرے میں انہیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کس قدر رومیوں نے ان پر حملہ کیا ہے۔ وہ گھبرا کر ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے۔ عبداللہ بن صفوان العلی نے بیان کیا ہے کہ رومیوں نے ہم پر اچانک حملہ کر دیا۔ ہمارے نگہبان غافل ہو گئے تھے۔ ہم میں وہ بڑا ہی ہوشیار اور دلیر سمجھا گیا جو اس روز اپنے گھوڑے پر سوار ہو سکا۔ لوگ پکار رہے تھے النفیر النفیر دھنیا و رب الکعبۃ۔ چلو چلو پروردگار کعبہ کی قسم ہم سختی میں ڈر گئے۔

ایک جماعت دوڑ کر ابو عبیدہ کے پاس پہنچی اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر پکارنے لگے "اے سردار ہم پر یوقنا آ پڑا"۔

فوراً ابو عبیدہ خیمہ سے نکلے اور مسلمانوں کو ساتھ لے کر یوقنا پر جا ٹوٹے۔ جب یوقنا نے دیکھا کہ مسلمان ہوشیار و بیدار ہو کر اس پر حملہ آور ہو رہے ہیں آپ نے حکم دیا "جاؤ اور جس شخص نے عزیز لی ہے اسے چھوڑ دے"۔

رومی واپس لوٹے لیکن وہ پچاس مسلمانوں گرفتار کر کے ساتھ لیتے گئے اور ساٹھ مجاہدوں کو شہید کر گئے۔ حضرت خالدؓ بھی اپنی جمعیت لے کر آ گئے جب انہوں نے رومیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو جھپٹ کر ان پر حملہ کر کے ان کے سو سواروں کو مار ڈالا۔

رومی دوڑ کر خفیہ دروازہ سے قلعہ میں داخل ہو گئے۔ مسلمان لوٹ آئے۔

صبح کو یوقنا نے قلعہ کے اس برج پر ان مسلمان قیدیوں کو طلب کیا۔ جو مسلمانوں کے قریب تھا۔ لشکر کے مسلمان وہاں سے سب کچھ دیکھتے اور سنتے تھے قیدی مسلمانوں کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے۔ یوقنا نے ان سب کو قتل کرا دیا۔

ابوعبیدہ اور تمام مسلمانوں کو انکے مارے جانے کا سخت رنج و قلق ہوا ابوعبیدہ نے منادی کرا دی کہ ہر شخص اپنی حفاظت خود کرے۔ محافظوں کی حفاظت پر بھروسہ نہ کرے۔

مسلمانوں پر دوسری تاخت

یوقنا کے جاسوس اسلامی لشکر میں موجود تھے جو یوقنا کو ہر بات کی خبر دیتے رہتے تھے۔ ایک جاسوس نے اسے اطلاع دی کہ چند مسلمان رسد لینے کے لئے گئے ہیں۔ انکے ساتھ اونٹ، گھوڑے، خچر اور انکے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے۔

یوقنا۔ میں ضرور ان پر تاخت کرونگا۔ اور انہیں انکے لشکر سے باہر نکلنا بند کر دونگا۔"

یوقنا نے اپنے ایک مشہور بطریق کو ایک ہزار سوار دیئے اور اسے ہدایت

کی کہ وہ جاسوس کو راہبری کے لئے ساتھ لے کر رات کو قلعہ سے نکلے اور مسلمانوں پر تاخت کرے۔

جب رات ہوئی تو بطریق ایک ہزار سواروں کو ساتھ لے کر نہایت خاموشی کے ساتھ قلعہ سے نکل گیا۔ جاسوس راہبری کرتا ہوا آگے جا رہا تھا کچھ دور چلکر انہیں ایک چرواہا ملا جو اپنے گلہ کو تیزی کے ساتھ ہانکے لئے جا رہا تھا بطریق نے اس سے دریافت کیا۔ کیا تو نے مسلمانوں کو دیکھا ہے؟"

چرواہے نے جواب دیا: ہاں دیکھا ہے۔ وہ شام کے وقت جبکہ آفتاب سنہرا ہو گیا تھا۔ اس طرف سے گذرے ہیں۔ ان کے ساتھ اونٹ، خچر اور دوسرے جانور تھے۔ شاید وہ رسد لینے گئے ہیں۔

بطریق :- لیکن تو اور تیرے جانور ان کے ہاتھ سے کیسے بچے؟"

چرواہا :- اس نواح کے لوگ عربوں کی صلح میں داخل ہیں۔ اس لئے ہم ان سے نہیں ڈرتے ہیں۔"

بطریق :- ہمیں آج اس نواح کے لوگوں کی صلح کا حال معلوم ہوا۔ پہلے ہم بے خبر تھے۔ مسیح ان پر اپنا غضب نازل کریں گے۔ عرب کس راستہ سے گئے ہیں۔

بطریق نے چرواہے سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ البتہ اسے ہدایت کر دی کہ وہ اس کے یعنی بطریق کے آنے کا حال کسی سے نہ کہے۔ وہ ساری رات چلتے رہے۔ صبح کو ایک مقام پر ٹھہرے۔ سامنے سے مسلمان رسد لیکر آ گئے۔ اچانک دونوں کا سامنا ہو گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے سو مسلمانوں کو مناوش بن ضحاک الثقافی کی

سرکردگی میں رسد لانے کیلئے بھیجا تھا۔ مناوش نے رومیوں کو دیکھتے ہی کہا: "اے گروہ عرب! رومی اچانک تم پر آ پڑے ہیں۔ تم صبر اور ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرو۔ شہید ہو جاؤ گے تو بہشت میں داخل ہو گے۔ بچ گئے تو غازی کہلاؤ گے۔"

رومیوں نے نہایت سختی سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمان بڑے استقلال سے لڑے۔ نہایت خوفناک جنگ ہوئی۔ طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مناوش بھی شہید ہو گئے ان کے ساتھ تیس اور آدمی بھی مارے گئے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

غیلان بن اسوران۔ عطریف بن ثابت۔ منیع بن عاصم۔ کہلان بن مرہ۔ مطر بن حمید۔ یاسر بن عوف۔ بشیر بن سراقہ۔ شبیر بن الامتلع۔ منہال بن الیشکر۔ تمام بن عقیل۔ مسیب بن نافع۔ منظلہ بن احمد۔ مناوش بن شلیطا۔ رفت بن نافع۔ مرہ بن ماہر۔ نوفل بن عدی۔ عطار بن یاسر۔ عقال بن جماہر۔ سالم بن حقاف۔ فضل بن ثابت۔ اقرع بن عوف۔ معیط بن عامر۔ یہ سب لوگ قبیلہ طے سے تھے۔

جب تیس مسلمان شہید ہو گئے تو باقی بھاگ نکلے۔ رومیوں نے ان کے جانوروں پر قبضہ کر لیا۔ بطریق نے کہا: "یہ اونٹ بیکار ہیں۔ انہیں نیزوں سے چھید کر مار ڈالو۔"

شقی القلب رومیوں نے نیزوں سے چھید چھید کر اونٹوں کو مار ڈالا۔ بطریق نے کہا۔ اب پہاڑ پر چڑھ چلو۔ ورنہ عرب آ کر تمہیں قتل کر ڈالیں گے۔ جب رات آجائے گی تو ہم کمینگاہ سے نکل کر قلعہ میں داخل ہو جائیں گے۔

تمام رومی رسد کے جانوروں کو ہانک کر پہاڑ پر جا چڑھے۔ کئی دیدبان مقرر

کر دیئے جو نگرانی کرنے لگے۔

انتقام

یعقوب بن صباح الطائی نے بیان کیا ہے کہ مناد ش بن ضحاک الطائی میرے چچا تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ رسد لینے کے لئے گیا تھا جب ہمیں ہزیمت ہوئی تو میں بھاگ کر ابو عبیدہ کی خدمت میں پہنچا۔ میرے پیچھے اور مسلمان تھے ہم پریشان تھے۔ ابو عبیدہ نے مجھے دیکھتے ہی دریافت کیا "کیا حال ہے تمہارے پیچھے اے یعقوب؟" میں نے جواب دیا "اے سردار! مارے گئے۔ میرے چچا مناد ش اور بہت سے مسلمان۔ اور چھین لی رومیوں نے ہم سے رسد۔

ابو عبیدہ:۔ تم سے کون لڑا۔ اس نواح کے تمام دیہات ہماری صلح میں داخل ہیں۔ قلعہ کا ہم نے محاصرہ کر رکھا ہے۔

یعقوب:۔ ہم نہیں جانتے وہ کہاں سے آئے تھے کہاں کے رہنے والے تھے ہم رسد لئے آ رہے تھے کہ ایک بطریق لشکر کثیر لے کر ہم پر آ پڑا اس نے اچانک ہم پر حملہ کیا۔ ہم نے بڑی ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا۔ ہمارے تیس آدمی مارے گئے۔ ہم پسپا ہوئے انہوں نے رسد اور جانور سب چھین لئے

ابو عبیدہ کو بڑا فکر ہوا۔ انہوں نے خالد بن الولید کو بلا کر ان سے یہ سب حال کہہ کر کہا: اے ابا سلیمان! تم رومیوں کے تجسس میں جاؤ۔ شاید تم ان تک پہنچ جاؤ اور ان سے مسلمانوں کا انتقام لے لو۔ لیکن جو لوگ ہماری صلح میں داخل ہیں ان سے تعرض نہ کرنا۔ ان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ خدا کا نام

لے کر روانہ ہو جاؤ۔"

خالد بن الولید جلدی سے اپنے خیمہ پر آئے اور مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ انہوں نے روانگی کا قصد ہی کیا تھا کہ ابو عبیدہ آگئے۔ انہوں نے دریافت کیا: "کیا تم تنہا جا رہے ہو؟"

خالد نے کہا: ہاں، تاخیر مناسب نہیں ہے۔ میں جلد روانہ ہونا چاہتا ہوں

ابو عبیدہ: تمہیں معلوم ہے کہ دشمنوں کی جمعیت زیادہ ہے تنہا نہ جاؤ اپنے ساتھ کچھ عربوں کو لے لو۔

خالد: اگر وہ ایک ہزار بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں تنہا ان کے لئے کافی ہوں۔

ابو عبیدہ: اگرچہ یہ درست ہے۔ مگر زیادہ مشقت برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ تم قبیلہ طے سے کچھ جمعیت ساتھ لے لو۔ ان میں ضرار بن الازور اور ربیعہ بن عامر بھی ہوں۔

حضرت خالد نے چند آدمیوں کا انتخاب کیا اور تیزی سے روانہ ہوئے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے جہاں رومیوں نے تاخت کی تھی تو مسلمانوں کی لاشیں پڑی دیکھیں۔ ان کے گرد اس نواح کے جنگل کے لوگ بیٹھے تھے جو سخت پریشان تھے اور رو رہے تھے انہیں یقین تھا کہ عرب انتقام کے جوش میں بھرے ہوئے آئیں گے۔ اور اس نواح کے عیسائیوں کو قتل کر کے ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیں گے۔ اس خوف سے وہ بیٹھے رو رہے تھے۔

جب خالد بن الولید اور ان کے ہمراہی پہنچے تو وہ ان کے سامنے جھکے جاتے

تھے۔ رومی زبان میں کچھ کہہ رہے تھے۔ خالد نے کچھ نہ سمجھا۔ ان کے ساتھ ایک مترجم بھی تھا۔ انہوں نے مترجم کی طرف اشارہ کیا کہ ان سے پوچھو "یہ کیا کہتے ہیں؟"

مترجم نے ان سے دریافت کر کے خالد سے کہا "یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بیگناہ ہیں۔ ہم نے تمہارے ساتھیوں کو قتل نہیں کیا نہ ہم اس قتل کی سازش میں شریک ہیں"

خالد:۔ قسم کھاؤ کہ تم اس معاملہ میں شریک نہ تھے۔

رومیوں نے قسم کھائی۔ خالد نے پوچھا: پھر کس نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے؟

رومی:۔ یوقنا کے بطارقہ میں سے ایک بطریق ایک ہزار سوار لے کر آیا اور اس نے یہ فعل کیا۔ معلوم ہوا ہے تمہارے لشکر میں یوقنا کے جاسوس ہیں۔ جو عرب متنصرہ ہیں۔ وہ یوقنا کو ذرا ذرا سی خبر پہنچاتے رہتے ہیں۔

خالد:۔ وہ لوگ کس طرف گئے ہیں؟"

رومی:۔ اس سامنے والے پہاڑ پر چڑھ گئے ہیں۔

خالد:۔ اچھا تم ہمارے ساتھ ایک راہبر کر دو۔

رومیوں نے ایک راہبر ساتھ کر دیا۔ مسلمانوں نے شہیدوں کی لاشیں دفن کیں اور پہاڑ کی طرف چلے۔ مغازی راہبر نے ایک راستہ پر پہنچ کر کہا: "اس پہاڑ سے اترنے کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ تم یہاں چھپ جاؤ رات کو رومی اس راستہ سے آئیں گے۔ یقیناً تم ان پر فتحیاب ہو گے"

خالد:۔ کیا اس راستہ کے سوائے کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

رومی:۔ نہیں۔"

یہ راستہ جنگل سے ہو کر پہاڑ پر جاتا تھا۔ خالد بن الولید مع مسلمانوں کے

جنگل میں چھپ گئے۔ جب دن چھپ گیا تو تمام مسلمان مسلح ہو گئے۔ انہوں نے شام کی نماز بھی پڑھ لی کچھ اور دقفہ کے بعد انہوں نے گھوڑوں کے سموں کی آواز سنی۔

حضرت خالد نے کہا: "مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ دشمن آپہنچا۔"

مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ رومی وہاں آئے۔ ان کا بطریق انہیں جلد کوچ کرنے کو کہہ رہا تھا۔ جب وہ مسلمانوں کے برابر ہو کر چلے۔ تب حضرت خالد نے نعرۂ بلند کیا۔ تمام مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ یہ نعرے اس درجہ پرجوش تھے کہ ساری فضا گونج اٹھی ۔۔۔ اور رومی خوف و دہشت سے گھبرا گئے۔ مسلمانوں نے کمینگاہ سے نکل کر زور سے حملہ کیا۔ خالد یہ سمجھتے تھے کہ اس لشکر کے ساتھ یوقنا ہوگا۔ انہوں نے بطریق کو تلاش کرنا شروع کیا۔ مارتے دھاڑتے اس کے پاس پہنچ گئے اور اس زور سے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے چند لمحوں میں سات سو رومیوں کو مار ڈالا۔ اور تین سو کو گرفتار کر لیا۔ رومیوں کے تین جانور بھی انہیں مل گئے۔ رومیوں کے بہت سے گھوڑے اور گھوڑوں کا ساز و سامان بھی ہاتھ آیا۔ وہ اسلامی لشکر کی طرف چلے اور صبح کو جب آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو چکا تھا۔ لشکر میں پہنچے۔ ابو عبیدہؓ ان کا انتظار بڑی سختی سے کر رہے تھے وہ لشکر کے باہر ان کے منتظر تھے۔ حضرت خالد اور انکے ساتھیوں نے بلند آواز سے نعرے لگائے۔۔۔ ابو عبیدہ اور انکے ہمراہیوں نے بھی اسی شدت سے ان کا جواب دیا۔ رومیوں نے فصیل کے اوپر سے گردنیں ابھار کر دیکھا۔

ابو عبیدہ نے لشکر میں آ کر رومیوں سے مسلمان ہونے کے لئے کہا۔ انہوں

نے انکار کیا اور نہ فدیہ دینے کا اقرار کیا۔ خالد نے کہا: اے سردار! ان سے فدیہ ہرگز نہ لو۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ انہیں قلعہ کے سامنے لیجا کر قتل کر دو تاکہ ایک تو مسلمانوں کے اس قتل کا جواب ہو جائے جو یوقنا نے پچاس مسلمان قیدیوں کو قلعہ کی فصیل پر لیجا کر قتل کیا تھا۔ دوسرے اس سے رومیوں پر ہیبت بھی چھا جائے۔"

ابو عبیدہ کو یہ بات پسند آئی رومی قیدی قلعہ کے قریب لیجائے گئے مسلمانوں نے اللہ اکبر کے پرزور نعرے لگائے۔ رومیوں نے جھانک کر دیکھا مسلمانوں نے ان کے سامنے تین سو رومیوں کو قتل کر ڈالا۔

محاصرہ میں شدت

خالد بن الولید نے ابو عبیدہ سے کہا: اگرچہ ہم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے لیکن دشمن خدا یوقنا خفیہ راستوں سے نکل کر ہم پر تاخت کرتا ہے۔ محاصرہ میں اور شدت ہونی چاہیئے۔"

ابو عبیدہ نے اس سے دوسرے روز صبح کو نماز پڑھ کر عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق۔ ضرار بن الازور۔ سعید بن عمرو بن طفیل العدوی۔ قیس بن ہبیرہ اور میسرہ بن مسروق العبسی کو تھوڑی فوج دے کر حکم دیا کہ قلعہ کے گرد کی تمام گھاٹیوں اور راستوں کی سختی سے حفاظت اور نگرانی کرو۔ نہ کسی کو قلعہ سے باہر نکلنے دو۔ نہ باہر سے اندر جانے دو۔"

ان لوگوں نے محاصرہ میں اس قدر شدت کی کہ چڑیا تک کو اڑ کر قلعہ میں نہ جانے دیتے تھے۔ انہوں نے قلعہ والوں کو تنگی اور ضیق میں ڈالنے کی انتہائی

کوشش کی مگر رومیوں نے اس کی مطلق بھی پرواہ نہ کی۔

جاسوس

محاصرہ نے اس قدر طول کھینچا کہ خود ابو عبیدہ اور مسلمان اکتا گئے آخر ابو عبیدہ نے محاصرہ اٹھا لیا۔ اور قلعہ سے کئی میل پیچھے ہٹ کر قیام کیا۔ ان کا خیال تھا کہ یوقنا قلعہ سے باہر نکلے گا۔ مگر وہ باہر نہ نکلا جب کئی روز ہو گئے تو ابو عبیدہ نے خالد بن الولید سے کہا: اے ابا سلیمان! معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لشکر میں دشمن کے جاسوس ہیں۔ وہ ہماری خبریں اسے پہنچاتے اور ہم سے اسے ڈراتے رہتے ہیں۔ تم تمام فرودگاہ میں گشت لگاؤ اور جس عرب کو نہ پہچانتے ہو اسے گرفتار کر لو۔"

خالد بن الولید نے گشت شروع کی۔ انہوں نے ایک عرب کو دیکھا جو بلا وجہ کمبل کو الٹ پلٹ کر رہا تھا خالد بن الولید نے اسے غور سے دیکھا۔ انہوں نے اسے پہچانا نہیں۔ اس کے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے دریافت کیا: "تم کن عربوں سے ہو؟"

عرب نے جواب دیا۔ "میں اہل یمن سے ہوں۔"

خالد: "یمن کے کس قبیلہ سے؟"

عرب اس طرح ہچکچایا جیسے وہ غلط بات کہنا چاہتا ہو۔ مگر جلدی میں اس کی زبان سے نکل گیا: "میں قبیلہ غسان سے ہوں۔"

خالد بن الولید نے جلدی سے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور کہا: "او دشمن خدا تو ضرور عرب متنصرہ سے ہے۔ دشمن کا جاسوس ہے۔"

عرب نے ڈھٹائی کے ساتھ جواب دیا "میں نصرانی نہیں ہوں بلکہ مسلمان ہوں"

خالد:- کون تمہاری گواہی دیگا کہ تم مسلمان ہو"

عرب بہت سٹپٹایا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ خالد اسے ابوعبیدہ کے پاس لائے ان سے کہا "اے سردار! اس عرب کے معاملہ نے مجھے حیرت میں ڈالا ہے۔ یہ اپنے آپ کو قبیلہ غسان سے اور مسلمان بتاتا ہے لیکن کوئی گواہ نہیں رکھتا"

ابوعبیدہ:- اس کا امتحان لو"

خالد:- امتحان کیسے لوں۔

ابوعبیدہ:- نماز پڑھواؤ۔ قرآن شریف کی تلاوت کراؤ"

خالد بن الولید نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے اور اس میں قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا حکم دیا۔ وہ ان کے حکم کی تعمیل نہ کر سکا۔ خالد نے ڈپٹ کر کہا "خدا کی قسم تو ضرور جاسوس ہے"

عرب نے مجبور ہو کر اپنے جاسوس ہونے کا اقرار کیا۔ خالد بن الولید نے دریافت کیا "تو تنہا ہی ہے یا تیرے ساتھی اور بھی ہیں"

جاسوس نے جواب دیا "میرے دو اور ساتھی تھے جو رات واپس چلے گئے۔ میں آج کی خبر لے کر رات کو واپس جاتا۔

ابوعبیدہ نے جاسوس سے کہا "سخت ہو تجھ پر! تو عرب ہو کر عربوں کی جاسوسی کرتا ہے تجھ میں قومی حمیت بھی باقی نہیں رہی ہے۔ یہ اہل عرب اور شام کا معاملہ ہے۔ تجھے عربوں کا ساتھ دینا چاہئے۔

جاسوس:- مجھ سے غلطی ہوئی"

ابوعبیدہ:۔ تو جانتا ہے جاسوسی کی سزا کیا ہے؟

جاسوس:۔ جانتا ہوں اس کی سزا موت ہے۔ مگر میں سچے دل سے مسلمان ہوتا ہوں۔

یہ کہتے ہی اس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ ابوعبیدہ نے کہا:۔ خدا کی قسم بچ گیا تو نہ صرف قتل ہونے سے بلکہ گناہوں سے بھی۔"

حضرت عمر کی تنبیہہ

ابوعبیدہ پانچ مہینہ تک حلب کا محاصرہ کیے پڑے رہے لیکن کوئی سبیل قلعہ میں رسائی کی نہ ہوئی۔ نہ رومی طول محاصرہ سے تنگ آ کر صلح کے خواستگار ہوئے۔ اس عرصہ میں ابوعبیدہ نے حضرت عمر کو کوئی اطلاع نہیں دی۔ حضرت عمر نے انہیں اس مضمون کا خط لکھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ہے عبداللہ عمر بن الخطاب کی طرف سے ان کے ملک شام کے عامل ابوعبیدہ کے نام۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

عرصہ سے تم نے کوئی خط نہیں بھیجا۔ نہ کوئی اطلاع دی اس سے مجھے بڑی بے چینی اور بڑا فکر ہے۔ کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہیں گذرتی جو میں تمہاری اطلاع کا منتظر نہیں ہوتا اور مجھے پریشانی اور پراگندگی نہیں ہوتی۔ تم مجھے اسوقت خط لکھتے ہو جب کسی فتح کی اطلاع دیتے ہو یا کوئی خوشخبری بھیجتے ہو۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ تم مجھے تمام

معاملات سے خبردار کرتے رہا کرو اگرچہ میں تم سے دور ہوں۔
لیکن میری دعائیں تم سے نزدیک ہیں میں اس عورت کی طرح
بے آرام ہوں جس کا بیٹا پردیس میں ہو میرا خط پڑھتے ہی
مجھے مسلسل اطلاع دو اور اے ابا عبیدہ تم اسلام اور مسلمانوں
کے مددگار بن جاؤ۔ تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر سلامتی ہو اور
اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔"

جب یہ خط ابو عبیدہ کے پاس پہنچا تو اول انہوں نے خود پڑھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور کہا۔ مسلمانو! امیر المومنین تمہارے کاموں سے خوش ہیں اور تمہارے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔"

مسلمانوں نے خوش ہو کر تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ انہیں یہ اطمینان ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی دعا ضرور قبول کریگا اور یقیناً فتح ہو گی۔

حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمر کو جواب میں اس مضمون کا خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے ابو عبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کی طرف سے
امیر المومنین عمر بن الخطاب کے نام۔
حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ اے امیر المومنین اللہ تعالےٰ
غالب اور بزرگ ہے۔ ساری تعریف اسی کیلئے زیبا ہے۔ اسنے قنسرین
کو فتح کرایا۔ ہم نے نواح الطاکیہ تک تاخت و تاراج کیا۔ شہر حلب
اندرہ ئے مصالحہ فتح ہو گیا۔ اہل شہر نے ہم سے مصالحت کرلی۔ لیکن

قلعہ حلب میں ایک بطریق یوقنا ہے۔ وہ نہایت متفنی اور بڑا سخت ہے
اس نے صلح نہیں کی۔ اس نے کئی مرتبہ ہمارے ساتھ فریب کیا۔
ہمارے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ خدا نے انہیں شہادت عطا
فرمائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس بطریق کی گھات میں ہے
میرا مقصد یہ ہے کہ میں ان شہروں اور قلعوں پر تاخت کروں جو
حلب اور انطاکیہ کے درمیان ہیں۔ میں تمہارے حکم کا منتظر ہوں
والسلام علیک وعلےٰ من معک من المسلمین ورحمۃ ا
اللہ وبرکاتہ۔ یعنی سلامتی ہو تم پر اور تمہارے ساتھی مسلمانوں پر
اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

مجاہدین اسلام

ابوعبیدہ نے یہ خط عبداللہ بن قرط الیمانی اور جعدہ بن جیران لیشکری
کو دیا۔ یہ دونوں روانہ ہوئے۔ دن اور رات چلتے تھے۔ بہت تھوڑی دیر آرام کرتے
تھے انہوں نے علیقہ کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ ارض حقان کو حکاصکہ
تک قطع کیا۔ یہ مقامات حدود عرب میں یتیما کے نزدیک تھے۔

جب وہ دونوں اس مقام تک پہنچے تو انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو زرہ
پہنے تھا مسلح تھا۔ اس کا خود۔ ہتھیار اور زرہ دھوپ میں جگمگا رہے تھے
وہ سوار ان دونوں کی طرف چلا۔ عبداللہ بن قرط نے جعدہ بن جیران سے
کہا: تم اس سوار کو دیکھتے ہو۔ یہ ہمارا سدراہ ہونا چاہتا ہے۔
جعدہ نے کہا۔ پرواہ نہ کرو۔ اس نواح میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے

جو دین اسلام میں داخل نہ ہو۔"

اس سوار نے ان دونوں کے قریب آکر دریافت کیا۔ "تم کون لوگ ہو اور کہاں سے آرہے ہو؟"

انھوں نے جواب دیا: "ہم مسلمان ہیں۔ ابوعبیدہ بن الجراح کے قاصد ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی خدمت میں جارہے ہیں۔ تم کون ہو؟"

سوار نے جواب دیا: "میں ہلال بن زید الطائی ہوں"

عبداللہ نے دریافت کیا: "کیا تم مسلمان ہو؟"

ہلال: "... میں مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ ہوں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے جہاد کا حکم دیا ہے۔ ہم ملک شام میں ابوعبیدہ کے پاس جارہے ہیں۔ میں نے تمہیں دور سے دیکھا۔ تم سے ملاقات کرنے اور یہ معلوم کرنے کیلئے کہ تم کون ہو۔ کہاں جارہے ہو۔ تمہارے پاس تنہا پہلے آیا۔"

انھوں نے اب ایک دوسرے کو سلام کیا۔ عبداللہ بن قرط اور جعدہ بن جیران اونٹوں پر سوار تھے۔ وہ دونوں ہلال کے ساتھ چلے۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ انہیں مسلمان آتے ہوئے نظر آئے۔ وہ تینوں اس مختصر لشکر میں مل گئے۔ ہلال نے اپنے ساتھیوں سے ان دونوں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ مسلمان ان سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ کچھ دیر مل جل کر ہلال مع اپنی جماعت کے ملک شام کی طرف اور عبداللہ اور جعدہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

فاروقی فرمان

عبداللہ اور جعدہ مدینہ طیبہ میں پہنچکر مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ وہاں امیر المومنین نے خط پڑھا پڑھ کر خوش ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہا "اللّٰھُمَّ کفا المُسْلِمِینَ شَرَّہٗ وَشَرَّ کل ذی شیء یعنی اے اللہ تو کفایت کر تو مسلمانوں کے لئے برائی کل بروں کی برائی سے"
انہوں نے مناد کو بلا کر حکم دیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ کی منادی کردو۔ مناد نے منادی کی۔ مسجد نبوی لوگوں سے بھر گئی حضرت عمر نے حضرت ابوعبیدہ کا خط پڑھ کر سنایا مسلمان خوش ہوئے۔ چند لوگوں نے کھڑے ہو کر خلیفہ دوم سے عرض کیا کہ ہم حضرموت، یمن، ردمان، سبا اور قار سبکے لوگ جہاد کے لئے آئے ہیں اور متمنی ہیں کہ ہمیں ملک شام میں جانے کی اجازت دیجائے

حضرت عمر:۔ تم کتنے لوگ ہو؟"

اعرابی:۔ ہم چار سو آدمی ایسے ہیں۔ جن کے پاس تین سو اونٹنیاں ہیں۔ ایک اونٹنی پر دو دو آدمی سوار ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو پیدل ہیں۔ وہ اس امید میں آئے ہیں کہ تم اگرانکے لئے سواری کا انتظام کردو تو وہ بھی جہاد پر جائیں۔"

حضرت عمر:۔ یہ پیدل لوگ کسقدر ہیں؟"

اعرابی:۔ ایکسو چالیس ہیں۔

حضرت عمر:۔ آزاد ہیں یا غلام ہیں؟"

اعرابی ا۔ آزاد بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ غلاموں کو انکے مالکوں نے جہاد کی اجازت دیدی ہے"

حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلا کر کہا: "تم بیت المال میں سے زر نقد لے کر ستر اونٹ خرید لاؤ"

عبداللہ بن عمر گئے اور ستر اونٹ خرید لائے۔ حضرت عمر نے کہا: "یہ اونٹ ان پیدل لوگوں کو دیدو جو سواری کے خواستگار ہیں۔ ایک ایک اونٹ پر دو دو آدمی سوار ہو لیں۔ اور اپنے بستر، کپڑے اور کھانے کا سامان بھی ان پر لادلیں"

حضرت عمر نے حضرت ابو عبیدہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تمہارا خط پہنچا۔ فتح اور غلبہ کی خوشخبری سن کر مسرت ہوئی۔ تم حلب کو چھوڑ کر دوسرے شہروں پر تاخت کا جو ارادہ رکھتے ہو۔ یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ اگر تم حلب کو چھوڑ دوگے تو تمہارا رعب و خوف رومیوں کے دلوں سے اٹھ جائے گا۔ تمہاری بدنامی ہوگی اور یوقنا کی شہرت ہو جائیگی۔ جن لوگوں نے تم سے مصالحت کرلی ہے وہ بھی سرتابی کی کوشش کریں گے۔ اور سب خاص و عام ملکر جوق جوق تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ان کے بادشاہ آپس میں لکھا پڑھی کریں گے اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن جائیں گے۔

تم ایسا موقع نہ دو۔ اس کی احتیاط کرو۔ حلب سے اسوقت

تک جدا نہ ہو جب تک اللہ تعالے اپنا حکم کرنے والا ہے. تم کشادہ زمین میں قیام کرو۔ دروں. گھاٹیوں اور پہاڑوں اور مغرب میں حدود تک اپنا عمل دخل جاری رکھو. جو تم سے صلح کرے. اس سے صلح کر لو جو تمہارے ساتھ سلامت روی کرے اس سے سلامت روی کرو تم پر میری طرف سے اللہ تعالیٰ قائم مقام ہے. اس سے ڈرتے رہو میں اس خط کے ساتھ اہل مشرق کو جن میں یمن کے لوگ شامل ہیں اور جنہوں نے اپنی جانوں کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا ہے. بھیج رہا ہوں ان میں آزاد بھی ہیں غلام بھی ہیں. سوار بھی ہیں. پیدل بھی ہیں. اس کے بعد بھی انشاء اللہ تمہارے پاس برابر مدد بھیجی جاتی رہے گی

والسلام۔

حضرت عمرؓ نے خط عبداللہ بن قرط اور رجدہ بن جبیر ان کو دیا. وہ معہ ساڑھے پانچسو مسلمانوں کے روانہ ہوئے

دامس ابوالہول

راستہ میں چلتے ہوئے مسلمانوں نے عبداللہ بن قرط سے دریافت کیا: مسلمان آج کل کس جگہ مقیم ہیں؟

عبداللہ نے جواب دیا: آجکل مسلمانوں نے حلب کے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے جلب کا والی ایک معزز رومی ہے. اس کا نام یوقنا ہے ؟

بعض مسلمانوں نے کہا: یوقنا مثل اپنے بھائیوں کے کیوں مصالحت نہیں کر لیتا ہے ؟

عبداللہ! - اے گروہ عرب! ہم نے یرموک کی لڑائی کے بعد یوقنا سے زیادہ بہادر، دلیر، جری، ہمت والا اور نڈر کوئی رومی نہیں دیکھا۔ اس نے ہمارے بہت سے دلیروں کو مار ڈالا ہے۔ وہ موقع کا متلاشی رہتا ہے جب مسلمانوں کو غافل دیکھتا ہے۔ دفعۃً آپڑتا ہے۔ لوگوں کو مار ڈالتا ہے اور اسباب کو لوٹ لیتا ہے اکثر اندھیری رات میں شبخون مارتا ہے۔ کبھی کبھی رات قلعہ سے نکل کر ہمارے رسد لانے والے کی تلاش میں چلا جاتا ہے۔ انہیں گرفتار و قتل کر ڈالتا ہے۔ رسد لوٹ لیتا ہے۔ پھر اپنے قلعہ میں واپس چلا جاتا ہے۔ اگرچہ مسلمان قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں لیکن پھر یہ ہے کہ وہ اس بطریق سے ڈرتے ہیں۔"

جو مسلمان انکی باتیں سن رہے تھے ان میں ایک شخص بنی ظریف لوک۔ کے کے غلام بھی تھے۔ ان کا نام دامس تھا۔ ابوالہول کنیت تھی۔ لوگ ان کا نام اور کنیت دونوں ساتھ لیتے تھے یعنی وہ دامس ابوالہول مشہور تھے۔ ان کا رنگ سیاہ تھا۔ جسم گول مول تھا موٹے درخت کی مانند۔ پتہ گردن تھے۔ ایسے دراز قد تھے کہ جب اونچے سے اونچے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو پیروں کو لٹکا کر زمین پر خط کھینچا کرتے تھے۔ بہادر ایسے تھے کہ بلاد کندہ میں انکی شہرت ہو گئی تھی۔ حضر موت۔ جبل مہرہ اور ارض شجر میں انکی دلیری کی دھوم تھی۔ انہوں نے جنگلیوں کو خوفزدہ کر دیا تھا اور بستی والوں کو اپنے کارناموں سے ڈرا دیا تھا۔ لوگ ان کا نام سنتے ہی کانپ جاتے تھے۔ کسی کو ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ایسے سبک رو تھے کہ جب دوڑتے تھے تو اصیل عربی گھوڑے بھی پیچھے رہ جاتے تھے۔ غرض انکے دبدبہ اور شجاعت کی بڑی شہرت تھی۔ انہوں نے عبداللہ بن قرط سے کہا "اے

عربی برادر! اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا تو میں اس گبر کو خوار و ذلیل کروں گا۔ رومیوں کو متوحش کر دوں گا۔ گبر میرا نام سنکر لرزجایا کریں گے اور مسلمان میرے کارناموں کو دیکھ کر حیران و مسرور ہونگے :

عبداللہ بن قرط نے تحقیر کی نظروں سے انہیں دیکھ کر کہا : اے بیٹے سیاہ عورت کے ! تم نے اپنی ذات پر بڑا فخر و غرور کیا۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ شجاع و شہ سوار مسلمان اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ وہ مسلمان جنکی چار دانگ عالم میں شہرت ہے لیکن وہ اس کا کچھ نہیں بنا سکے اور تم .... جو رومیوں کی لڑائیوں کا تجربہ نہیں رکھتے ہو لاف زنی کر رہے ہو ۔"

دامس ابو الہول ان باتوں کو سن کر بہت غضبناک ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ اے برادر عربی! خدا کی قسم اگر مجھے اسلامی اخوت کا پاس نہ ہوتا تو میں خونریزی کی ابتدا تم سے کرتا آئندہ کے لئے تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ احتیاط کرو اور لوگوں کو حقیر نہ جانو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میرے کارناموں کو معلوم کرو تو میرے وطن والوں سے پوچھو۔ تمہاری عقل حیران رہ جائے گی۔ میں نے تنہا بہت سی جمعیتوں کو منتشر کر دیا ہے۔ بہت سے گروہوں کو تہ و بالا کر ڈالا ہے۔ جنہوں نے ذرا بھی میرے ساتھ ٹکر لی۔ میں نے ان کا نام و نشان مٹا دیا جو مجھے لوٹنے آئے تھے۔ میں نے انہیں لوٹ لیا۔ آبادیوں کو تاراج کر ڈالا جنگلی لوگ مجھ سے کانپتے ہیں۔ پہاڑی مجھ سے تھراتے ہیں۔ میدان والے لرزتے ہیں۔ خدا کے فضل سے آج تک میں ہی لوگوں پر حاوی ہوتا رہا۔ کوئی مجھ پر حاوی نہیں ہوا۔ میں ان مقامات پر بھی گیا ہوں جہاں لوگ جاتے ہوئے دہشت زدہ ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ و امس ابو الہول کو جانتے تھے اور جنہوں نے ان کے کارنامے سنے تھے انہوں نے عبداللہ بن قرط سے کہا۔ قسم ہے خدا کی و امس ابو الہول اپنے بیان میں سچے ہیں۔ انہیں کوئی ایسی دشواری پیش نہیں آئی جسے انہوں نے سہل نہ کر لیا ہو۔ کوئی مشکل ایسی نہیں پڑی جسے انہوں نے سلجھا نہ لیا ہو اور کوئی مہم ایسی نہیں آئی جس میں انہوں نے ناموری حاصل نہ کی ہو۔ وہ جس بات کا ارادہ آزماتے ہیں اسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں بلاد کندہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو ان کے کارناموں کو نہ جانتا ہو۔"

عبداللہ:۔ تم نے انکی بڑی تعریف کی ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ حلب کو ان کے ہاتھ پر فتح کرا دے۔"

چونکہ مسلمان جلد حلب میں پہنچنا چاہتے تھے اس لئے تیزی سے قطع مراحل کر رہے تھے۔ آخر وہ حلب کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے ہتھیار سجا لئے۔ پورا عربی لباس پہنا۔ علم کو ہوا میں لہرایا اور لشکر کے قریب پہنچکر اللہ اکبر کے پرشور نعرے لگائے ابو عبیدہ اور ان کے ہمراہیوں نے ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے بھی تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے۔ رومیوں نے فصیل کے اوپر سے ابھر ابھر کر دیکھا جب دونوں لشکر مل گئے تو مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کہے۔ مصافحے کئے اور خیریت دریافت کی اور ہر قبیلہ اپنے قبیلہ کے لوگوں میں جا کر مقیم ہو گیا۔

یوقنا کا یہ حال تھا کہ وہ موقع کا متلاشی رہتا تھا۔ جب کسی طرف کے مسلمانوں کو غافل دیکھتا مطلق نہ چوکتا فوراً حملہ کر دیتا۔ اور قتل و غارت گری اور لوٹ مار کر کے چلا جاتا۔ وہ دن میں کبھی نہ نکلتا تھا۔ رات کو شبخوں مارتا تھا۔ مسلمان اسکے

خوف سے رات بھر نگہبانی کرتے رہتے تھے جو تازہ وارد مسلمان تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ قوم طے، بنس، بنسان اور حضر موت نہایت ہوشیاری سے نگہبانی کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ آگ روشن ہے۔ لوگ ہتھیار لئے ایک الاؤ سے دوسرے الاؤ تک آتے جاتے ہیں۔ تکبیر یں کہتے ہیں۔ اور زور زور سے باتیں کرتے ہیں۔

دامس ابوالہول بنی ظریف میں ٹھہرے تھے۔ انہوں نے حفاظت و نگرانی کی یہ کیفیت دیکھ کر کہا "خدا کی قسم تم واقعی محاصرین ہو۔"

لوگوں نے دریافت کیا "کیا کہا تم نے؟"

دامس ابوالہول نے جواب دیا: "مجھے تعجب ہے کہ تم فراخ زمین پر ہو۔ تمہارے سامنے دشمن کا لشکر نہیں ہے۔ بطریق قلعہ میں محصور ہے۔ فصیل کی چوٹی پر بیٹھا ہوا ہے اور تمہارے خوف کا یہ حال ہے کہ رات بھر بے آرام رہتے ہو۔ آگ جلاتے ہو جاگتے ہو۔ تکبیریں کہتے ہو۔ مسلح رہتے ہو۔ آخر یہ کیوں؟"

بنی ظریف:۔ "اے ابوالہول! اس قلعہ کا مالک ایک گبر ہے جو بڑا ہی منحوس اور بدفال ہے۔ اسے میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے کی تو جرآت نہیں ہوتی رات کو جب ہمیں غافل دیکھتا ہے شبخوں مارتا ہے۔ لشکر کے کناروں پر آپڑتا ہے اور ہمارے ساتھیوں کو مار ڈالتا ہے۔"

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ لشکر کے کنارہ پر شور ہوا اور اس قدر بڑھا کہ تمام لشکر گونجنے لگا۔ لوگوں نے دامس سے کہا: "معلوم ہوتا ہے اس کمبخت نے آج پھر حملہ کر دیا ہو۔"

دامس جلدی سے اٹھے۔ تلوار ہاتھ میں لی۔ ڈھال پشت پر لٹکائی اور تیزی سے اس طرف چلے جس طرف سے شور کی آوازیں آ رہی تھیں۔

یوقنا نے پانچسو سواروں کی جمعیت سے اس طرف حملہ کر دیا تھا۔ دامس ابوالہول دوڑ کر رومیوں میں گھس گئے۔ وہ انہیں قتل کرنے اور رجز کے یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

انا ابوالہول واسمی دامس   اکرنی بجمعکم مداعس

میں ابوالہول ہوں میرا نام دامس ہے   میں تمہاری جمعیت میں نیزہ سے حملہ کرتا ہوں

لیث ھزبر البطل ممارس

میں شیر دل ہوں سخت جھگڑنے والا ہوں

دامس کے ساتھی اور مسلمان بھی ٹوٹ پڑے۔ نہایت خونریز جنگ ہونے لگی یوقنا اپنے ہمراہیوں کو لیکر پیچھے ہٹا۔ لیکن اس عرصہ میں اس کے دو سو آدمی کھیت رہے یوقنا بھاگا۔ دامس نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ پکار رہے تھے۔ مسلمانو آؤ آؤ۔ قوم کندہ نے ان کا ساتھ دیا۔ وہ فصیل تک پیچھے لگے چلے گئے۔ ابوعبیدہ نے قسم دیکر لوگوں کو واپسی کا حکم دیا۔ لوگوں نے سن کر دامس سے کہا: "سردار واپس لوٹنے کی قسم دیرہے ہیں۔ اب واپس لوٹو"

دامس لوٹ کر اپنی قیام گاہ پر چلے آیے۔ اس روز چونکہ رومیوں کا زیادہ نقصان ہوا اس لئے مسلمان خوش ہوئے۔ صبح کو ابوعبیدہ نے جماعت کیساتھ نماز پڑھائی نماز پڑھ کر مسلمان متفرق ہو گئے مگر چند رئیس اور سردار ابوعبیدہ کے پاس بیٹھے رہ گئے۔ رات کے سانحہ کا ذکر شروع ہوا۔

خالد بن الولید نے کہا: "یا امین الامۃ! رات قوم کندہ نے بڑی دلیری کی نہایت ثابت قدمی سے لڑے۔ انہوں نے دشمن کو سرنگوں کیا"

ابوعبیدہ:۔ تم نے سچ کہا اے ابا سلیمان! واقعی قوم کندہ کی شجاعت نے

یوقنا کو پست کیا مگر رات لوگ کہہ رہے تھے کہ دامس ابوالہول نے بڑی بہادری کی انہوں نے دشمنوں کی صفوں کو الٹ دیا۔ یہ دامس ابوالہول کون ہیں۔ میں انہیں نہیں جانتا

ایک اعرابی نے جنکا نام سراقہ بن مرداس ہے بن مکرب الکندی تھا کہا اے امیر! کل جو مجاہدین ہمارے لشکر میں آئے ہیں۔ دامس ابوالہول انکے ساتھ آئے ہیں۔ وہ بنی ظریف کے غلام ہیں۔ بڑے شجاع اور دانشمند ہیں۔ وہ اپنے حریفوں کو عاجز مجبور کر دیتے ہیں۔ دلیروں کو ڈراتے ہیں۔ بہادروں کو مار گراتے ہیں۔ لڑائی کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہیں۔ کبھی انہیں کسی نے پسپا ہوتے نہیں دیکھا۔

ابو عبیدہ نے خالد بن الولید سے مخاطب ہو کر کہا "اے ابا سلیمان! تم نے سراقہ کی باتیں سنیں۔ وہ اپنے غلام دامس ابوالہول کو بڑا نڈر اور بہادر بتاتے ہیں۔"

خالد۔ یا ابن الامۃ! وہ اپنے کلام میں سچے ہیں۔ انکے کارنامے میں نے بھی سنے ہیں۔ عمرو بن عنبر المہری نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ دامس ابوالہول نے انکی قوم پر تنہا تاخت کی تھی۔ وہ ان کے خوف سے دریا کے کنارے پر چلے گئے تھے انہوں نے وہیں جاکر چھاپہ مارا اور ایسا فریب دیا کہ قوم مہرہ جنبش میں آگئی انہوں نے اس قوم کے مستقر (لوگوں کی قیام گاہ) پر حملہ کیا۔ اس میں ستر آدمی تھے۔ انہیں بھگا دیا اور ان کا سب کچھ لوٹ لیا۔

اس واقعہ کی تشریح اس طرح بیان کی گئی ہے کہ نادانستگی میں قوم مہرہ نے دامس ابوالہول کی قوم کو ستایا۔ دامس وہاں نہ تھے جب وہ آئے اور یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے بدلہ لینا چاہا۔ قوم مہرہ کو معلوم ہو گیا۔ وہ دامس کی بہادری کو دیکھنے کیلئے دریا کے کنارہ پر مقیم ہو گئے۔ یہ دریا پہاڑ کے دامن میں تھا۔ دامس کو بھی پتہ

لگ گیا۔ انہوں نے اپنی قوم کو قبیلہ بہرہ سے انتقام لینے کی ترغیب دی لیکن کوئی شخص ان کا ساتھ دینے پر تیار نہ ہوا۔ دامس خود اپنے خیمہ پر آئے اور اپنے کپڑوں کا پشتارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ لیا۔ ڈھال پشت پر لٹکائی۔ تلوار ہاتھ میں لی۔ خنجر پیٹی میں اڑسا اور خیمے سے باہر نکل کر چلے۔ لوگوں نے ان سے دریافت کیا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

ابوالہول نے جواب دیا: میں قوم بہرہ پر تاخت کا ارادہ رکھتا ہوں۔

ایک شخص:۔ یہ کندھے پر پشتارہ کیا اٹھایا ہے۔

دامس:۔ یہ وہ سامان ہے جس سے قوم بہرہ بدحواس ہو جائے گی۔

کچھ لوگوں نے کہا: تم تنہا قوم بہرہ کے مقابلہ کے لئے کیا جا سکتے ہو۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس قوم کے ستر آدمی ہیں۔ ہماری قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کوئی شخص کپڑوں کا پشتارہ لے کر دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جائے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جوذار کے پاس جا رہے ہو۔

جوذار حسان کے حضار مہ کی ایک لونڈی تھی۔ دامس کو اس سے انسیت تھی وہ حضر موت کے ایک گاؤں میں جس کا نام سفلہ بتار ہتی تھی۔ وہ جو کچھ پاتے تھے جوذار کو دے ڈالتے تھے۔ لوگوں کا یہی خیال ہوا کہ وہ جوذار ہی کے پاس جا رہے ہیں دامس نے کہا: خدا کی قسم تم نے غلط سمجھا۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ میں نے کیا کیا چنانچہ وہ چلے۔ اور اپنی چراگاہ سے ایک اونٹنی لی۔ اس پر پشتارہ رکھا۔ خود سوار ہوئے اور ایک دن اور ایک رات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ غنیم کی فردگاہ کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ ابھی دن باقی تھا۔ اس لئے انہوں نے ایک چٹان کی اوٹ میں قیام کر دیا تاکہ کوئی دیکھ نہ لے جب رات ہوئی تو وہ اونٹنی

پر سوار ہو کر چلے اور اس قلعہ کوہ پر پہنچے جس کے زیر دامن قوم مہرہ فرد کش تھی انہوں نے اونٹنی کا منہ باندھ دیا تاکہ اس کے چرچرانے اور جگالی کرنے کی آواز قوم تک نہ پہنچ جائے۔ اس پہاڑی ٹیکری کے عین نیچے اہل مہرہ تھے۔ انہوں نے آگ روشن کر رکھی تھی۔ اس نواح میں طلح اور کنار کے درخت تھے۔ دامس نے لمبی لمبی شاخوں کو کاٹا اور انہیں اپنے قد کے موافق تراش کر پتھریلی زمین میں متفرق طور پر گاڑ دیا۔ چالیس لکڑیاں گاڑیں پھر ان کے اوپر کے سروں پر لکڑیاں باندھ دیں اور انہیں اپنے کپڑے پہنا دیئے۔ اسطرح وہ دیکھنے والوں کو آدمی معلوم ہونے لگے۔ آدھی رات کو وہ اس کام سے فارغ ہوئے۔ پھر قوم مہرہ کے خیموں کے پاس آئے۔ وہ غافل پڑے سو رہے تھے۔ انہوں نے صبح ہونے کا انتظار کیا۔ جب تارے جھلملانے لگے اور مشرق کی طرف سے صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو وہ تلوار اور ڈھال لیکر قوم مہرہ کے خیموں کے پاس آئے اور للکار کر کہا: "اے آل مہرہ! تحتی ہو تم پر۔ سختی میں ڈالے گئے تم۔ میں دامس ابوالہول ہوں۔ آل ظریف تم سے انتقام لینے آئے ہیں۔ تم نے یہاں آکر پناہ لی تھی مگر یہاں بھی پناہ نہ ملی!"

اہل مہرہ ان کی بلند آواز سنکر اٹھے۔ وہ سمجھے قوم ظریف نے ان پر حملہ کر دیا اسی وقت دامس نے شور کر کے پکارا: "اے آل ظریف اور اے آل کندہ آؤ اور قوم سے انتقام لو!"

اہل مہرہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ مرد گھبرا گئے۔ عورتیں اور بچے چیخنے اور چلانے لگے۔ وہ خیموں سے نکل نکل کر پہاڑ کی طرف دوڑے۔ دامس نے ان کا

پیچھا کیا جب اہل بہرہ نے انہیں تنہا دیکھا تو پلٹ پڑے اور ان سے لڑنے لگے
دامس نے ان پر حملے کر کے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ
اس پہاڑ کے حصہ کی طرف پیچھے ہٹنے لگے جہاں لکڑیاں گاڑ کر انہیں کپڑے پہنا
آئے تھے وہ برابر نہایت سختی سے لڑ رہے تھے۔ آل بہرہ انہیں دباتے بڑھتے
چلے آ رہے تھے جب دامس ان لکڑیوں کے بالکل قریب پہنچ گئے تو انہوں نے
پکار کر کہا: "اے آل ظریف اور اے آل کندہ! بشارت ہو۔ میں دشمنوں کو
تمہارے پاس لگا لایا ہوں۔ اب تم ان پر حملہ کر دو۔"

قوم بہرہ کے لوگوں نے جلدی سے نگاہیں اٹھا کر اوپر دیکھا۔ انہوں نے لکڑیوں
کو جو کپڑے پہنے کھڑی تھیں۔ آل ظریف کے لوگ سمجھا۔ وہ ایک دم انکے سامنے
سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ دامس نے چلا کر کہا: اے آل کندہ! میں تمہیں
قسم دیتا ہوں کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ ان بزدلوں کیلئے میں تنہا ہی کافی ہوں

اہل بہرہ بدحواس ہو کر اپنے خیموں کی طرف پلٹے اور تھوڑا بہت اسباب یا زر نقد
لیکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سورج نکلنے سے پہلے وہ لوگ بہت دور نکل گئے۔ وہ ایسے
بھاگے جاتے تھے جیسے ان پر بڑی بھاری جمعیت نے حملہ کیا ہے۔ ان میں سے
کسی نے اپنی بیوی کو ساتھ لے لیا تھا کسی نے بیٹے کو اور کسی نے مال و اسباب کو،
جب وہ بھاگ گئے تو دامس ان کے خیموں کے پاس آئے۔ وہاں چند بوڑھے
غلام، چند عورتیں اور چند بچے تھے۔ دامس نے غلاموں کو حکم دیا کہ وہ اونٹوں
کو لے آئیں۔ غلام اونٹ لے آئیں۔ دامس نے قوم بہرہ کے خیمے اور اسباب
ان پر لادا۔ عورتوں، بچوں اور غلاموں کو ان پر بٹھایا اور چلے۔ انہیں پہاڑ

کے دوسری طرف کھڑا کر کے پہاڑ پر آئے اور لکڑیوں پر سے اپنے کپڑے اتار کر کے پشتارہ میں باندھے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر قوم سے آ ملے۔ وہاں سے چل کر اپنے قبیلہ میں آئے۔ لوگوں کو اپنی کارگزاری سنائی۔ ہر شخص کو کمال حیرت ہوئی۔

ابو عبیدہ نے سراقہ سے کہا: "تم اپنے غلام دامس ابو الہول کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں انہیں دیکھوں اور ان سے باتیں کروں۔"

سراقہ گئے اور اپنے ساتھ دامس ابو الہول کو لے آئے۔ دامس نے سردار کو سلام کیا۔ اپنے آقا کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو عبیدہ نے ان سے کہا: "دامس میں نے ابھی تمہارے کارنامے سنے ہیں۔ تمہیں دیکھ کر میں نے سمجھ لیا ہے۔ تم واقعی بہادر ہو۔ رات تم نے یوقنا کے ساتھیوں کا خوب مقابلہ کیا۔ مگر تم یوقنا کو نہیں جانتے ہو۔ وہ بڑا دلیر اور متفنی ہے۔ آئندہ احتیاط کرو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یہ پہاڑ بڑا دشوار گذار ہے۔ عرب میں کوئی پہاڑ ایسا نہیں ہے۔ یہ پہاڑ اور قلعہ ہمارے سدِّ راہ ہو گئے ہیں۔"

دامس: "اے امیر میں نے اکثر اپنے دشمنوں پر تاخت کی ہے۔ قوم بہرہ پر کئی مرتبہ حملہ کیا ہے۔ بیابانوں جنگلوں اور پہاڑوں پر گیا ہوں۔ خدا کے فضل سے میں کسی بات سے نہیں گھبراتا ہوں"

ابو عبیدہ: "تم نامی مرد اور دلیر ہو تم نے اس قلعہ کے متعلق بھی کچھ سوچا ہے"

دامس ابو الہول کا خواب

دامس نے کہا: "اس قلعہ کو میں نے ابھی اچھی طرح نہیں دیکھا ہے۔ مگر میں نے ایک خواب دیکھا تھا جب میں مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا تو اثنائے راہ

میں میں نے خواب دیکھا ۔

ابو عبیدہ :۔ سناؤ تم نے کیا خواب دیکھا ۔

دامس :۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ کسی مہم پر جا رہا ہوں ۔ سوئے اتفاق سے میں اپنی قوم سے پیچھے رہ گیا ۔ مجھے بڑا افسوس ہوا حالانکہ میں چلنے میں برابر کوشش کر رہا تھا ۔ آخر میں انکے پاس پہنچ گیا ۔ میں نے دیکھا کہ قوم ٹھیری ہوئی ہے اور متعجب ہے ۔ نہ آگے بڑھتی ہے ، نہ پیچھے ہٹتی ہے میں نے دریافت کیا : "تم لوگ کیوں ٹھیرے ہوئے ہو آگے کیوں نہیں بڑھتے ؟" انہوں نے جواب دیا : "کیا تم اس پہاڑ کو نہیں دیکھتے ہو جو ہماری راہ میں حائل ہو گیا ہے ۔" میں نے کہا : "مگر اس میں یہ شگاف ہے اس شگاف میں داخل ہو کر نکل جاؤ ۔" انہوں نے کہا : "اس شگاف میں ایک بڑا اژدہا ہے جب وہ پھنکار مارتا ہے تو آگ نکلتی ہے اور جب دم کھینچتا ہے تو زمین لرزنے لگتی ہے ۔"

میں نے کہا : "تم نے اسکے پیچھے کی طرف سے راستہ کیوں تلاش نہیں کیا ؟"

انہوں نے کہا : "وہ [illegible] کہنا ہے کہ کسی طرف سے راستہ نہیں ہے"

میں نے خود جگہ کی تلاش کی ۔ ایک بہت ہی تنگ اور دشوار گذار راستہ نظر آیا میں بڑی دقت سے اس میں گھسا اور بڑی مشکل سے دوسری طرف نکلا ۔ میں اژدہے کی پشت پر پہنچ گیا ۔ میں نے اسے مار ڈالا ۔

میرے پیچھے میری قوم بھی بڑی دشواری سے مجھ تک پہنچی جب انہوں نے اژدہے کو مرا ہوا دیکھا تو بہت خوش ہوئے ۔ گویا وہ دشمن سے بے ڈر ہو گئے ۔

اسی وقت میری آنکھ کھل گئی ۔

ابو عبیدہ نے کہا: للہ الحمد ! تمہارا خواب مسلمانوں کی بہتری اور دشمنوں کی خواری کا باعث ہوگا۔"

پھر انہوں نے مسلمانوں کو اپنے پاس جمع ہونے کا حکم دیا۔ مسلمان دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے۔

تعبیر خواب

ابو عبیدہ نے ایک خطبہ دیا۔ انہوں نے حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا: مسلمانو!

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کی زبان سے ملک شام کے فتح ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا کا وعدہ غلط نہیں ہوا کرتا۔ اور نبی صلعم اپنی طرف سے نہیں کہا کرتے۔ انشاء اللہ یہ ملک فتح ہو کر رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم قلعہ حلب کے بھی مالک ہو جائیں گے۔ تم اپنے بھائی دامس ابو الہول سے جو بنو ظریف کے غلام ہیں ان کا خواب سنو۔"

چنانچہ انہوں نے دامس کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اٹھایا اور لوگوں سے روشناس کرا کر ان سے خواب بیان کرنے کو کہا۔ انہوں نے خواب بیان کیا۔ ابو عبیدہ نے کہا: "ان کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ وہ دشوار گذار پہاڑ مذہب اسلام ہے۔ دین کو حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ بڑی دشواری سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اژدہا مسلمانوں کا کوئی دشمن ہے۔ جسے دامس ابو الہول ہلاک کریں گے۔"

مسلمان یہ تعبیر سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ مسلمانوں نے دریافت کیا: "یا امیر! اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟"

ابو عبیدہ: "فی الحال میرا قصد یہ ہے کہ میں قلعہ پر حملہ کر دوں۔ تم تیاری کرو

مسلمان اپنی اپنی قیام گاہوں پر چلے گئے۔ اور آلات حرب کی دیکھ بھال شروع کی۔ دوسرے روز صبح کی نماز پڑھ کر ابو عبیدہ نے پھر دامس کو طلب کیا۔

دامس کی تدبیر

دامس ابوالہول حضرت ابو عبیدہ کے پاس آئے ابو عبیدہ نے ان سے دریافت کیا: "کہو تم نے کوئی تدبیر سوچی"؟

دامس نے عرض کیا: "ہاں ایک تدبیر سوچی ہے۔"

ابو عبیدہ:۔ "وہ کیا تدبیر ہے؟"

دامس:۔ "تدبیر کو ظاہر کرنا اچھا نہیں ہوتا۔"

ابو عبیدہ:۔ "ٹھیک ہے۔ لیکن تمہارا قصد کیا ہے۔"

دامس:۔ "میں یہ چاہتا ہوں کہ قلعہ پر یورش کیجائے۔"

ابو عبیدہ نے اسی وقت لشکر میں منادی کرادی کہ قلعہ پر حملہ ہوگا۔ مسلمان تیار ہو گئے۔ لشکر نے کوچ کیا اور قلعہ کے نزدیک پہنچ گئے۔

جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمان حملہ کے قصد سے آئے ہیں تو انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ بعض جگہ رائے جنگ کی ہوئی۔ بعض نے کہا: "لڑنے سے کیا فائدہ ہے۔ قلعہ ایسا مضبوط ہے کہ فتح نہیں ہو سکتا۔ مگر آخر کار جنگ ہی کی صلاح ٹھہری۔

مسلمانوں نے قلعہ پر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ رومیوں نے پوری قوت سے مقابلہ کیا۔ ایک دن اور ایک رات برابر جنگ ہوتی رہی۔ مگر مسلمان قلعہ کے پاس بھی نہ پھٹک سکے۔ البتہ رومیوں پر ان کا رعب و خوف طاری ہو گیا۔ جب لڑائی سے کوئی فائدہ نہ ہوا تو مسلمان مقیم ہو گئے۔ پورے سینتالیس روز قلعہ کے گرد ٹھہرے

ہے۔ الغرض تا لیسواں روز دامس ابو الہول ابو عبیدہ کے پاس آئے اور کہا۔
اے سردار! ہم نے ساری تدبیریں کرلیں۔ لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اب
ایک تدبیر سوچی ہے۔ خدا کی ذات سے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسمیں کامیابی دیگا"

ابو عبیدہ:۔ تم نے کیا تجویز کیا ہے؟"

دامس:۔ تم میرے ساتھ تیس جوانمرد رفقائے قوم کر دو انہیں حکم دو
کہ وہ میرے کسی معاملہ میں اعتراض نہ کریں۔ جو میں کہوں کرتے رہیں۔ ابو عبیدہ
نے تیس بہادروں کو منتخب کرکے بلایا اور ان سے کہا: "اے گروہ عرب! میں دامس
ابو الہول کو جو بنی ظریف کے غلام ہیں۔ تم پر سردار مقرر کرکے حکم دیتا ہوں کہ انکی
اطاعت کرو۔ میں نے انہیں تم پر اسلئے سردار مقرر نہیں کیا ہے کہ وہ حسب نسب
میں تم سے بڑھے ہوئے ہیں۔ یا تم سے زیادہ بہادر اور شہسوار ہیں۔ بلکہ اس لیئے
انہیں تم پر افسر مقرر کیا ہے کہ وہ جنگی تدبیروں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ تم میں
سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے ایک غلام کو تم پر سردار مقرر کردیا۔ خدا کی قسم اگر میری
ذمہ داری تمام لشکر کی نہ ہوتی تو سب سے پہلے میں ان کی اطاعت کرتا"

ان لوگوں نے کہا: "اے سردار! خدا کی قسم اگر تم کسی گبر کو بھی ہم پر سردار مقرر
کر دو تو ہمیں اعتراض نہ ہو۔ ہم نے اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں ہبہ کر رکھا ہے اور
تم مسلمانوں کے خیر خواہ ہو۔ جو حکم دوگے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

ابو عبیدہ نے ان کا شکریہ ادا کرکے کہا: "مسلمانو! میرا دل گواہی دیتا ہے
کہ اللہ تعالےٰ دامس کے ہاتھ پر قلعہ فتح کرادے گا۔ تم لوگ اس بات کو اچھی طرح
جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ایک غلام کو رؤسائے عرب

پر سردار مقرر کیا تھا۔ تم دامس کی فرمانبرداری کرنا۔"

پھر انہوں نے دامس سے مخاطب ہو کر کہا: "اب تم کیا کہتے ہو"

دامس ؛۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم لشکر کو لے کر اس طرح چلو جیسے ہزیمت اٹھا کر بھاگے جاتے ہو۔ مگر یہاں سے ایک فرسخ پر پہنچ کر ٹھہر جاؤ۔ مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ فرودگاہ ہی میں چھپے رہیں باہر نہ نکلیں اور دو آدمی بغیر ہتھیاروں کے جن کے پاس محض خنجر ہوں۔ الگ الگ مگر ہم سے نزدیک رہیں تاکہ جب وہ دیکھیں کہ ہم قلعہ میں داخل ہو گئے ہیں تو تمہیں دوڑ کر اطلاع کر دیں اور تم لشکر لیکر آجاؤ۔

پھر دامس نے اپنے تیس ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم تیار ہو کر آجاؤ سوائے تلواروں، خنجروں اور ڈھالوں کے اور کچھ اپنے ساتھ نہ لو۔ نیزوں اور کمانوں کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ لوگ حسب ہدایت مسلح ہو کر آ گئے۔ دامس بھی مسلح ہو گئے۔ وہ پوشیدہ ہو کر ایک غار میں جا چھپے۔ ان کے ساتھی غار کے اندر داخل ہو گئے اور وہ غار کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔

ابو عبیدہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیدیا۔ مسلمانوں نے کوچ کیا۔ کوچ کے وقت بڑا شور وغل ہوا۔ رومیوں نے فصیل کے اوپر سے دیکھا۔ وہ مسلمانوں کو کوچ کرتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دیکر کہا۔ آخر مسلمان ہی محاصرے سے تنگ آ کر چلدیئے۔"

اسلامی لشکر ہر طرف سے سمٹ کر چلا جا رہا تھا۔ ان کے لباس نظر آ رہے تھے۔ زرہیں اور خود چمک رہے تھے۔ یہاں تک مسلمان اس جگہ سے دور چلے

گئے کہ غبار بھی نظر آنا بند ہو گیا۔ تو رومیوں کے بطریق یوقنا نے مسلمانوں کے پچھلے لشکر پر حملہ کر کے انہیں قتل و گرفتار کر لینے کا حکم کر دیا۔

گبرؤوں کی گرفتاری

دن چھپنے کے وقت تک مسلمان غار میں پوشیدہ رہے۔ شام کی نماز پڑھنے کے بعد داس ابوالہول نے مسلمانوں سے کہا کہ کون شخص قلعہ کے پاس جا کر قوم کی خبر لاوے گا۔ شاید وہ کسی گبر کو گرفتار کر کے لائے۔

کسی مسلمان نے جواب نہ دیا۔ انہوں نے دوبارہ کہا پھر بھی وہ خاموش رہے داس نے کہا: "افسوس ہے تم پر، کیا تم سب اپنی جانوں سے بخیل ہو۔ موت سے ڈرتے ہو۔ خیر میں خود یہ کام کروں گا۔"

جب وہ فصیل کے قریب سے ہو کر آئے تو ان کے ساتھ ایک گبر تھا۔ داس نے کہا: "اس سے پوچھو یہ کیسے قلعہ سے گرا۔"

مسلمانوں نے دریافت کیا۔ وہ رومی زبان میں کچھ کہتا تھا مسلمان سمجھتے نہ تھے۔ داس نے کہا: "اس کی حفاظت کرو۔" وہ پھر گئے۔ ایک ساعت تک غائب رہے۔ جب واپس آئے تو پھر انکے ساتھ ایک اور گبر تھا۔ مسلمانوں نے اس سے باتیں کرنی چاہیں۔ وہ بھی عربی زبان نہ جانتا تھا۔ اپنی زبان میں باتیں کر رہا تھا۔

داس نے اسے بھی وہیں چھوڑا۔ پھر گئے اور تھوڑی دیر میں چار گبروں کو اور لائے۔ وہ بھی عربی زبان نہ جانتے تھے۔ داس نے کہا: "خدا لعنت کرے ان گبروں پر ان میں سے کمبخت ایک شخص بھی عربی زبان نہیں جانتا۔"

داس پھر روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کو ان کا انتظار کرتے آدھی رات گذر گئی

وہ واپس نہ آئے۔ اب تو مسلمانوں کو تردد ہوا۔ ان میں سے بعض نے کہا: عجب نہیں کہ دامس گرفتار ہو گئے ہوں یا قتل کر ڈالے گئے ہوں۔

بعض مسلمانوں نے مایوس ہو کر مشورہ دیا کہ لشکر میں چلو۔ بعض نے کہا: صبح کی نماز کے وقت تک انتظار کرو۔ عین اسی وقت دامس آ گئے۔ وہ اپنے ساتھ ایک گبر کو کھینچے لا رہے تھے۔ مسلمان دوڑ کر ان تک پہنچے اور کہنے لگے: خدا کی قسم ہم تو تمہاری طرف سے بالکل ہی ناامید ہو گئے تھے۔ تم کہاں رہے تھے؟

دامس: میں شہر پناہ کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ لوگ قلعہ کے دروازے سے نکلتے تھے۔ مگر رومی زبان میں باتیں کرتے تھے۔ میں ایسے شخص کو چاہتا تھا جو عربی جانتا ہو۔ مجھے کوئی ایسا شخص نہ معلوم ہوا۔ میں نے واپسی کا ارادہ کیا تھا کہ کوئی چیز فصیل کے اوپر سے گری۔ میں نے دوڑ کر دیکھا تو یہ شخص تھا۔ میں اسے یہاں کھینچ لایا۔ اس سے پوچھو۔" مسلمانوں نے اس سے کلام کیا۔ وہ بھی رومی زبان میں بولا: "ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور پیشانی پر ورم ہے۔"

انہوں نے دامس سے کہا: "نہ معلوم اس پر کیا افتاد پڑی۔"

دامس: خدا بہتر جانتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ پھر چلے گئے۔ اس مرتبہ جلد ہی آ گئے۔ انہوں نے اپنا عمامہ ایک شخص کے گلے میں ڈال رکھا تھا۔ اور اسے کھینچے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ مسلمانوں کے پاس آ کر دامس نے اس سے سوال کیا: تو شہر والوں میں سے ہے یا قلعہ والوں میں سے؟

اس شخص نے جواب دیا: میں قلعہ والوں میں سے ہوں۔"

دامس: تو رومی ہے یا عرب متنصرہ؟

وہ شخص :۔ میں عرب متنصرہ ہوں۔"

دامس :۔ کیا تو قلعہ کا خفیہ راستہ بتا سکتا ہے۔ اس صلہ میں ہم تجھے آزاد کر دینگے"

عرب متنصرہ :۔ اول تو میں کسی خفیہ راستہ سے واقف نہیں ہوں۔ اور اگر جانتا بھی ہوتا تو ہرگز نہ بتاتا۔"

دامس :۔ اچھا تو ان رومیوں سے دریافت کرو کہ ان میں سے شہر کے کون لوگ ہیں۔"

عرب متنصرہ نے گبرؤں سے معلوم کر کے جواب دیا "یہ سب لوگ قلعہ والوں میں سے ہیں۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ ان میں سے شہر کا کوئی نہیں ہے۔"

دامس :۔ یہ شخص جو پڑا ہے اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ اس سے پوچھ یہ کون ہے اور کیسے فصیل پر سے گرا۔

عرب متنصرہ نے اس سے باتیں کر کے کہا "یہ گبر اہل شہر سے ہے۔ یہ کہتا ہے کہ آج یوقنا شہر میں گیا تھا اور وہاں سے چند رئیسوں کو اس جرم میں پکڑ لایا کہ انہوں نے مسلمانوں سے مصالحہ کر لیا۔ اس نے قلعہ میں لا کر تاوان کے طور پر اسقدر مال طلب کیا۔ جسے میں ادا نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ کو قلعہ سے نیچے گرا دیا۔ نیچے گرتے ہی تم نے مجھے دبا لیا۔ اگر تم مسلمان ہو تو ہم تمہاری امان میں ہیں اور اگر مسلمان نہیں ہو تو جو فدیہ تم طلب کرو میں ادا کرنے کو تیار ہوں"

دامس نے عرب متنصرہ سے کہا "اس سے کہدو ہم مسلمان ہیں۔ وہ بے ڈر ہو جائے۔ اب دامس نے عرب متنصرہ اور تمام گبرؤں کو مار ڈالا۔ اور شہری رئیس کو رہا کر دیا۔

اس کے بعد وامس نے مسلمانوں سے کہا: "اے دلیران عرب ! ہوشیار ہو جاؤ۔ اب وہ وقت آ گیا جس کا میں منتظر تھا۔ میں قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا"

پھر انہوں نے دو مسلمانوں سے کہا: "تم دوڑ جاؤ اور ابو عبیدہ سے جا کر کہو کہ وہ صبح آفتاب طلوع ہونے سے پہلے مدد لے کر آ جائیں۔"

وہ دونوں روانہ ہو گئے۔ وامس نے اپنے توشہ دان میں سے ایک کھال بکری کی نکالی اور ایک سوکھا ٹکڑا روٹی کا لیا۔ وہ مسلمانوں کو لے کر چلے۔ خود آگے تھے۔ مسلمان ذرا فاصلہ پر پیچھے تھے۔ وامس چاروں ہاتھوں پیروں سے چل رہے تھے۔ بکری کی کھال اپنے اوپر ڈال لی تھی۔ جب کچھ کھٹکا ہوتا تو اس طرح روٹی توڑنے لگتے جس طرح کتا ہڈی کو توڑتا ہے۔ جب وہ سوکھا ٹکڑا توڑتے تو مسلمان سمجھ جاتے کوئی خطرہ ہے۔ وہ پتھروں کے پیچھے چھپ جاتے۔ اسی طرح چلتے چلتے وہ فصیل کے اس قدر نزدیک پہنچ گئے کہ قلعہ کے محافظوں کی آوازیں آنے لگیں۔

وامس ابو الہول نے قلعہ کا گشت کیا۔ انہوں نے ہر طرف گبروں کو ہوشیار پایا۔ سب سے آخر میں ایک برج ایسا نظر آیا جو اور برجوں سے ذرا نیچا بھی تھا اور برج کے محافظ سو رہے تھے۔

خطرناک حیلہ

وامس نے مسلمانوں سے کہا: "تم قلعہ کے چاروں طرف گھوم چکے ہو دیکھ لیا ہے کہ قلعہ کتنا بلند اور کس قدر مضبوط ہے۔ اس پر رومی کیسی سخت حفاظت کر رہے ہیں۔ اب مشورہ دو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کس طرح ہم فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

مسلمانوں نے کہا: "سردار نے ہم پر تمہیں افسر مقرر کیا ہے۔ ہم تمہاری فرماں برداری کریں گے۔ ہماری سمجھ میں تو کوئی تدبیر نہیں آتی تم البتہ خدعتہ الحروب" یعنی جنگی تدبیروں میں مشہور ہو۔ تم کوئی تدبیر بتاؤ تو ہم اس پر عمل کریں۔ ہم تم پر یہ واضح کر دیں کہ یہاں سے ہمارا بلا کسی کارروائی کے پلٹ جانا کسی طرح گوارا نہیں ہے ہم جانوں کی بازی لگانے کو تیار ہیں۔"

دامس نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت وہ اٹھائیس آدمی تھے، جب وہ چپ کر زیر دیوار پہنچے اور کہا: "تم میں سے کون دیوار پر چڑھنے کی کوشش میں ہمارا ساتھ دے گا۔"

مسلمانوں نے کہا: "عجب بات کہی آپ نے۔ کونسا ذریعہ دیوار پر چڑھنے کا ہے۔ نہ کمند ہیں، نہ سیڑھیاں ہیں۔ نہ ہمارے پر ہیں جو اڑ کر اوپر چڑھ جائیں۔"

دامس نے مسکرا کر کہا: "ذریعہ کے ساتھ دیوار پر چڑھنا کچھ مشکل نہیں، البتہ بلا ذریعہ کے چڑھنا بہادری اور ہوشیاری کا کام ہے۔"

دامس نے ان میں سے سات آدمی ایسے چھانٹے جو مضبوط توانا اور چست و چالاک تھے۔ دامس دیوار کا سہارا لے کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے اپنے شانہ پر ایک عرب کو سوار کر کے ہدایت کی کہ میری طرح دیوار کو مضبوط پکڑ لو اور اپنا سارا بوجھ مجھ پر ڈال دو۔ پھر دوسرے کو کہا کہ وہ پہلے شخص کے شانوں پر بیٹھ جائے۔ یہاں تک کہ ساتوں آدمی ایک دوسرے کے شانوں پر بیٹھتے چلے گئے۔ اب دامس نے سب سے اوپر والے شخص سے کھڑے ہونے کو کہا۔ وہ دیوار کا سہارا لے کر بے تکلف کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا

یہاں تک کہ ساتوں آدمی کھڑے ہوگئے۔ سب کے بعد وامس نہایت احتیاط سے ساتوں آدمیوں کا بوجھ سنبھال کر کھڑے ہوئے۔ سب سے اوپر والا شخص فصیل کے کنگروں تک پہنچ گیا۔ اس نے کنگروں کو پکڑ کر جست کی اور فصیل کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے برج کو دیکھا۔ اس میں ایک رومی محافظ شراب پیئے مست و بیخود پڑا تھا۔ مرد مسلمان نے خنجر سے اس کا سر کاٹ کر فصیل سے نیچے پھینک دیا۔ اور اپنا عمامہ لٹکایا۔ دوسرا شخص عمامہ کے سہارے سے اوپر پہنچ گیا۔ ان دونوں نے اپنے عمامے لٹکا لٹکا کر ساتوں آدمیوں کو اوپر کھینچ لیا۔ پھر ادھر عمامے باندھ باندھ کر وامس اور ان کے تمام ساتھیوں کو اوپر لے لیا۔ اگرچہ یہ حیلہ بڑا خطرناک تھا مگر مسلمان جانوں کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اسلئے کسی خطرہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے

وامس نے ان سے کہا: تم سب خاموشی کے ساتھ برج میں بیٹھ جاؤ۔ میں قوم کی خبر لاتا ہوں:

وامس چلے۔ انہوں نے وسط فصیل کے ایک جھروکہ میں سے جھانک کر دیکھا قلعہ کے اندر بزم اکل وشرب اور رقص وسرود کی قائم دیکھی۔ رؤسائے قوم عمدہ پوشاکیں پہنے بیٹھے تھے۔ ان کے درمیان میں یوتنا شاہانہ لباس اور جواہرات کے بعض زیورات پہنے تھا۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں تھیں۔ شفاف صراحیوں میں شراب بھری ہوئی تھی۔ پیالے گردش کر رہے تھے چند نازنینان روم ناچ گا رہی تھیں اور چند لعبتان روم ساقی گری کی خدمات انجام دے رہی تھیں۔ روشنی ایسی تیز تھی کہ دن سا نکلا معلوم ہوتا تھا۔ وامس نے لوٹ کر یہ کیفیت مسلمانوں کو سنا کر کہا: قوم ابھی بیدار ہے۔ اور اس کثرت

ہے کہ اگر ہم ان پر حملہ کی جسارت بھی کریں تو وہ ہمیں ختم کر ڈالیں گے ہمیں صبح تک انتظار کرنا چاہیئے۔ صبح صادق کے وقت اچانک حملہ کریں۔ یقین ہے اس وقت ابوعبیدہ بھی ہماری مدد کو پہنچ جائیں گے۔ اگر ہم فتحیاب ہوئے تو یہ خدا کا انعام ہوگا۔ شہید ہو گئے تو ہماری عین تمنا ہے۔"

مسلمانوں نے کہا: "ہم کہہ چکے ہیں ہم تمہارے فرمانبردار ہیں۔ جو حکم دو گے تعمیل کریں گے۔"

دامس:- اچھا تم ٹھہرے رہو۔ میں زینہ کا دروازہ دیکھ آؤں اور اگر وہ بند ہو تو اسے کھولنے کی تدبیر کروں۔

دامس زینہ کے دروازہ پر آئے۔ انہوں نے دروازہ اندر سے یعنی قلعہ کی جانب سے بند پایا۔ انہیں بڑا فکر ہوا۔ انہوں نے خنجر نکال کر ایک بڑا پتھر دروازہ کا ہٹایا۔ پتھر کے ہٹتے ہی اتنا بڑا سوراخ ہو گیا۔ جس میں سے نکل کر وہ زینہ کے دروازہ میں پہنچ گئے۔ انہوں نے زنجیر کھول دی اور سیڑھیوں پر احتیاط سے اترنے لگے۔ یہ زینہ قلعہ کے دروازہ میں جا کر ختم ہوتا تھا۔ وہ دروازہ میں جا پہنچے۔ انہوں نے دیکھا۔ محافظ یا تو پڑے سو رہے تھے یا شراب کے نشہ میں مست ہیں۔ انہوں نے تلوار نکال کر انہیں سب کو کاٹ ڈالا۔ یہ دروازہ خاصہ وسیع تھا۔ اس میں ایک دروازہ قلعہ سے باہر نکلنے کا تھا۔ اور دوسرا قلعہ میں داخل ہونے کا۔ دامس نے دونوں دروازوں کی زنجیریں کھول دیں۔ پٹ بدستور بھڑے رکھے اس کام سے فارغ ہو کر مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ انہیں اپنی کارگذاری سنائی اور صبح کا انتظار کرنے لگے۔

جب صبح ہوئی تو دامس نے جھروکے میں سے جھانک کر دیکھا۔ بزم عیش منتشر ہو چکی تھی۔ اس وقت یوقنا اور اس کے ہم مشرب وہاں نہ تھے۔ وہ واپس ہوئے اور مسلمانوں سے کہا: "معلوم ہوتا ہے اب قوم کے سربرآوردہ لوگ اپنے گھروں میں سونے چلے گئے ہیں۔ یہی وقت حملہ کرنے کا ہے۔"

مسلمانوں نے تلواریں اور ڈھالیں سنبھال لیں اور دامس کے ساتھ زینہ میں اتر کر دروازہ میں آئے۔

دامس نے قلعہ کے اندر داخل ہونے کا دروازہ کھولا۔ رومیوں نے دیکھ لیا۔ انہوں نے شور مچایا: "مسلمان آگئے۔"

بجلی کی سرعت کے ساتھ یہ خبر تمام قلعہ میں گونج گئی۔ رومی شور و فریاد کرکے کہنے لگے: "وامصیبتا! مسلمان قلعہ میں آگئے۔ انہوں نے کیا فریب کیا۔ کیسے یہاں پہنچے۔ حضرت مسیح ہم سے خفا ہو گئے۔ صلیب خشمناک ہوئی۔"

اس شور کو سن کر یوقنا قصر سے باہر نکل آیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ چند مسلمان قلعہ کے دروازہ پر قابض ہو گئے ہیں تو وہ بہت بگڑا اور اپنا لشکر لے کر حملہ کرنے کی غرض سے چلا۔

صبر آزما جنگ

یوقنا کے ہمراہیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمان خدا کا نام لے کر جم گئے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ رومی شور کرنے لگے۔ مسلمانوں نے تکبیر کے نعرے لگائے۔ تلواریں پھرتی سے چلنے لگیں۔ سروتن کے فیصلے ہونے لگے۔ رومیوں کے بہت آدمی مارے گئے۔ مسلمان صرف اٹھائیس تھے۔ اگرچہ وہ بڑی

ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے۔ لیکن رومیوں کے حربے انہیں مجروح کر رہے تھے۔ مسلمانوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ آٹھ آدمی شہید ہوئے تھے۔ بیس باقی رہ گئے تھے جو شہید ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ ابو حامد النسر و حدوی۔ قارع بن سیب التمیمی۔ فزارہ بن شداد الغنوی۔ عاروف بن بسر بن ہلال بن یعرب الطمی۔ امیہ بن قادع الداری۔ وُدّ بن ملاعب بن معقدم بن عوف الحضرمی۔ اور روش بن عامر الیحری۔

رومیوں کی جمعیت بڑھتی جاتی تھی۔ یوقنا نے ایک ہزار کی جمعیت سے حملہ کیا تھا۔ یہ تعداد بڑھتے بڑھتے چار ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ مسلمان اپنی جانوں سے مایوس ہو گئے تھے۔ دامس بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ اگرچہ ان کے تہتر زخم آ چکے تھے اور ہر زخم سے خون جاری تھا۔ لیکن اب بھی وہ بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ انہوں نے دیوار کا سہارا اس وجہ سے لیا تھا کہ کہیں خوف کی وجہ سے گر نہ پڑیں اور مسلمان بھی زخموں سے چور ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ مسلمان گر پڑیں کہ دفعتہً اللہ اکبر کا پر شور آواز آئی حضرت خالد ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ آ گئے۔ ہوا یہ کہ دامس نے جن دو آدمیوں کو بھیجا تھا۔ وہ اول حضرت خالد سے ملے۔ وہ مسلمانوں کی خبر لینے کے لئے آ رہے تھے۔ ان مخبروں سے حال سنتے ہی دوڑ پڑے اور انہیں ابو عبیدہ کی طرف چلتا کر دیا۔ ابو عبیدہ کو دامس اور ان کے ساتھیوں کا فکر تھا۔ وہ سوئے نہیں تھے۔ ان دونوں آدمیوں کے پہنچتے ہی وہ بھی چل پڑے۔

سب سے پہلے خالد بن الولید پہنچے۔ چونکہ انہوں نے قلعہ کے باہر ہی

ست نعرۂ تکبیر بلند کیے۔ اس سے رومیوں کی جمعیت قلعہ پر چڑھ گئی۔ انہوں نے مسلمانوں کو گھوڑے دوڑاتے آتے دیکھا۔ ان کے دل ڈوب گئے۔

کچھ مسلمان قلعہ میں گھس آئے۔ انہوں نے رومیوں کو ان کے پشتوں کی طرف اڑا دیا۔ رومیوں نے ہتھیار ڈال دیے اور لفظوں لفظوں، امان امان چلانے لگے

یوقنا کا قبول اسلام

رومیوں کے امان مانگتے ہی مسلمانوں نے قتل و خونریزی بند کر دی۔ اسی وقت ابو عبیدہ بن الجراح بھی معہ اپنے لشکر کے آ گئے۔ انہیں اطلاع دی گئی۔ کہ رومیوں نے امان طلب کی ہے۔ مسلمانوں نے ان کے سرداروں بیشتر تواریوں کو اٹھا لیا ہے۔ وہ تمہارے حکم کے منتظر ہیں۔ ابو عبیدہ نے اول سجدۂ شکر ادا کیا پھر واس اور ان کے ساتھیوں کی خبر گیری کی ہدایت کی اور رومی مردوں اور عورتوں کو اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے یوقنا اور اس کے درباری مشیر اور قلعہ کے رئیس ان کے سامنے پیش کیے گئے۔ ابو عبیدہ نے انہیں مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ یوقنا نے اسلام لانے میں سبقت کی۔ اسکے بعد اس کے سرداروں اور بطارقہ نے اسلام قبول کیا۔ اسکے بعد عوام لوگ پیش کیے گئے۔ ان میں سے بعض مسلمان ہو گئے بعض نے جزیہ دیا۔ لیکن حلب کے نواح کے کاشتکار لوگ ایسے رہ گئے جو نہ مسلمان ہوئے۔ نہ جزیہ ادا کر سکے ابو عبیدہ نے ان پر احسان کیا۔ ان سے وفاداری کا عہد و اقرار لیکر رہا کر دیا۔

اس کے بعد مال غنیمت جمع کیا گیا۔ سونا چاندی جواہرات، ریشمی کپڑے سونے چاندی کے زیورات اور دوسری بیش قیمت چیزیں بہت ملیں اس میں سے

پانچواں حصہ نکال کر چار حصے مسلمانوں میں تقسیم کردیئے۔
حلب کی فتح دامس کے ہاتھ پر ہوئی۔ تمام لشکر میں دامس کی شہرت ہوگئی
جب مسلمانوں نے دامس کے حیلہ جنگ کا ذکر سنا تو بڑا تعجب کیا۔

یوقنا کا حیرت انگیز خواب

ابو عبیدہ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ اب نطاکیہ ہمارے سامنے ہے وہ رومی شہنشاہ ہرقل اعظم کا دارالسلطنت ہے۔ رومیوں کی پوری قوت وہاں موجود ہے۔ ملک شام کا یہی ایک شہر ایسا باقی رہ گیا ہے جسکی فتح پر ملک شام کی فتح کی تکمیل ہو جائے گی۔

اسوقت یوقنا بھی وہاں موجود تھے۔ ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا تھا۔ انہوں نے عربی زبان میں کہا۔

یا امیر جیش اسلام! خدا نے مسلمانوں کی مدد کی اور وہ ملک شام پر غالب ہوتے چلے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام خدا کا پسندیدہ مذہب ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبی ہیں جن کی بشارت توریت اور انجیل میں دیجاتی رہی ہے۔ ان کی صفت انجیل میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خاتم الانبیا ہونگے۔ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والے ہونگے باطل کو مٹادینگے حق کو فروغ دیں گے۔ وہ یتیم ہونگے۔ ان کے والد آپ مرجائیں گے دادا اور چچا ان کی کفالت کریں گے۔ کیا اس پیشین گوئی کے مطابق نہیں ہوا۔

ابو عبیدہ:۔ خدا کی قسم ایسا ہی ہوا جب وہ ابھی شکم مادر میں تھے تو انکے والد کا انتقال ہو گیا اور جب انکی عمر ۶ سال کی ہوئی تو انکی والدہ نے وفات

پائی۔ پھر دادا نے کفالت کی اور دادا کے مرنے کے بعد چچا کفیل رہے۔ مگر مجھے اے عبداللہ یوقنا تمہاری گفتگو نے اس وقت حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کل تک اسلام اور مسلمانوں کا دشمن تم سے زیادہ کوئی نہ تھا۔ میں نے سنا تھا کہ یہی باتیں جو آج تم ہمارے سامنے کہہ رہے ہو جب تمہارے بھائی یوحنا نے تم سے کی تھیں تو تم نے اسے مار ڈالا تھا۔ آج تم اسلام کی تعریف اور رسول اللہ صلعم کی مدح کر رہے ہو۔

یوقنا:۔ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اے سردار تم ان باتوں پر تعجب کرتے ہو

ابو عبیدہ:۔ کیسے تعجب نہ کروں۔

یوقنا:۔ تب سنو جس شب کو دامس ہمارے قلعہ میں داخل ہوئے ہیں میں تھوڑی دیر بزم رقص و سرود میں بیٹھا رہا پھر اپنے محل میں آ گیا۔ میں غور کر رہا تھا کہ عرب بھوکے، محتاج مفلس، بے سروسامان اور گئی گذری قوم تھی۔ ہماری قوم ترقی یافتہ اور مالدار تھی۔ عرب ہمارے ملک پر کیسے غالب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہی سوچتے سوچتے میں سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک اعرابی ملیح صورت آئے۔ ان کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: "میں محمد نبی عربی ہوں۔ خدا نے مجھے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ اگر تم واقعی خدا کے رسول ہو تو خدا سے دعا کرو وہ مجھے عربی زبان کی تعلیم دے۔ انہوں نے دعا کی، میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھتا ہوں تو میرا کمرہ مہک رہا ہے اور میں عربی زبان سے واقف ہو گیا ہوں۔" میں اسی وقت اپنے بھائی یوحنا کی لائبریری میں گیا۔ میں نے بعض کتابوں کو پڑھا ان میں . . . ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور صفت تھی۔ ان کے حالات بھی لکھے تھے۔ اور یہ بھی

ضرور تھا کہ یہودی ان کے سخت دشمن ہوں گے کیا یہودیوں نے ان کے ساتھ دشمنی کی؟

ابوعبیدہ: ہاں یہودیوں نے ان کی سخت مخالفت کی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و خوار کیا، ان کی حکومتیں مٹا دیں، ان کے شہروں کا ستیاناس کر کے جلا دیا۔ اور رسول اللہ صلعم کو ان پر غلبہ دیا۔

یوقنا: ایک کتاب میں میں نے انکی یہ صفت بھی دیکھی ہے کہ وہ اپنے اصحاب اور اتباع کرنے والوں کے ساتھ مہربانی کریں گے۔

ابوعبیدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں یہی حکم دیا، فرمایا محمد کو واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین یعنی تم اپنے بازو ان کی طرف مہربانی سے جھکاؤ جنہوں نے تمہاری بیعت کی ہے۔

یوقنا: اسی کتاب میں میں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ مسکینوں اور یتیموں کی مدد کریں گے۔

ابوعبیدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم یتیم تھے مفلس تھے جس نے پرورش کیا اور غنی کر دیا قرآن شریف میں ہے۔ الم یجدک یتیما فاوی ووجدک ضالا فهدی ووجدک عائلا فاغنی فاما الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر یعنی کیا تم یتیم نہیں تھے تمہیں جگہ دی اور راہ بھولے ہوئے تھے تمہیں راہ دکھائی اور تم غریب تھے تمہیں غنی کیا پس تم بھی یتیم پر قہر نہ کرو اور سائل کو مت جھڑکو۔

یوقنا: مجھے تعجب ہوا اللہ تعالیٰ نے انکی صفت ضلالت یعنی بھول ہوا ہونے

کی گواہی بیان کی۔ حالانکہ وہ راہ بھٹکے ہوئے تھے وہ بڑے بلند مرتبہ تھے۔"

ابو عبیدہ نے ... ضنالاً یعنی راہ بھولا ہوا ہم نے ... سے یہ مطلب نہیں ہے کہ گمراہ کتے یا گمراہی ... پڑے ہوئے تھے۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ضنالاً فی تیاہت محبتنا یعنی ہم نے تمہیں اپنی محبت کے بیابانوں میں بھٹکتے پایا۔ تمہیں سیدھی راہ اپنی حضوری اور دیدار کی بتا دی۔ ہم نے تم پر پوشیدہ اسرار ظاہر کر دیئے۔ تمہیں ان سامانوں سے مسلح کر دیا جو حضوری کے لئے ضروری ہیں۔ ہم نے تمہیں جستجو کے دریاؤں میں تلاش کی کشتیوں پر سوار پایا۔ ہم نے تمہیں پناہ دی اور ساحل مقصود پر پہنچایا۔ تمہیں حقیقت اور پناہ کے نزدیک کر دیا۔ تم اشخاص ظاہری کے اوپر اندیشہ مند تھے۔ تم صحرائے حقیقت کے اسرار معلوم کرنے کیلئے سرگرداں تھے تم بلند نظر تھے۔ تم دیدار کے متلاشی تھے۔ مگر تم ہمیں نہ جانتے تھے۔ نہ تمہارے سامنے ہمارا کوئی نشان تھا۔ ہم نے تم پر اسرار حقیقت کھول دیئے۔ تم سب باتوں سے واقف ہو گئے، اپنے رب سے واقف ہو گئے۔

اے یوقنا ان باتوں کو سمجھ کہ مومن کے لئے بہترین خزانہ علم ہے۔ عالی تجارت میں بردباری ہے۔ خشم اور غصہ کو ضبط کرنا بزرگی ہے۔ بہترین ہمنشین عقل ہے۔ اعلیٰ درجہ کی عظمت پرہیزگاری ہے۔ بڑائی یہ ہے کہ خواہشات کرتا ہے۔ بہتر عمل قدرت اور خدا کی صنعت میں بیان کرنا ہے۔ نیک کام صبر کرنا ہے۔ سب سے برا کام سخن دشناں۔ سب سے بڑی محتاجگی حرص اور طمع ہے بہترین زندگی پارسائی ہے۔ عاجزی ہی عبادت ہے۔

ان باتوں کو سن کر یوقنا کا چہرہ چمکنے لگا۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم میں نے

یوحنا کی کتابوں میں ایسا ہی پڑھا تھا۔ یوحنا نے لکھا ہے کہ اس نے یہ باتیں توریت کے حاشیہ میں دیکھی تھیں۔ اب تم نے بھی وہی بیان کیں۔ اس سے میرا یقین اور زیادہ ہو گیا۔ میں نے جان لیا کہ یہی دین حق ہے۔ اب میں انشاء اللہ اسی جوش و جرأت سے دشمنان اسلام سے لڑوں گا جس سے مسلمانوں سے لڑتا رہا ہوں۔"

ابو عبیدہ:۔ کیا مشورہ ہے تمہارا؟

یوقنا:۔ یہاں سے قریب ایک اور قلعہ ہے اس کا نام اعزاز ہے وہاں کا حاکم میرا چچازاد بھائی ہے۔ جس کا نام داریس ہے۔ وہ بڑا جنگجو اور بہادر ہے۔ اس کے پاس شمشیر زنوں اور لڑنے والوں کی بھی کمی نہیں ہے قلعہ کو چھوڑ کر اندا کیہ کی طرف جاؤ گے تو وہ حلب، قنسرین اور ارض عواصم پر تاخت کر کے تمہارے قبضہ سے نکال لے گا۔ اس لئے اول اسے فتح کرنا ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ فریب سے اس پر قبضہ کیا جائے۔"

ابو عبیدہ:۔ تم نے کیا فریب سوچا ہے؟

یوقنا:۔ میں نے یہ تجویز کی ہے کہ آپ میرے ساتھ ایک سو مسلمانوں کو کر دیں جو رومی لباس پہنے ہوں۔ اور میرے پیچھے ایک فرسخ کے فاصلہ سے ایک ہزار مسلمان اس طرح روانہ کریں جیسے میں بھاگ رہا ہوں اور وہ میرے تعاقب میں ہیں۔ میں اعزاز کے نیچے پہنچ کر شور کروں گا۔ جب داریس میری طرف متوجہ ہو گا تو میں اس سے کہوں گا کہ مسلمانوں نے میرے ساتھ فریب کیا۔ میں انہیں دھوکا دینے کے لئے مسلمان ہوا۔ میں موقعہ پا کر اپنے سو جانثار وں

کے ساتھ بھاگ آیا ہوں۔ عرب میرے تعاقب میں ہیں مجھے پناہ دو۔" دادریس مجھے قلعہ میں داخل کریگا جو ایک ہزار مسلمان میرے تعاقب میں جائیں گے۔ وہ آدھی رات کے وقت قلعہ کے دروازہ کے پاس آجائیں۔ میں قلعہ کا دروازہ کھول دونگا۔ مسلمان قلعہ میں داخل ہوکر اس پر قبضہ کرلیں۔"

ابو عبیدہ نے خالد بن الولید اور معاذ بن جبل سے مشورہ لیا۔ ان دونوں نے کہا "اگر یہ بطریق مرتد ہوکر مسلمانوں کو دھوکا نہ دے تو یہ تدبیر منفعت بخش ہے۔"

ابو عبیدہ نے کہا "خدا پر بھروسہ رکھو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ رَبَّکَ الخ' یعنی میرا پروردگار (ہا سکی) کمینگاہ میں ہے۔"

یوقنا۔ "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچے دل سے مسلمان ہوا ہوں۔ میرے دل میں صلیبوں اور تصویروں کی ذرا بھی وقعت باقی نہیں رہی ہے۔ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی ہے۔ میں دین اسلام کی حمایت میں جان لڑا دوں گا۔ لیکن تمہیں اگر مجھ پر ابھی بھروسہ نہیں ہوا ہے تو رہنے دو۔ اس کام پر کسی اور کو مقرر کردو اور کوئی اور تدبیر کردو۔ لیکن اعزاز کے قلعہ کو جلد فتح کرلو۔"

ابو عبیدہ۔ "اے یوقنا! ہمارا بدظن ہونا کچھ بیجا نہیں ہے۔ ہم نے تمہارے قلعہ پر قبضہ کیا۔ تمہاری حکومت چھینی ہے۔ ممکن ہے تمہارے دل میں ہم سے خصومت ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا ہو۔ اور تمہارے ہاتھوں سے کار ہائے عجیب سرزد کرادے خدا عالم الغیب

تمہیں سوء ظنی سے ناخوش نہیں ہونا چاہیئے ہے۔ وہ دلوں کے حال جانتا ہے۔ میں تمہیں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ حکومت اور مملکت فنا ہونیوالی ہیں اور یہ گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔ آج ایک کی ہیں تو کل دوسرے کی۔ ان کے نکل جانے پہ افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ پرہیزگاری اور طلب آخرت باقی رہنے اور کام آنیوالی چیزیں ہیں۔ تم مسلمان ہو کر ایسے ہو گئے ہو جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے تمہارے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے۔ جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اس کے پچھلے گناہ اللہ تعالےٰ معاف کر دیتا ہے۔ تم اسلام کی حمایت کرو۔ اللہ تعالےٰ تم پر مہربانی کریگا۔ تم اس بات کو خوب سمجھو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے الدنیا سجن المومنین یعنی دنیا مومن کیلئے جیلخانہ ہے۔ جس طرح قید میں آدمی کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔ بلکہ قید کرنیوالے کے اشاروں پر چلنا پڑتا ہے اسی طرح مومنوں کی اپنی مرضی دنیا میں کوئی نہیں ہوتی بلکہ خدا کے حکم پر چلنا ہوتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قیدی کو خلاف ورزی کرنے پر قیدخانہ ہی میں سزا مل جاتی ہے اور مومن کو خدا کی نافرمانی کی سزا آخرت میں ملتی ہے۔ وہ سزا سخت ہے۔ حضرت مسیح نے اپنے امینوں سے فرمایا تھا کہ ان تین شخصوں کی حالت پر افسوس کرنا چاہیئے ایک وہ غافل جس سے غفلت نہیں کی گئی ہے دوسرا وہ جو دنیا طلبی پر جان دیتا ہے اور موت اسکی گھات میں ہے۔ تیسرا وہ جو مضبوط اور خوشنما محل بناتا ہے اور اس کا انتظار قبر کر رہی ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اُعْطِیَ اربعًا و تفسیرًا ذالِکَ فی کتاب اللہ عزوجل مَنْ اُعْطِیَ لذِکر ذکرہُ اللہ الخ یعنی جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں ملیں

اس کا بیان اللہ غالب اور بزرگ کی کتاب (قرآن مجید) میں ہے۔ ایک وہ جسے یاد خدا کا مرتبہ دیا گیا اور وہ اسے یاد کرتا ہے جیسا اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ دوسرا وہ جسے دعا کی مقبولیت کا درجہ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُدْعُونِی فَاَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ تیسرا وہ جس نے شکر کیا۔ اسے زیادہ دیا گیا جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لئن شکرتم لا زیدنکُم یعنی جو شکر کریں گے میں انہیں زیادہ نعمتیں دوں گا چوتھا وہ جس نے طلب مغفرت کی۔ اسے بخشا گیا۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے واستغفرو ربکم انّہ کان غفاراً یعنی طلب مغفرت کرو اللہ بڑا بخشنے والا ہے۔

یوقنا کے دل پر ان باتوں کا بڑا اثر ہوا۔ ان کا عقیدہ اور راسخ ہو گیا اور انہوں نے دین اسلام کی حمایت آخری دم تک کرنے کا تہیہ کر لیا۔ ابو علبیدہ نے ایک سو سوار مسلمانوں کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ دس قبائل کے دس دس آدمی منتخب کئے۔ اور ہر قلعہ کے دس آدمیوں پر اس قبیلہ کا ایک سردار مقرر کر دیا۔ بنی طے پر جز علی بن عاصم کو۔ ہنڈ پر مرہ بن مزاحم۔ خزعہ پر سالم بن عدی کو سنبس پر شرق بن بنہان کو۔ نمیر پر ذوالکلاع کو۔ باہلہ پر سیف بن رفاع کو۔ تمیم پر سعید بن جبیر کو مراد پر مالک بن غناس کو افسر مقرر کیا۔ اسی طرح حضار اور یمن کے بھی افسر مقرر کئے۔ جن دس قبائل کے آدمی انتخاب کئے۔

طے۔ ہند۔ خزاعہ۔ سنبس۔ نمیر۔ حضار۔ دش۔ اور مراد۔ باہلہ تمیم۔

حضرت ابو علبیدہ نے مسلمانوں سے کہا۔ مسلمانوں میں تمہیں یوقنا کے ساتھ

بھیج رہا ہوں۔ اگرچہ میں نے تم سے ہر قبیلہ کا آدمی افسر مقرر کر دیا ہے۔ لیکن تم سب پر سردار یوقنا ہوں گے جب تک وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کریں۔ تم ان کی اطاعت کرو۔ اور فرمانبرداری کرو۔ ہٹ جائیں تم انکی اطاعت نہ کرو اور فرمانبرداری نہ کرو۔

یوقنا کو ان ایک سو مسلمانوں کے ساتھ روانہ کر کے ابو عبیدہ نے مالک بن الحرث کو جو مالک اشتر نخعی کے نام سے مشہور تھے۔ ایک ہزار سوار دیکر انہیں حکم دیا کہ یوقنا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر رہو۔ اور اعزاز کے قریب جو گاؤں مترہ کے نام سے مشہور ہے اس میں جا کر قیام کرو۔ اور جاتے ہی قلعہ پر حملہ کردو۔

مالک اشتر ایک ہزار سوار لے کر تعاقب کرتے چلے۔

حاکم اعزاز کا سفیر

جب مالک اشتر اعزاز سے کچھ فاصلہ پہ پہنچے تو انہوں نے فضا میں گرد و غبار اڑتے دیکھا۔ مالک اشتر خود یہ معلوم کرنے لگے کہ اس غبار میں کیا چھپا ہوا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک عرب منتصرہ اپنے سامنے آتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے کہا۔ "مسلمانوں معاملہ دگرگوں ہو گیا خوف ہے کہ یوقنا اور انکے ساتھی آگئے ہیں مصیبت ہوئے۔ اس عرب سے پوچھو۔ یہ تم سے سب حالات بیان کر دے گا۔"

مسلمانوں نے اس عرب سے دریافت کیا۔ "تم کون ہو؟"

عرب نے جواب دیا۔ "میں عرب منتصرہ ہوں۔ قبیلہ غسان سے جبلہ بن ایہم کا لشکری ہوں۔"

مالک اشتر۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

عرب :۔ میرا نام طارق بن سنان ہے۔"

مالک اشتر :۔ تمہیں عربی قومیت کی قسم ہے جو کچھ حالات تمہیں دشمنوں کے متعلق معلوم ہوں وہ سب بیان کر دو۔"

طارق :۔ حضرت مسیح کی قسم میں سب کچھ بیان کر دونگا لیکن تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ احتیاط کرو، اور ہوشیار رہو۔ دشمن تم سے قریب ہے۔

مالک اشتر :۔ یہ دشمن کون ہے؟"

طارق :۔ میں سب واقعات بیان کرتا ہوں۔ یوقنا اور تم مکر و فریب کے ارادہ سے آئے تھے لیکن تمہارا فریب کھل گیا۔ حاکم اعزاز نے خود تمہارے ساتھ فریب کیا ہے۔"

مالک اشتر :۔ ہماری بات دادریس کو کیسے معلوم ہوئی۔"

طارق :۔ وہی بیان کرتا ہوں۔ رات دادریس حاکم اعزاز نے یوقنا کا اور تمہارا حال معلوم کرنے کیلئے ایک جاسوس کو جس کا نام عصمہ بن عروظ التیمی ہے بھیجا۔ وہ اس وقت تمہارے پاس موجود تھا جب یوقنا تمہارے سرداروں سے حاکم اعزاز کو دھوکا دینے کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ وہ جلدی وہاں سے ایک طرف گیا۔ اور اس نے ایک تحریر اس مضمون کی لکھ کر کبوتر کے پروں میں باندھی اور اسے اڑا دیا۔ کبوتر حاکم اعزاز کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے تحریر اس کے پروں سے کھول کر پڑھی اور نہایت خاموشی سے یوقنا کو دھوکہ دینے کی تجویز کی۔ مجھے (طارق کو) حاکم راوندان کے پاس جس کا نام لوقا بن شامس ہے۔ مدد طلب کرنے کیلئے بھیجا۔ میں نے اس کا پیام لوقا کو پہنچا دیا۔ لوقا پانچسو سواروں کو لے کر

چل پڑا۔ یہ غبار جو کچھ دیکھ رہے ہو اسی لشکر کے آنے کا ہے:۔
مسلمانوں کو بڑا افسوس ہوا فکر ہوا۔ مالک اشتر نے انہیں تسلی دے کر کہا
۔ہم خدا کی حکمتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری نظریں ظاہر اسباب پر ہوتی ہیں
دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔
انہوں نے طارق بن سنان کو گرفتار کر لیا۔ اور اپنے لشکر کو کمینگاہ میں
چھپا دیا۔

یوقنا کی گرفتاری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ یوقنا معہ سو مسلمانوں کے
جب قلعہ اعزاز کے سامنے پہنچے تو انہوں نے دادریس کو معہ تین ہزار مسلح سواروں
کے قلعہ کے باہر اس طرح صف بستہ دیکھا جیسے یا تو وہ لڑائی پر مستعد ہو
یا استقبال کے لئے آیا ہو۔ یوقنا کو تعجب ہوا لیکن اب سوائے اس کے چارہ نہ
تھا کہ وہ دادریس کے پاس جا کر اس سے ملاقات کریں۔ وہ بڑھے۔ اسوقت ان
کے پاس تین ہزار رومی تھے۔ ایک ہزار عرب متنصرہ اور آ گئے۔
یوقنا کو دیکھتے ہی حاکم اعزاز پیادہ ہو کر اس طرح دوڑتا ہوا آیا جیسے انکی
تعظیم کرنا چاہتا ہو۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی جو قضا سے زیادہ تیز اور
ہوا سے زیادہ رواں تھی۔ اس نے دوڑ کر یوقنا کی رکاب کو بوسہ دیا۔ اور جلدی
سے زین کے تنگ کو کاٹ کر انہیں کھینچا۔ وہ سر کے بل زمین پر گر پڑے۔ کئی
رومیوں نے انہیں جھپٹ کر گرفتار کر لیا۔ اسی وقت چار ہزار عیسائیوں نے
جنبش کر کے دفعۃً مسلمانوں پر یورش کی اور انہیں سب کو گرفتار کر لیا

یوقنا کو باندھ کر داد ریس حاکم اعزاز نے ان کے منہ پر تھوکا اور کہا " لعنت ہے تجھ پر. تو نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا. اسی لئے حضرت مسیح تجھ پر غضبناک ہوئے. تو نے میرے ساتھ جو فریب کرنا چاہا تھا. اسکی مجھے اطلاع ہو گئی. اور قبل اس کے کہ تو میرے ساتھ کچھ کرے. میں نے تجھے گرفتار کر لیا. اب میں تجھے اور تیرے ان ساتھی مسلمانوں کو ملک روم کے پاس بھیجوں گا. وہ انطاکیہ میں تجھے سولی دے گا اور ان عربوں کو قتل کرے گا ."

چنانچہ وہ ان قیدیوں کو لے کر قلعہ میں چلا گیا.

حاکم راوندان کی گرفتاری.

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالے کا حکم ٹلا نہیں کرتا داد ریس کے جاسوس عصمہ سے یہ فروگذاشت ہو گئی کہ وہ یہ اطلاع نہ دے سکا کہ یوقنا کے پیچھے مالک اشتر ایک ہزار لشکر لے کر آئیں گے. داد ریس کو ان کے آنے کی خبر نہ تھی. اس نے یوقنا حاکم راوندان کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ رات کے وقت اعزاز کے قلعہ میں آئے. چنانچہ آدھی رات کے قریب وہ چل کر وہاں پہنچا، جہاں مالک اشتر اور ان کے ایک ہزار ساتھی کمینگاہ میں چھپے ہوئے تھے.

مسلمانوں نے رومیوں کے گھوڑوں کے سموں کی آوازیں سنیں. وہ ہوشیار ہو گئے. مالک اشتر نے انہیں ہدایت کی کہ دو دو مسلمان ایک ایک رومی کو گرفتار کر لیں اور یہ احتیاط رکھیں کہ شور وشغف نہ ہو ."

جوں ہی رومی وہاں آئے مسلمان دفعتہ ان پر جا پڑے اور دم کے دم میں انہیں سب کو گرفتار کر لیا. ان کے لباس اتار کر خود پہنے. ان کی صلیبیں

لیں اور انہیں اس طرح بلند کر لیا جیسے رومیوں کا لشکر ہو۔

طارق کا قبول اسلام

اب مالک اشتر نے طارق کو طلب کر کے کہا: "طارق جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ اسکے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ تم اس بات کو سمجھ کہ دین اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خدا کو ایک بتاتا ہے۔ شرک کی مخالفت کرتا ہے۔ عیسائی تین خداؤں (خدا، عیسیٰ خدا کے بیٹے) روح القدس) کے قائل ہیں۔ کیا تم مسلمان ہونا پسند کروگے؟"

طارق:۔ مگر میں نے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے:

مالک اشتر:۔ یہ سچ ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے اس حکم میں کچھ نرمی کر دی ہے۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صالحاً۔ یعنی مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے اس کے لئے قتل کی سزا نہیں ہے البتہ جو کسی دوسرے مذہب پر قائم رہا۔ اس کے لئے سزائے قتل ہے۔

طارق:۔ میں جبلہ بن ایہم کے ساتھ حضرت عمر کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا جبلہ کے ساتھ مجھے بھی بھاگ آنا پڑا۔ مگر میں پچھتاتا تھا۔ میرا دل اسلام میں پڑا ہوا تھا۔ اگر یہ سچ ہے کہ توبہ قبول کر لیجاتی ہے تو میں پھر مسلمان ہونیکو تیار ہوں

مالک اشتر:۔ تم نے تو کوئی ظلم وجور بھی نہیں کیا ہے۔ تمہارا قصور کیوں معاف نہ کر دیا جائے گا۔ تم نے سنا ہوگا کہ ایک وحشی کو جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا اور جس نے آنحضور صلعم کے چچا اور رضاعی بھائی حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا

تھا اسے بھی معاف کر دیا گیا تھا۔"

طارق :۔ تب میں مسلمان ہوتا ہوں۔"

چنانچہ اس نے کلمۂ شہادت اَشھد ان لا الہ الا اللّٰہُ وَاشھد انّ محمدً الرّسولُ اللّٰہِ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کا نام عبداللہ طارق رکھا گیا۔

مالک بن اشتر نے کہا: "عبداللہ طارق! میں یہ چاہتا ہوں کہ تم حاکم اعزاز کے پاس جا کر اسے اطلاع دو کہ حاکم راوندان مع لشکر کے آ رہا ہے۔ تاکہ وہ قلعہ کا دروازہ کھول دے اور ہم داخل ہو جائیں۔"

طارق :۔ خدا کی قسم میں ہر وہ کام کرونگا جس سے اسلام یا مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔ میں حاکم اعزاز کو یہ خبر پہنچاؤنگا۔ اگر تمہیں میری طرف سے کچھ شک ہو تو اپنے کسی معتمد کو میرے ساتھ کر دو۔"

مالک اشتر نے اپنے چچیرے بھائی روشد بن قیس کو اس کے ساتھ کر دیا دونوں کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی۔ وہ دونوں چل کر قلعہ اعزاز کے نیچے خندق کے پاس پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ رومی بڑی شدت سے حفاظت و نگہبانی کر رہے ہیں۔ تمام فصیل پر سپاہی اور چوکیدار ٹہل رہے ہیں۔ دفعتہً نرسنگھے بجے، اور قرنا پھونکے گئے۔ ساتھ ہی عظیم شور و غل بلند ہوا۔ طارق نے راشد سے کہا: "یہ آثار لڑائی کے ہیں۔ دونوں کان لگا کر سننے لگے۔

لادن کی محبت کا افسانہ

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ دادریس حاکم اعزاز کے ایک بیٹا تھا جس کا نام لادن تھا وہ (یعنی دادریس) اپنے بیٹے لادن کو اکثر تحائف

دے کر یوقنا کے پاس حلب میں بھیجا کرتا تھا۔ لادن مہینہ مہینہ اور دو دو مہینے وہاں ٹھیرا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ عید صلیب کے موقعہ پر لادن حلب میں گیا تھا۔ کنیسہ سے واپس آکر وہ یوقنا کی بیوی کو سلام کرنے گیا۔ وہاں یوقنا کی سب سے چھوٹی بیٹی لوسیانا[1]، معہ اپنی کنیزوں اور پیش خدمتوں کے موجود تھی۔ وہ کمسن بھی تھی اور حسین و خوبرو بھی۔ اس روز اسنے نفیس ریشمی لباس اور تابناک جواہرات کے زیورات پہن رکھے تھے۔ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگا رہا تھا لادن اس پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے اعزاز میں واپس آکر اپنی ماں سے اپنی محبت کا حال بیان کیا۔ اسکی ماں نے اسے تسلی دی اور کہا: میں تیرے باپ کو آمادہ کروں گی۔ وہ یوقنا کو پیغام دے گا۔ اسی عرصہ میں مسلمانوں نے حلب کا محاصرہ کرلیا

لادن کا قبولِ اسلام

جب دادریس حاکم اعزاز نے یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا تو انہیں رات کو اپنے بیٹے لادن کے سپرد کر گئے ان کی حفاظت و نگرانی کی تاکید کی۔ لادن نے انہیں اپنے محل میں نظر بند کر دیا۔ رات کو اس نے سوچا کہ یوقنا اپنے مذہب میں اس قدر سخت تھے کہ انہوں نے اپنے بھائی یوحنا کو مار ڈالا تھا۔ مسلمانوں کا نہایت سختی سے مقابلہ کیا تھا۔ وہ میرے باپ دادریس سے دین نصرانی کے زیادہ عالم اور واقف کار ہیں۔ اگر وہ مذہب اسلام کو سچا مذہب نہ سمجھتے تو ہرگز مسلمان نہ ہوتے۔ اسکے علاوہ عرب ضعیف ترین قوم تھی۔ اگر خدا

---

[1] یوقنا کی اور بیٹیوں کا حال فتوح العجم میں ہے۔ فتوح العجم میں عجیب و غریب واقعات ہیں۔ (صادق۔ صدیقی سردھنوی)

ان کی حمایت نہ کرتا تو وہ ہرگز ملک شام کو فتح کرتے نہ چلے آتے۔ یوقنا مسلمان ہوگئے ہیں۔ میں بھی کیوں نہ مسلمان ہو جاؤں۔ ممکن ہے میرے مسلمان ہونے سے یوقنا اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کردیں۔ یہ سوچ کر وہ اپنے چچا یوقنا کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا: "یا عم! میں نے مسلمانوں کی بابت سنا ہے کہ وہ عبادت کرتے ہیں، پرہیزگاری کرتے ہیں۔ ان کا مذہب سچا ہے اگر ان کا مذہب سچا نہ ہوتا تو تم کیوں اسے اختیار کرتے۔ تم دانا اور عالم ہو۔ کبھی مسلمان نہ ہوتے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی مسلمان ہو جاؤں اور تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو رہا کردوں۔ بشرطیکہ تم مجھے اپنی فرزندی میں قبول کرلو اپنی بیٹی لوسیانا سے میرا بیاہ کردو۔"

یوقنا:۔ اے بیٹے! اگر تو مسلمان ہونا چاہتا ہے تو کسی لالچ سے نہ ہو۔ کوئی دنیاوی غرض سامنے نہ رکھو محض اللہ تعالے کی خوشنودی کیلئے مسلمان ہو جب تو خلوص کے ساتھ مسلمان ہوگا تو اللہ تعالے تجھ پر مہربانی کرے گا۔ میں اگر تیرے ساتھ لوسیانا کا بیاہ نہ بھی کرنا چاہوں گا۔ تو خدا ایسے اسباب پیدا کردیگا کہ میں اس کے ساتھ تیری شادی کرنے پر مجبور ہو جاؤنگا۔ اگر تو دنیا اور آخرت کی عزت و بزرگی اختیار کرنا چاہتا ہے تو مسلمان ہوجا۔

لاوِن نے اسی وقت کلمۂ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدًا رسول اللہ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

دادریس کا قتل

لادن نے مسلمان ہو کر یوقنا اور ان کے ہمراہیوں کو آزاد کر دیا اور انہیں سب کو ہتھیار دیدیئے۔ لادن نے کہا: "یا عم! یا تو میرا باپ شراب پی کر بیہوش ہو گیا ہو گا۔ وہ اسلام کا دشمن ہے اور میں اسلام کا حامی۔ میں اللہ کی رضامندی میں اس کے قصر میں جا کر اسے قتل کر ڈالوں گا۔"

چنانچہ وہ اپنے باپ کے محل میں گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ان کا باپ دادریس مردہ پڑا ہے۔ کسی نے اس کا سر علیحدہ کر دیا ہے۔ اس کی ماں اور اس کی بہنیں اس کے پاس بیٹھیں ہیں۔ لادن کو بڑا تعجب ہوا۔ اس نے اپنی والدہ سے پوچھا۔ "میرے باپ کو کس نے قتل کیا؟"

اس کی ماں اور بہنوں نے کہا: "یہ امر ہم نے کیا ہے۔"

لادن:۔ "تم نے کیوں کیا؟"

اس کی ماں نے کہا! "تو نے یوقنا سے جو گفتگو کی تھی وہ دادریس کے ایک معتمد نے سن لی تھی۔ وہ تیری بہن سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تیری بہن کو دھمکی دی کہ یا تو وہ اس کے ساتھ شادی کرے ورنہ وہ تیرے باپ سے سب حال کہکر تجھے قتل کرا دے گا۔ تیری بہن نے اسے بلطائف حیل ٹالا اور ہمیں سب کو اطلاع کی۔ ہمیں خوف ہوا کہ ہیں وہ مخبری نہ کر دے اور دادریس تجھے غضب میں آ کر مار نہ ڈالے۔ چنانچہ ہم نے یہاں آ کر اسے شراب کے نشہ میں مدہوش پایا اور قتل کر ڈالا۔"

اعزاز کی فتح

لادن نے یوقنا کے پاس آکر تمام حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ خدا جس کام کو کرنا چاہتا ہے۔ اسکے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ لادن! سنو میرے پیچھے مالک اشتر ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ آنیوالے ہیں۔ وہ صبح کے وقت آجائینگے جب تمھیں ان کے آنے کی اطلاع ہو تو قلعہ کے خفیہ دروازے کھول دینا۔"

اس کے بعد یوقنا اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے قصر سے نکل کر اللہ اکبر کے پر شور نعرے لگائے اور رومیوں پر حملہ کر دیا۔ رومی انہیں دیکھتے ہی ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور مسلمانوں کی جمعیت کو تھوڑا دیکھ کر ان سے لڑنے لگے۔ تیر سے پھینکے گئے اور ترسنگھے بجائے گئے عظیم شور تمام قلعہ میں پیدا ہو گیا۔ یہی وہ آوازیں تھیں جو طارق اور ارشد نے سنیں وہ دونوں دوڑ کر مالک اشتر کے پاس آئے اور ان سے حال بیان کیا۔ وہ اسی وقت اپنے ایک ہزار ہمراہیوں کو لے کر دوڑے اور قلعہ کے نیچے پہنچ گئے۔ لادن کو معلوم ہوا۔ اس نے رومیوں سے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے یوقنا حاکم راوندان مدد لے کر آگیا۔ اس نے خفیہ دروازہ کھلوا دیئے۔ مسلمان تکبیر و تہلیل کرتے ہوئے قلعہ میں دھنس گئے اور رومیوں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ رومی گھبرا گئے۔ انہوں نے لفظوں لفظوں "اماں اماں" چلانا شروع کیا۔

مالک اشتر نے ان کے قتل کرنے کی ممانعت کر دی اور مردوں عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ مالک اشتر نے یوقنا کا شکریہ ادا کیا۔ یوقنا نے کہا: میں

نے کچھ نہیں کیا۔ یا تو تم خدا کا شکریہ ادا کرو یا لاون کا۔"
اس کے بعد یوقنا نے لاون کا تمام حال مالک اشتر سے بیان کیا
مالک اشتر نے کہا: اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ امراً ھیّأ اسبابہٗ یعنی جب
اللہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔

دادریس کے قتل کی ایک اور روایت

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے دادریس کے قتل کے متعلق عبدالرحمٰن بن جبیر کے حوالہ سے ایک اور یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن جبیر نے ابوالبابہ بن المنذر سے جو ملک شام کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے تھے کہا: "میں نے جو واقعہ دادریس کے قتل کا سنا ہے یعنی یہ کہ اس کی بیوی اور بیٹیوں نے اسے مار ڈالا۔ اس کا مجھے یقین نہیں آتا۔ اگر تم نے سنا ہو تو صحیح طور پر بتاؤ کہ اسے کس نے قتل کیا۔"

ابوالبابہ نے کہا: "میں نے یہ سنا ہے کہ جب رومیوں نے امان مانگی اور مسلمانوں نے جنگ ملتوی کر دی تو مالک اشتر نے قیدیوں اور مال غنیمت کا جمع کرنا شروع کیا۔ انہوں نے قیس بن سعد کو اس کام پر مامور کیا قیس یرموک کی لڑائی میں یک چشم ہو گئے تھے (ابوالبابہ بھی یرموک کی لڑائی میں ایک آنکھ کے رہ گئے تھے) جب تمام مالِ غنیمت نکال لیا گیا۔ تب مالک اشتر قلعہ کے اندر گشت کرنے لگے۔ انہوں نے دادریس کو مقتول دیکھا۔ لوگوں سے پوچھا اسے کس نے مار ڈالا۔ یوقنا نے ان سے وہی روایت بیان کی جو اوپر تحریر کی گئی۔ لیکن بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ لاون کے بڑے بھائی لوقا نے اسے

قتل کیا ہے۔ مالک اشتر نے اسے بلا کر دریافت کیا۔ "تم نے اپنے باپ کو کیوں قتل کیا؟"

وقا نے جواب دیا "مجھے دین اسلام کی محبت نے اس فعل پر برانگیختہ کیا حالانکہ بعد میں جب مجھے معلوم ہوا کہ اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے کہ ماں باپ کو اف بھی کہو۔ بلکہ انکی خدمت و تعظیم کا حکم دیتا ہے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں تو مجھے بڑا افسوس ہوا۔"

مالک اشتر: "لیکن تمہیں اسلام کے متعلق معلومات کیسے ہوئیں؟"

وقا: "مجھے صغیر سنی ہی سے مذہبی تعلیم کی طرف رغبت تھی میں نے انجیل پڑھنی شروع کی۔ اس قلعہ میں ایک بڑا کنیسہ ہے اس میں ایک قس رہتا ہے جو مسیحی مذہب ہی کا عالم نہیں ہے۔ بلکہ تمام مذہبوں کے متعلق معلومات رکھتا ہے۔ وہ مجھے انجیل پڑھایا کرتا تھا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد عربوں نے بڑھ کر شام پر حملہ کر دیا۔ میں نے ایک روز قس سے دریافت کیا "اے باپ! تم جانتے ہو کہ عربوں کی حالت کس درجہ ناگفتہ بہ تھی۔ وہ ڈاکو تھے۔ خونریز تھے۔ بے رحم و سفاک تھے۔ ان میں اتفاق نہ تھا۔ آپس ہی میں لڑتے رہتے تھے۔ مفلس و محتاج تھے۔ ان سے زیادہ ضعیف قوم دنیا میں کوئی نہ تھی۔ لیکن جب سے وہ مسلمان ہوئے اس وقت سے ان کی حالت بدل گئی۔ انہوں نے ملک شام پر حملہ کر دیا اور متعدد شہروں اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ کیا تم نے ان کا اور ان کے نبی کا حال کسی کتاب میں پڑھا ہے۔" قس نے جواب دیا "اے میرے بیٹے! میں نے ان کا حال پڑھ رکھا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے ہرقل اعظم نے بلایا تھا اور مسلمانوں اور ان کے نبی کے

متعلق دریافت کیا تھا۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب رسول عربی نے سلاطین عالم کے نام اسلامی دعوت نامے بھیجے تھے۔ میں نے عظیم روم زہرقل اعظم کو رومی عظیم روم کہتے تھے) سے کہدیا تھا۔ ان کے نبی کا ذکر توریت و انجیل میں موجود ہے ان کا نام احمد لکھا ہے (آنحضور صلعم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے حضور کا نام احمد ہی رکھا تھا) وہ نبی برحق ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ رسول عربی نے یہ فرمایا ہے زویت لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا ملک امتی ما زوی لی منھا یعنی میرے لئے زمین لپیٹی گئی میں نے مشرق اور مغرب دیکھا۔ میری امت کی مملکت وہیں تک ہوگی جہاں تک زمین لپیٹی گئی ہے" اے بادشاہ وہ ملک شام کے ضرور مالک ہو جائیں گے۔ ہماری بہت سی پرانی کتابوں میں بھی یہی لکھا ہے۔" ہرقل اعظم نے میری بات کو جھٹلایا نہیں مگر صحیح بھی نہیں مانا۔ صرف یہ کہدیا "یہ قیاسات ہیں ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔"

لوقا:۔ مگر تمہارا مسلمانوں اور ان کے نبیؐ کے متعلق کیا خیال ہے؟"

قس:۔ بیٹا! انجیل میں ہے کہ ایک نبی حجاز میں ہونگے۔ حضرت مسیح نے ان کی بشارت دی ہے۔ مگر میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی نبی ہیں۔"

لوقا نے مالک اشترؓ سے کہا "میں یہ باتیں سن کر سمجھ گیا کہ قس صاف گوئی سے ڈرتا ہے۔ ورنہ خوب جانتا ہے کہ وہ یہی نبی ہیں جن کا ذکر توریت اور انجیل میں ہے "جب یوقنا یہاں آئے اور میرے باپ داود لیس نے انہیں گرفتار کر لیا تو مجھے خیال ہوا کہ یہ وہ یوقنا ہیں جو اپنے مذہب کے عالم ہیں۔ ذی عقل و ذی علم ہیں۔ انہوں نے اپنے بھائی یوحنا کو اس لئے مار ڈالا تھا کہ وہ اسلام کو سچا مذہب

بتاتا تھا. لیکن اب وہ خود مسلمان ہو گئے ہیں. ضرور یہ مذہب سچا ہے اور پہلے تمام مذاہب ان میں تغیر و تبدل کر لینے کی وجہ سے باطل قرار دے دیئے گئے میرے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی کہ خدا اور خدا کے رسول عربی کی خوشنودی اور رضا جوئی کیلئے میں اپنے باپ کو قتل کر کے یوقنا اور ان کے ساتھی مسلمانوں کو رہا کر دوں ورنہ میرا باپ صبح ہوتے ہی یا تو انہیں مار ڈالے گا. یا ملک روم کی خدمت میں بھیجدیگا. اور وہاں وہ مار ڈالے جائیں گے اس لئے میں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا اور جب یوقنا کو رہا کرنے کیلئے گیا تو دیکھا کہ میرے بھائی لاون نے انہیں پہلے ہی رہا کر دیا ہے۔"

(یہ دونوں روایتیں تو واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہیں. لیکن ایک تیسری روایت بھی ہے جو اور تاریخوں میں نظر سے گذری وہ یہ کہ داورلیس جب شراب پی کر مدہوش ہو گیا تو اسے اس کے کسی دشمن نے قتل کر ڈالا اور اس کے قاتل کا سراغ ہی نہ چلا۔ (صادق حسین سردھنوی)

فضل بن عباس کی آمد

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مالک اشتر نے حلب کی روانگی کے ۲۴۵ قصد سے مال غنیمت اور قیدی قلعے سے باہر نکالے۔ ایک ہزار رومی جوان تھے. دو سو پینتالیس بوڑھے اور راہب تھے. ایک ہزار عورتیں دوشیزہ اور جوان تھیں. اور ایک سو اسی بوڑھیاں تھیں۔

راہبوں میں ایک راہب بوڑھا اور خوش جمال تھا۔ مالک اشتر کو یہ خیال ہوا کہ یہی وہ قس ہے جس سے یوقنا نے انجیل پڑھی ہے چنانچہ انہوں نے یوقنا کو طلب

کرکے اس سے دریافت کیا۔ "کیا یہی وہ قس ہے جس سے تم نے انجیل پڑھی ہے"

لوقا نے جواب دیا: "جی ہاں یہی وہ قس ہے"

مالک اشتر نے اس قس سے کہا: "تم اپنے دین کے زبردست عالم ہو۔ تم جانتے ہو جن نبی کے مبعوث ہونے کی بشارت توریت اور انجیل میں موجود ہے وہ ہمارے نبی تھے۔ لیکن تم امر حق کو چھپاتے ہو۔ اس سے کیا فائدہ؟"

قس نے کہا: "اگر میں نہ چھپاتا تو لوگ مجھے قتل کر ڈالتے۔ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ سچ کڑوا اور بھاری ہوتا ہے"

مالک اشتر:۔ مگر اب تو تمہیں کوئی خوف نہیں رہا۔ اب تم کیا کہتے ہو؟"

قس:۔ میں نے بعض کتابوں میں کچھ پڑھا ہے میں اس کے متعلق تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے جواب ٹھیک دیا تو میں بیشک مسلمان ہو جاؤں گا"

اس وقت قلعہ کے اوپر سے شور وغل کی آوازیں آئیں۔ مسلمانوں کو خیال ہوا کہ رومیوں نے بدعہدی کی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے شور کرکے کہا: "اے سردار! احتیاط کرو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ میخ اور براعہ کے راستوں پر غبار اڑ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی لشکر آرہا ہے"

مالک اشتر اور انکے ہمراہیوں نے فوراً تلواریں سونت لیں۔ سامنے عرصہ میں غبار کا دامن چاک ہو گیا اور اس کے اندر سے عربی سوار آتے نظر آئے ان کے ہاتھوں میں سمہری[1] کے نیزے اور ہندی تلواریں تھیں۔ ایک ہزار سوار

---

[1] سمہری ایک قصبہ کا نام ہے جہاں نیزے بہت عمدہ بنتے تھے۔ (صادق صدیقی)

تھے۔ ان کے آگے رومی قیدی تھے۔ بعض مسلمان خون میں ڈوبے ہوئے تھے جب وہ قریب آئے تو معلوم ہوا کہ مسلمان ہیں۔ اور ان کے سردار فضل بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے بیٹے ہیں۔"

مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ مالک اشتر کے دریافت کرنے پر فضل بن عباس نے بتایا کہ ابو عبیدہ نے انہیں مبیخ اور ہراعہ پر تاخت کے لئے بھیجا تھا وہ وہاں سے آ رہے ہیں۔" انہوں نے مالک اشتر سے دریافت کیا۔ "تمہارا کیا رہا۔؟"

مالک اشتر نے جواب دیا "خدا نے اعزاز کا قلعہ فتح کرا دیا۔ میں اب تک حلب روانہ بھی ہو جاتا۔ مگر یہ قس کچھ دریافت کرتا ہے میں جواب دینے کیلئے رک گیا تھا۔"

فضل نے قس سے کہا۔ "مجھ سے دریافت کرو۔ میں جواب دوں گا۔"

قس کا قبول اسلام

قس نے کہا: "یہ بتاؤ کہ اللہ تعالے نے زمین اور آسمان سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟"

فضل بن عباس نے جواب دیا "اس کے متعلق کئی روایتیں ہیں۔ میں وہ سب بیان کرتا ہوں۔ بعض روایات میں ہے کہ لوح و قلم سب سے پہلے پیدا کئے۔ بعض میں ہے عرش و کرسی۔ بعض میں وقت و زماں۔ بعض میں عدد و شمار بعض میں ہے کہ اللہ تعالے نے ایک موتی پیدا کیا۔ پھر اسے پانی کر دیا اور اس سے عرش کو پیدا کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ سب سے پہلے عقل پیدا کی گئی بعض

میں ہے کہ روشنی اور تاریکی کو پیدا کیا اور ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار لینا چاہا۔
روشنی نے اقرار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے بہشت کو نور سے پیدا کیا۔ تاریکی نے انکار
کیا۔ اسے دوزخ کا اندھیرا بنا دیا۔ نیک روحیں نور سے اور بد روحیں تاریکی
سے پیدا کیں۔ نور کی روحیں روشنی کو اور تاریکی کی روحیں اندھیرے کو تلاش کرتی
ہیں۔ (اس سے مطلب حق و باطل کی روشنی اور تاریکی ہے)۔ بعض روایتوں میں
ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اول ایک نقطہ پیدا کیا جب اس کی طرف دیکھا تو وہ ہیبت
الٰہی سے پھٹ کر الف بن گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے نام کا پہلا حرف قرار دیا
قس نے کہا: "خدا کی قسم میں نے کتابوں میں ایسا ہی پڑھا تھا۔ وہ اسی
وقت مسلمان ہو گیا جس کے مسلمان ہوتے ہی بہت سے اعزاز کے باشندے
مسلمان ہو گئے جو لوگ مسلمان ہوئے انہیں اسی وقت رہا کر دیا گیا۔

یوقنا کی انطاکیہ کو روانگی

مالک اشتر نے یوقنا کو ساتھ لے کر حلب کی روانگی کا قصد کیا۔ یوقنا نے کہا: میں
کیا منہ لے کر مسلمانوں کے سردار کے پاس جاؤں۔ میں نے اعزاز کے بادشاہ
کے خلاف ایک حیلہ کرنا چاہا تھا۔ اس کے جاسوس نے میری تجویز اس پر ظاہر کر دی
الٹا میں ہی اپنے دام میں پھنس گیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ میں انطاکیہ جاؤں
اور وہاں پہنچکر ایسی تجویز کروں جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے۔"
فضل بن عباس نے کہا: "تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ کام کی تکمیل خدا کے
ہاتھ میں تھی۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے
لیس لک من الامر شیئٍ یعنی کسی امر میں تیرا کچھ اختیار نہیں ہے اب تم اور

بار نہ اٹھاؤ۔"

یوقنا :- تم میری فطرت سے واقف نہیں ہو اب مجھے بڑی ندامت ہے جب تک میں کوئی ایسا کام نہ کرلوں جس سے مسلمانوں کے سامنے سرخ رو ہو جاؤں۔ اس وقت تک مسلمانوں کو منہ نہ دکھاؤں گا۔"

اسی وقت یوقنا کو فضل بن عباس کے ساتھ دو سو آدمی اس کے اپنے عزیز قریب نظر آئے۔ یہ لوگ مسلمان ہوگئے تھے وہ حلب کے امراء میں سے تھے۔ یوقنا انہیں ساتھ لے کر انطاکیہ کی طرف چلے اور مالک اشتر اور فضل بن عباس اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حلب کی طرف لوٹ آئے۔

یوقنا نے رات کو ان دو سو آدمیوں میں سے چار یا چالیس معتمدوں کو اپنی ہمراہی کے لئے الگ منتخب کرلیا۔ اور باقی لوگوں سے کہا کہ ارجام اور ارتاج کے راستہ سے اس طرح انطاکیہ کی طرف چلو جیسے عربوں سے ڈرے ہوئے بھاگے جاتے ہو۔ میں اوجام کے راستہ سے روانہ ہوتا ہوں۔ ہم تم انطاکیہ میں پہنچ کر ملیں گے۔"

حلب کے رؤسا ایک راستہ سے اور یوقنا دوسرے راستہ سے روانہ ہوئے یوقنا دیر سلعان میں جا پہنچے جو بحر اسود کے قریب تھا۔ وہاں رومیوں کا ایک گروہ حفاظت کر رہا تھا۔ اس گروہ کا سردار لطرش تھا۔ اس کی ہمراہی یوقنا کی طرف دوڑے انہیں اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر لطرش کے سامنے آئے۔ لطرش نے ان سے پوچھا "تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، کہاں جانے کا ارادہ ہے؟"

یوقنا نے جواب دیا "میں حلب کا والی ہوں۔ میرا نام یوقنا ہے۔ عربوں نے حلب کو فتح کرلیا۔ میں عظیم روم کے پاس انطاکیہ جا رہا ہوں۔"

بطرش نے چند سوار راہبر کے طور پر ان کے ساتھ کر دیئے اور انہیں انطاکیہ کی طرف روانہ کر دیا۔ وہ جب یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو انطاکیہ میں لے کر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ہرقل اعظم اپنے ندیموں کے ساتھ شاہی کنیسہ میں نماز کیلئے گیا ہے۔ وہ لوگ یوقنا کو وہیں لے کر پہنچے۔ اور جب بادشاہ نماز سے فارغ ہوا تو یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو اس کے سامنے پیش کر کے محافظوں نے عرض کیا: "دیر سمعان کے محافظ بطرش نے انہیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے یہ اپنے آپ کو والیٔ حلب بتلاتے ہیں"۔

ہرقل اعظم نے یوقنا سے مخاطب ہو کر دریافت کیا "کیا تم یوقنا ہو؟"

یوقنا نے جواب دیا "ہاں میں یوقنا ہی ہوں"۔

ہرقل اعظم:۔ "تم کس لئے آئے ہو؟"

یوقنا:۔ "پناہ لینے"۔

ہرقل اعظم:۔ "میں نے سنا تھا تم مسلمان ہو گئے ہو؟"

یوقنا:۔ تم نے سچ سنا تھا۔ میں ضرور مسلمان ہو گیا تھا لیکن میرا ارادہ مسلمانوں کے ساتھ مکر و فریب کرنے کا تھا۔ تاکہ انکی سختیوں، برائیوں، زبوں صورتوں اور بوباس سے نجات پاؤں۔ میں نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہ رئیس اپنی قوم کے جو عرب ہوں، میرے ساتھ کر دیں تاکہ میں اعزاز میں پہنچکر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کروں۔ اور میرے پیچھے ایک ہزار سر برآوردہ مسلمانوں کو بھیجیں تاکہ میں انہیں قلعہ اعزاز پر قابض کرادوں۔ مسلمانوں نے میرے کہنے پر عمل کیا۔ سو معزز عرب میرے ساتھ کر دیئے اور ایک ہزار میرے پیچھے روانہ کئے

میرا ارادہ یہ تھا کہ ان گیارہ سو عربوں کو قابو میں لاکر تمہارے پاس بھاگ آؤں مگر بد قسمتی سے دادریس حاکم اعزاز کا کوئی جاسوس اس موقع پر موجود تھا جب میں نے مسلمانوں کے سردار کے سامنے اپنی تجویز پیش کی تھی۔ وہ میرے دلی ارادہ سے ناواقف تھا۔ اس نے حاکم اعزاز کو ان باتوں کی اطلاع کر دی اور جب میں اعزاز میں پہنچا تو دادریس نے مجھے اس بات کا موقع ہی نہ دیا کہ میں اسے اپنی تجویز بتاؤں۔ اس نے مجھے فوراً ہی گرفتار کر لیا۔ آخر اس کے بیٹے لوقا نے اسے مار ڈالا۔ عربوں نے اعزاز پر قبضہ کر لیا مجھے موقع مل گیا۔ میں بھاگ آیا۔ اگر مجھے مسیحی مذہب سے محبت نہ ہوتی تو میں اپنے بھائی یوحنا کو کیوں مار ڈالتا۔ اور اگر میں مسلمانوں سے گریز نہ کرتا تو سفر کی تکلیفیں کیوں برداشت کرتا۔ مسلمانوں ہی میں رہتا تمہارے پاس نہ آتا۔

ہرقل اعظم کے پاس جو بطارقہ تھے انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا: "یوقنا سچے ہیں۔ وہ اپنے مذہب کے بڑے پابند اور حامی ہیں۔ ہم میں سے ایک بھی ان کے خلاف نہیں ہے۔"

یوقنا نے کہا: "اے بادشاہ! میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کروں گا وہ تم پر روشن ہو جائے گا۔ انہوں نے میرے ملک پر قبضہ کیا ہے۔ کیا میں خاموش ہو جاؤں گا۔ اگر تم مجھے پناہ نہ دو گے۔ میری اعانت نہ کرو گے۔ میں جب بھی ان سے اپنا ملک واپس لینے کی کوشش کروں گا۔"

ہرقل اعظم نے خوش ہو کر اپنا لباس اتار کر بطور خلعت کے دیدیا۔ بادشاہی تاج اور پٹکا بھی ان کے حوالہ کر دی۔ انہوں نے یعنی یوقنا نے دل میں کہا: "شگون نیک ہوا۔"

ہرقل اعظم نے کہا۔ "تمہارے ملک اور قلعہ پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ افسوس نہ کرو۔ میں تمہیں انطاکیہ کا سردار مقرر کر دونگا۔ تم انطاکیہ کے سکندر اور دمشق یعنی مسیح اور والی ہو گئے۔ آج سے ہم نے تمہیں سکندر دمشق کا خطاب دیا۔"

یوقنا نے ہرقل اعظم کی تعظیم کی اور دعا دی۔ اسی وقت لوہے کے پل کا محافظ آیا۔ لوہے کا پل انطاکیہ سے چند میل کے فاصلہ پر حلب کی جانب تھا۔ سوائے اس پل کے کوئی اور راستہ انطاکیہ جانے کا نہ تھا۔ اس پل پر حفاظت کے لئے شاہی فوج رہا کرتی تھی۔

محافظ نے سجدہ کے طور پر جھک کر بادشاہ کو سلام کر کے کہا: "اے عظیم روم پل پر دو سو آدمی آئے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو حلب کے باشندے بتاتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم قوم دویہ سے ہیں۔ یوقنا کے قرابتدار ہیں۔ عربوں کے خوف سے بھاگ کر آئے ہیں۔"

ہرقل اعظم نے یوقنا سے کہا۔ "اے سکندر دمشق! تم لوہے کے پل پر جا کر دیکھو کون لوگ ہیں۔ آیا تمہارے قرابتی ہیں یا مسلمانوں کے جاسوس ہیں۔ ان کو پہچان کر میرے پاس لانا تاکہ میں ان کے متعلق مناسب حکم دوں۔"

یوقنا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے۔ ان کے ہمراہی اور چند بطارقہ جو ہرقلیہ اور سردیہ سے تھے ان کے ساتھ ہوئے۔ لوہے کے پل پر پہنچکر یوقنا نے دیکھا کہ وہی لوگ ہیں جنہیں انہوں نے عمر اور ارتاج کے راستہ سے روانہ کیا تھا۔ لیکن انہوں نے انکی شناخت سے انکار کر دیا۔ اور انہیں اپنے سامنے بلوا کر کہا: "تم کون لوگ ہو۔ کہاں سے آئے ہو؟"

ان میں چند سربرآوردہ لوگوں نے کہا: "ہم حلب کے رہنے والے ہیں۔ تمہاری

رعایا ہیں۔ عربوں سے بھاگ کر بادشاہ کے شہروں میں پناہ لینے آئے ہیں۔"

یوقنا:۔ تم لوگوں نے عربوں کے ہاتھوں سے کیسے رہائی پائی؟"

رومی:۔ ہم نے عربوں سے امان حاصل کرلی تھی۔ وہ ہمیں ساتھ لے کر منبخ اور براعہ پر تاخت کے لئے روانہ ہوئے۔ ہم راستہ سے بھاگ کر اعزاز پہنچے معلوم ہوا اعزاز پر بھی عربوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔ ہم وہاں سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔"

یوقنا:۔ میں تمہیں نہیں پہچانتا۔ مگر جو واقعات تم نے بیان کئے ہیں وہ صحیح ہیں۔ تم بادشاہ کے پاس چلو۔"

یوقنا انہیں ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ بادشاہ کے مصاحب جو یوقنا کے ساتھ آئے تھے اور انہوں نے یہ گفتگو سنی تھی بادشاہ کے پاس واپس گئے اور انہیں ساری باتیں سنائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد یوقنا انہیں لے کر پہنچے۔ بادشاہ نے انہیں سب کو خلعت دیئے اور یوقنا کے ساتھ کر دیا۔ یوقنا کو شاہی محل کے سامنے ایک محل فروکش ہونے کے لئے دیا۔ وہ اس میں مقیم ہوگئے۔

زیتون کا قاصد

یوقنا نے ہرقل اعظم سے کہا "اے عظیم روم! دنیا کی نعمتیں ہمیشہ باقی نہیں رہتی ہیں۔ اور جب یہ نعمتیں کسی کو مل جاتی ہیں تو اس کے حاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں خصوصاً بادشاہ کا تقرب حاسدوں کے حسد کو اور برانگیختہ کر دیتا ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک چڑیا کو خوبصورت اور خوش وضع دیکھا۔ لیکن جب اس کے رنگ برنگ کے پر نوچ کر پھینکے تو اسے بڑا بدہیبت پایا۔ انہوں نے اس سے پوچھا: "تو کون ہے؟" چڑیا نے جواب دیا "میں دنیا ہوں۔ میرا ظاہر اچھا ہے

اور باطن برا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ میرے مقرب شاہی ہو جانے کی وجہ سے میرے حاسد پیدا ہو جائیں۔ بادشاہ سے لگائی بجھائی کریں۔ اور ملک روم مجھ سے ناخوش ہو جائیں۔ اس لئے اگر بادشاہ سلامت سمجھیں تو مجھے کہیں اور بھیج دیں۔

ہرقل اعظم نے کہا: اے سکندر دمشق! جو تیری بدگوئی کرے گا۔ میں اسے تیرے سامنے پیش کروں گا۔ تاکہ تو اسے سزا دے۔"

یوقنا نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔ چند روز کے بعد قاصدوں کا ایک گروہ مرعش سے آیا۔ اس نے کہا: "مجھے بادشاہ کی چھوٹی بیٹی زیتون نے بھیجا ہے۔ وہ عربوں کی فتوحات سے خائف ہو گئی ہے۔ وہ انطاکیہ میں آنا چاہتی ہے اور اس نے راستہ کی حفاظت کے لئے لشکر طلب کیا ہے۔

ہرقل اعظم نے یوقنا کو بلا کر کہا: "اے سکندر دمشق تم مرعش دو ہزار سوار لیکر جاؤ اور زیتون کو جو میری سب سے چھوٹی بیٹی ہے اپنے ہمراہ حفاظت کے ساتھ لے آؤ۔

یوقنا نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ وہ دو ہزار سوار لے کر چلے جو ندی اور بنا مرہ سے تھے۔ دیبائے حریر کا لباس پہنے تھے۔ موتیوں اور جواہرات زیورات سے آراستہ تھے۔ موتی کی لڑیاں سنہرے تاروں میں گندھی ہوئی وادیوں میں لٹک رہی تھیں۔ صلیبی علم ان کے سروں پر لہرا رہے تھے۔ یوقنا مرعش میں پہنچ گئے۔ زیتون سے ملے۔

زیتون ہرقل اعظم کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی۔ نہایت خوبصورت۔ خوشحال خوش خرام۔ خوش اندام اور خوش گفتار تھی۔ اس کی شادی لنطورس کے ساتھ ہوئی تھی جو اس قدر بہادر تھا کہ لوگ اسے "سیف النصرانیہ" کہا کرتے تھے۔ وہ بزرگ

کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔

یوقنا زیتون کو سر کر کے چلے۔ انہوں نے شاہراہ کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ شاید اس نواح میں مسلمان مل جائیں اور ابو عبیدہ کو اپنے حال کی اطلاع کر دیں

مرج الدّیباج میں جبلہ سے ملاقات

یوقنا ایک شب کو آدھی رات کے وقت مقام مرج الدیباج میں پہنچے جو دستہ بطور ہراول کے آگے جا رہا تھا۔ وہ بجلی کی طرح پیچھے پلٹا۔ یوقنا نے ان سے دریافت کیا "تم کیوں گھبرا کر لوٹ آئے ہو"

انہوں نے جواب دیا "اے سکندر دمشق! اس چراگاہ میں عربوں کا لشکر اترا ہوا ہے۔ عرب سوتے ہیں اور ان کے جانور چارہ کھاتے ہیں"۔

یوقنا نے کہا "گھبراؤ نہیں، احتیاط کرو اور دشمنوں سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ بادشاہ کے لئے، اپنی قوم کے لئے، قومی ناموس کے لئے لڑو۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ اچانک مسلمانوں پر جا پڑو۔ انہیں قتل نہ کرو بلکہ گرفتار کر لو۔ کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ عرب انطاکیہ پر حملہ کریں گے۔ ممکن ہے وہ لڑائی کے ہنگامہ میں ہمارے آدمیوں کو گرفتار کر لیں۔ اگر ہمارے پاس ان کے آدمی گرفتار ہوں گے تو وہ انہیں اس خوف سے نقصان نہ پہنچا سکیں گے کہ ہم ان کے آدمیوں کو مار ڈالیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم قیدیوں کا تبادلہ کر لیں حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو انجام پر نظر رکھتا ہے وہ حفظ و امن میں رہتا ہے۔ اور جو انجام پر نگاہ نہیں رکھتا وہ تنگی اور سختی میں پڑا ہے۔ یوقنا کے ساتھ دو ہزار سوار مذحجہ اور بنا صرہ سے تھے۔ اور دو سو سوار وہی تھے جو وہ اعزاز سے اپنے ساتھ

لائے تھے ۔ جب یہ لوگ مرج الدیباج میں پہنچے تو وہاں جو عرب سو رہے تھے وہ بیدار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور یوقنا کے مقابلہ کے لئے چلے ۔ پاس آکر پکارے : "تم کون لوگ ہو ، جلد بتاؤ ہم حاملان صلیب سے ہیں ، اگر تم خاموش رہو گے تو ہم تم پر حملہ کر دیں گے ۔"

یوقنا نے دریافت کیا : "تم کون لوگ ہو ؟"

انہوں نے جواب دیا : "ہم جبلہ کے بیٹے ایہم کے لشکر میں ہیں ۔ ایہم کے ساتھ ہیں ۔"

یوقنا :- "میں یوقنا ہوں ۔"

وہ ایہم بن جبلہ کی تعظیم کے لئے پیادہ ہو گئے ۔ ایہم بھی یوقنا کی تعظیم کے لئے گھوڑے سے اتر پڑا ۔ دونوں ملے ۔ دونوں کے لشکر ملے ۔ صاحب سلامت ہوئی ۔ ایہم نوجوان تھا ۔ اس نے یوقنا سے دریافت کیا : "تم کہاں سے آ رہے ہو ؟"

یوقنا نے جواب دیا : "میں عظیم روم کی بیٹی زیتون کو مرعش سے لے کر آ رہا ہوں انطاکیہ جانے کا قصد ہے ۔ تم کہاں سے آ رہے ہو ؟"

ایہم :- "میں غزہ سے آ رہا ہوں ۔"

مسلمانوں کا کچھ حال

یوقنا نے دریافت کیا : "اس نواح میں تمہارا مسلمانوں سے تو مقابلہ نہیں ہوا ۔"

ایہم نے جواب دیا : "مسلمان بکھرے پڑے ہیں ۔ مرج دابق میں ان کے دو سو سواروں سے مقابلہ ہو گیا تھا جو زرہ پہنے ہوئے تھے ۔ وہ ہم پر شیروں کی طرح حملہ آور ہوئے ۔ میرے ساتھ اگرچہ کافی جمعیت تھی لیکن انہوں نے مطلق بھی پرواہ نہیں کی ۔ اپنے سے دگنی تعداد میں میرے ہمراہیوں کو مار ڈالا ۔ میں

نے بڑی حکمت عملی سے ان کے کچھ آدمیوں کو مارا باقی سب کو گرفتار کر لیا۔ مگر ان کا سردار قابو میں نہ آیا۔ برابر لڑتا رہا اور میرے ساتھیوں کو قتل کرتا رہا۔ آخر ہم نے اسکے گھوڑے کو تیروں سے مار ڈالا۔ وہ گرا ہم نے جھپٹ کر اسے گرفتار کر لیا۔"

یوقنا۔ "کچھ معلوم ہوا اس سردار کا نام کیا ہے"

ایہم :۔ "اس کا نام ضرار ہے۔"

یوقنا کو بڑا رنج ہوا۔ مگر انہوں نے بظاہر خوشی کا اظہار کیا اور کہا: "ضرار بڑے دلاور اور مسلمانوں میں بڑے معزز ہیں۔ ان کے گرفتار کر لینے سے تمہاری شہرت ہو جائیگی۔ بادشاہ کے دل میں تمہاری عزت و تکریم بڑھ جائے گی۔ ضرار کو حفاظت اور عزت کے ساتھ رکھنا چاہئے"۔

رات کو انہوں نے قیام کیا اور صبح کو انطاکیہ کی طرف روانہ ہوئے۔

فتح حلب کی خوشخبری

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مالک اشتر نے قلعہ اعزاز میں سعید بن عمر والغنوی کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور خود مع فضل بن عباس کے مال غنیمت لے کر حلب میں آگئے۔ حضرت ابو عبیدہ کو اس قلعہ کے فتح ہو جانے سے بڑی مسرت ہوئی۔ انہوں نے یوقنا کو دریافت کیا۔ مالک اشتر نے نہایت آہستگی سے انہیں بتایا کہ وہ انطاکیہ گئے ہیں۔ اعزاز میں چونکہ ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی اس لئے وہ ہرقل اعظم کو فریب دینے کے ارادہ سے گئے ہیں۔"

ابو عبیدہ نے انکی کامیابی کی دعا کی اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو اس مضمون کا خط لکھا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ابو عبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کی جانب سے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب کے نام ہے۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو واحد ہے اور جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں اللہ تعالے نے مسلمانوں پر جو احسان کیا ہے اس کے سبب سے وہ شکر گذاری کا مستحق ہے اس نے مشرک و کافر بادشاہوں کو ذلیل وخوار کیا۔ ان کی دولت اور حکومت ہمیں عطا کی۔ ان کے خزانوں کا ہمیں مالک کر دیا۔

یا امیر المومنین! خدا نے حلب کا قلعہ بھی فتح کرا دیا۔ اور اس کے بعد اعزاز کا قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ یوقنا مسلمان ہو گیا اور ایسا پکا مسلمان ہوا ہے کہ اسلام کی حمایت میں کمر بستہ ہو گیا ہے۔ اب میرا ارادہ انطاکیہ پر یورش کرنے کا ہے کیونکہ طاغیۂ روم یعنی ہرقل اعظم کا کوئی اور قلعہ درمیان میں باقی نہیں رہا ہے۔

ہمیں خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ سلطنت روم کے خزانہ اور دار السلطنت کا بھی ہمیں مالک کر دے گا کیونکہ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ آپ ہمارے لئے دعائے خیر کرتے ہیں کیونکہ دعا مومن کے لئے ہتھیار اور مشرکوں کیلئے باعث ہلاکی ہے۔ سلامتی ہو تم پر اور تمام مسلمانوں پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

یہ خط اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ رباح بن غانم الیشکری کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ کیا گیا۔ سو سوار حفاظت کے لئے ان کے ساتھ کر دیئے۔

ضرار کی گرفتاری

ابو عبیدہ بن الجراح نے دو سو سوار حضرت ضرار بن الازور کو دیکر انہیں ملک شام پر یعنی نواح انطاکیہ میں تاخت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ بھی ان کے ساتھ کر دیئے گئے۔ ایک معاہدی راہبری کے لئے ہمراہ کر دیا۔

ضرار مع اپنی جمعیت کے مرج دابق میں پہنچے۔ معاہدی نے کہا "اب رات ہو گئی ہے۔ گھوڑوں کو دانہ چارہ دو اور خود بھی آرام کر لو۔ صبح کو آگے روانہ ہونا۔"

مسلمان وہیں مقیم ہو گئے۔ گھوڑوں کو دانہ چارہ دیا۔ خود بھی کھانا کھایا اور سو رہے۔ آدھی رات کے وقت ایہم بن جبلہ اچانک ان پر آ پڑا۔ مسلمان اس وقت ہوشیار ہوئے جب وہ اس کے پڑاؤ میں گھس آیا۔ ایک سو مسلمان تو ہوشیار و بیدار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ضرار بن الازور کے ہمراہ عرب متنصرہ کے مقابلہ میں آ گئے۔ لیکن سو مسلمان دیر میں بیدار ہوئے ان کے گھوڑے بھڑک کر بھاگ گئے وہ پیادہ رہ گئے۔ مسلح بھی نہ ہو سکے۔ ضرار کے پاس بھی نہ جا سکے۔ جہاں تھے وہیں لڑنے لگے۔

مسلمانوں نے بڑی پھرتی سے حملے کر کے دو سو نصرانیوں کو مار ڈالا گویا ایک ایک مسلمان نے ایک ایک دشمن کو کم کیا۔ ضرار بن الازور نے بلند آواز سے کہا "اے جوانمردان عرب! دشمن دفعتہً تم پر آ پڑا ہے اس نے ہماری غفلت سے

فائدہ اٹھایا ہے۔ مگر تم مطلق نہ گھبراؤ۔ تمہارا حامی خدا ہے۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔

اے جنت کے خواہشمند و!! بہشت آراستہ کر دی گئی ہے۔ حوریں تمہیں دیکھ رہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الجنۃ تحت ظلال السیوف یعنی بہشت تلوار کے سایہ میں ہے" اس کا بھی اندیشہ نہ کرو کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین یعنی اللہ کے حکم سے اکثر تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب ہو جاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

ربیعہ بن معبر بن لطاعون نہایت خوش کلام اور بڑے فصیح البیان تھے۔ ان کا کلام مقفیٰ اور مسجع ہوتا تھا جب وہ تقریر کرتے تھے تو سننے والے حیران رہ جاتے تھے۔ اکثر لوگ ان کے فقرے یاد کر لیا کرتے تھے انہوں نے اپنے مخصوص لہجہ میں کہا:

"یا فتیان ربیعہ و مضر یعنی اے ربیعہ اور مضر کے جوانمردو! یہ ایک دن ہے اس کے بعد دوسرا دن بھی ہوگا۔ لیکن یہ دن جہاد کرنے کی وجہ سے خدا کی قربت کا دن ہے۔ بہشت ان لوگوں کو ملے گی جو جہاد کی سختیوں اور تکلیفوں میں صبر کریں گے۔ بہشت میں مکروہات نہیں ہیں۔ وہ آسمان کی چوڑائی میں قائم ہے۔ سب سے بڑا درجہ شہادت کا ہے۔ شہیدوں کو جنت میں بہترین مکانات اور باغیچے ملیں گے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو۔ آج ثابت قدمی کرو تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک خوش ہو جائے۔ اگر تم بزدلی کرکے

پشت پھیر دگے تو اللہ تعالے تم سے ناخوش ہو جائے گا۔ اگر تم خدا کی خوشنودی چاہتے ہو تو ثابت قدمی کرو۔ مشرکوں کے سینے کو نیزوں سے چھید ڈالو۔ بہشت تم سے نزدیک ہو جائے گی۔ خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تمہاری اعانت کرے گا۔ تم اسوقت خوفزدہ ہو مگر وہ جلد تم سے خوف کو دور کر دے گا۔ مسلمان سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ موت سے وہ بزدل کانپتے ہیں جو گنہگار ہوتے ہیں۔ ان کے پاس توشہ آخرت نہیں ہوتا۔ تمہارے پاس نور ایمان ہے۔ نماز کا توشہ ہے۔ تمہیں کیا ڈر لڑو۔ اور جنت کے حقدار بن جاؤ۔"

ابن عامر نے بیان کیا ہے کہ خدا کی قسم اس تقریر کو سن کر مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ انہوں نے بڑی دلیری اور جرأت سے عرب متنصرہ پر حملہ کیا ضرار بن الازور مسلمانوں سے آگے بڑھے۔ وہ یہ اشعار رجز کے طور پر پڑھ رہے تھے۔

الا احملوا اللئام الکواذب	اردسیوفنا من دماء الکتائب
چھوٹے اور ناکوں پر حملہ کرو	لشکر کے خون سے تلواروں کو سیراب کرو
دفعنا عن الدین المعظم فی الوریٰ	ورضا اللہ الخلق رب المواہب
دفع کرو اور باز رکھو دین بزرگ سے	اور راضی کرو معبود خالق بخشش والے کو
فمن کان فیکم یبغی عتق رقبتہ	من النار من الیوم الجزاء والمآرب
تم میں سے جو شخص آزادی گروہ کا متمنی ہے	آگ سے جزا اور حاجتوں کے دن
فیحمل ھذا الیوم حملۃ ضیغم	یرضی رسولی ما الوری غیر کاذب
پس آج وہ شیر کی طرح حملہ کرے	اور اپنے رسول کو راضی کرے جو سچے تھے

مسلمانوں نے نہایت جوش اور ثابت قدمی سے جنگ کی۔ انہوں نے نیزوں اور تلواروں

سے دشمنوں کو قتل کر ڈالا۔ نہایت خونریز جنگ کی۔ اس شجاعت سے لڑے کہ انکی ہیبت سے جوان بھی بوڑھے ہو جاتے۔ ایہم بن جبلہ گنتی کے چند مسلمانوں کو موت کی لڑائی لڑتے ہوئے دیکھ کر سخت متعجب ہو رہا تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ اگر جنگ کی یہی کیفیت رہی تو مسلمان اس کے ہمراہیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے چنانچہ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے گھوڑوں کو ہلاک کر ڈالیں عرب متنصرہ نے مسلمانوں کے گھوڑوں پر نیزوں اور تیروں سے حملے شروع کئے بے زبان گھوڑے زخمی ہو کر گرنے لگے۔ ساتھ ہی مسلمان بھی گر پڑتے تھے۔ عرب متنصرہ انہیں جھپٹ کر گرفتار کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام مسلمانوں کو گرفتار کر لیا۔ ضرار بن الازور تنہا رہ گئے۔ وہ شعلہ آگ کی طرح گھومتے اور دشمنوں کو قتل کرتے پھر رہے تھے۔ آخر کار ان کا گھوڑا بھی زخمی ہو کر گرا۔ وہ بھی منہ کے بل گرے رومیوں نے دوڑ کر انہیں بھی گرفتار کر لیا۔ اتفاق سے سفینہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ ہنگام دست و خیز میں نکل بھاگے۔ باقی تمام مسلمان گرفتار ہو گئے۔ ایہم بن جبلہ انہیں ساتھ لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ مرج الدیباج میں وہ یوقنا اور ہرقل اعظم کی بیٹی زیتون سے ملا اور اپنی شکر گزاری یوقنا اور زیتون دونوں کو سنائی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

محافظ شیر

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ سفینہ کچھ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک نہایت خوفناک شیر نمودار ہو کر ان کے سامنے آیا۔ سفینہ اسے دیکھ کر مطلق نہیں گھبرائے بلکہ انہوں نے پکار کر کہا: "یا ابا الحارث! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

غلام سفینہ ہوں۔ میں زبوں حال ہوں۔ دشمنوں کے سامنے بمشکل بچکر اس امید میں آیا ہوں کہ ضرار اور ان کے ہمراہیوں کا حال امیر جیش سے بیان کر دوں۔ تو مجھے راستہ دے"۔

شیر دم ہلا کر سفینہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ سفینہ اطمینان سے روانہ ہوئے۔ شیر بھی ان کے ساتھ ساتھ اس طرح چلنے لگا، جیسے وہ یا تو ان کا محافظ ہو یا ان کا پالتو ہو۔ جب سفینہ اس علاقہ میں آ گئے جو مسلمانوں کے تحت میں تھا۔ تو شیر ڈکارتا ہوا واپس چلا گیا۔

حضرت خولہ کا اندوہ و ملال

سفینہ نے مسلمانوں کی قیامگاہ پر پہنچکر حضرت ابو عبیدہ کو ضرار اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری کا حال سنایا۔ حضرت ابو عبیدہ کو ضرار کے گرفتار ہونے کا اس قدر ملال ہوا کہ بے اختیار ان کے آنسو نکل آئے انہوں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا (یہ کلمہ انتہائی رنج و ملال کی حالت میں پڑھا جاتا ہے)

جب حضرت خولہ کو یہ روح فرسا خبر پہنچی تو بے ساختہ ان کے آنسو جاری ہو گئے انہوں نے کہا: انّ للہ وان الیہ راجعون، یا بن امّ کیت شعری فی السلاسل اَحلقوکَ ام بالحدید قیدوک یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ اے ماں جائے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تمہیں زنجیروں میں جکڑا ہے یا لوہے میں قید کیا ہے"۔

پھر انہوں نے حسرت و افسوس بھرے لہجہ میں یہ اشعار پڑھے جو ان کے رنج و ملال کو ظاہر کرتے ہیں سہ۔

الا مخبر بعد الفراق یخبرنا ... فماذا الذی یا قوم اشغلهم عنّا
کیا بعد جدائی کے کوئی خبر دینے والا نہیں ہے ... قوم کو ہم سے کس خبر نے باز رکھا ہے
ولو کنت ادری انہ آخر النوی ... لکنّا وقفنا للوداع وودعنا
اگر میں جانتی کہ یہ جدا ہونا آخری ہے ... میں ٹھیرتی اور رخصت کرتی اچھی طرح
الا یا غراب البین هل انت مخبری ... وهل لقدوم الغائبین مبشرنا
اے زاغ جدائی کیا تو خبر دے گا مجھے ... اور یا تو غائبوں کے آنے کی خوشخبری دیگا
لقد کانت الایام عن سوالق بهم ... ولنا نرٰهم وکانوا کما لنا
وہ کیا دن تھے کہ قریب تھے اور ایکدوسرے کو دیکھتے تھے ... وہ ہمیں دیکھتے تھے اور ہم انہیں دیکھتے تھے
الا قاتل اللہ النوی ما امرہ ... واقتله ماذا یرید النوی منا
خدا اس جدائی کو ہلاک کرے کسقدر تلخ ہے ... خدا اسے قطع کرے یہ ہم سے کیا چاہتی ہے
ذکرت لیالینا ونحن جماعتہ ... ففرقنا ریب الزمان وشتتنا
میں راتوں کو ذکر کرتی تھی اور ہماری جماعت تھی ... ہمیں حوادث زمانہ نے جدا کر کے پریشان کر دیا
لئن رجعوا یوم الی دار عزهم ... لقمنا خفافا للمفتی واقبلنا
اگر وہ کسی دن اپنے گھر لوٹیں ... ہم سواری کی ٹاپ سننے کو کھڑے ہوں اور پیشوائی کریں
ولم انس اذ قالو ضرار مطرح ... ترکنا فی الارض العدو ودعنا
میں وہ وقت نہ بھولوں گی جب ... ہم نے انہیں دشمنوں کے ملک
لوگوں نے کہا ضرار دور ڈالے گئے ... میں چھوڑا اور رخصت کیا ہے
فما هذه الایام الا معازة ... وما نحن الا لفظ بلا معنی
یہ دن نہایت ہی رنج و ملال کے ہیں ... ہم ایسے رہ گئے جیسے لفظ بلا معنی کے ہوں

ارى القلب لا يختار فى الناس غيرهم ... اذا ذكرهم ذاكر من او انا

میرا دل سوائے انکے اختیار نہیں کرتا ہے ... جب کوئی ان کا ذکر کرتا ہے تو آرزو مندی ہو

سلامٌ على الاحباب فى كلّ ساعة ... وان لبعد واعنّا وان امتوعنّا

ان دوستوں پر ہمیشہ کے لئے سلام ہو ... اگرچہ وہ ہم سے جدا رکھے گئے اور دور ہو گئے

نصیحت

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ وہ تمام عورتیں جن کے عزیز و قریب حضرت ضرار کے ساتھ قید ہو گئے تھے حضرت خولہ کے پاس آئیں اور اظہار اندوہ وملال کرنے لگیں۔ ایک خاتون مزروعہ بنت عملوق تھیں۔ وہ بڑی فصیح البیان اور اچھی شاعرہ تھیں۔ ان کے بیٹے صابر بن اوس بھی قید ہو گئے تھے۔ وہ ان کا نام لے لیکر پکارتی تھیں اور غم بھرے اشعار پڑھتی تھیں۔ چونکہ ان تمام عورتوں کے دل رنجیدہ تھے۔ اس لئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔ سلمہ بنت سعید بھی وہاں تھیں۔ وہ بڑی عابدہ، زاہدہ اور شریعت کی پابند تھیں۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا: "اے خواتین عربیہ! یہ کیا بے صبری ہے۔ کیا اللہ تعالےٰ نے تمہیں جزع فزع اور بین کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ؕ

یعنی خوشخبری پہنچاؤ صبر کرنے والوں کو جب ان پر مصیبت پہنچے وہ کہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شاباشیاں ہیں اپنے رب کی اور مہربانیاں اور وہی راہ پر ہیں۔"

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ عورتیں خاموش ہو گئیں۔ انکے دلوں کو صبر و قرار آ گیا۔

حضرت عمر کا حکم

جب ریاح بن غانم الیشکری معہ مال غنیمت کے خمس کے مدینہ طیبہ میں پہنچے تو مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر نعرہ تکبیر بلند کر کے بڑا شور کیا۔ وہ اول مسجد نبوی میں گئے دو رکعت نماز پڑھی پھر حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر گئے۔ ان کے مزار اور حضرت ابوبکر صدیق کی قبر کو سلام کیا وہاں سے لوٹ کر حضرت عمر کی خدمت میں آئے انہیں سلام کر کے ابوعبیدہ کا خط ان کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عمر خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے جمع کرنے کا حکم دیا جب مسجد نبوی مسلمانوں سے بھر گئی تب حضرت عمر نے خط پڑھ کر سنایا مسلمانوں نے جب حلب اور اعزاز کے قلعوں کی فتوحات کا حال سنا تو بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اس قدر تہلیل و تکبیر کے نعرے لگائے کہ تمام مدینہ گونج اٹھا۔ سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا حضرت عمر نے ابوعبیدہ کو ایک خط لکھا۔ اس میں انہوں نے انطاکیہ پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔

جب ابوعبیدہ کے پاس یہ حکم پہنچا تو وہ معہ لشکر کے انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے

قیس اور ہرقل اعظم کا مکالمہ

جب یوقنا اور ایہم بن جبلہ مسلمان قیدیوں اور شاہزادی زیتون کو لیکر انطاکیہ میں پہنچے اور رومیوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے بڑی خوشی کی، طرح طرح کے نعرے لگائے، خوب اچھلے کودے، شاہزادی زیتون کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا وہی بادشاہ اپنے شہنشاہ ہرقل اعظم کے ساتھ فوق الھڑک لباس پہن کر پیشوائی

کے لئے نکلے۔ زبیون کو بڑے احترام کے ساتھ لیا گیا اور قصر شاہی میں پہنچادیا گیا۔

رومیوں نے جب مسلمان قیدیوں کو دیکھا تو دانت کٹکٹا کٹکٹا کر انہیں گھورنے لگے اور گالیاں دینے لگے۔

ہرقل اعظم نے یوقنا اور ایہم بن جبلہ کو خلعت دیئے اور دربار عام کر کے مسلمانوں کو اپنے روبرو طلب کیا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہیئت سے آئے کہ انکی مشکیں بندھی ہوئی تھیں جب وہ ہرقل اعظم کے سامنے پہنچے تو بعض مصاحبوں نے انہیں ڈپٹ کر کہا: عظیم روم کو سجدہ کرو۔

مسلمانوں نے ان کی خرافات نہیں سنی۔ نہایت اطمینان سے کھڑے ہو گئے ہرقل اعظم کے ایک مقرب مصاحب نے جس کا نام سرور ند تھا۔ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: کیا تمہاری یہی تہذیب ہے کہ تم ایک بادشاہ کی تعظیم نہیں کرتے ہو؟"

ضرار بن الازور نے کہا: "تم نے اپنے بادشاہ کو خدا بنا کر تخت پر بٹھا رکھا ہے اور تم ادنیٰ چاکروں کی طرح اسے سجدہ کرتے ہو۔ اسلام ایسے تمدن سے اور مسلمان ایسی تعظیم سے انکار کرتے ہیں۔ ہم مخلوق کو سجدہ نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس امر سے منع فرمایا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ ہرقل اعظم عربی زبان خوب جانتا تھا۔ اس نے بغیر کسی مترجم کے خود ہی گفتگو شروع کی۔ بولا" تم میں سے کون میری باتوں کا جواب دے گا۔"

سب نے قیس بن عامر انصاری کی طرف اشارہ کیا۔ قیس نہایت ذکی اور قابل

و ہوشیار شخص تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات اور معجزات جانتے تھے۔ قیس نے بادشاہ سے کہا "تم سوال کرو انشاء اللہ میں جواب دونگا

نزول وحی

ہرقل اعظم:۔ تمہارے نبی پر وحی کا نزول کس طرح شروع ہوا؟"

قیس:۔ میری موجودگی میں ایک شخص حارث بن ہاشم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اے رسول عربی آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی؟"

حضور نے فرمایا تھا "شروع میں مجھے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز آتی تھی۔ لیکن الفاظ بہت صاف ہوتے تھے۔ میں سمجھ لیتا تھا۔ مجھ پر رعب طاری ہو جاتا تھا۔ جو الفاظ اس وقت میرے کانوں میں پڑتے تھے میں انہیں یاد کر لیتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ نے روایت کی ہے کہ وحی کے نزول کے وقت حضور پر اس قدر بار پڑتا تھا کہ سردی کے زمانہ میں بھی آپ کو پسینہ آجاتا تھا۔ اس سے پہلے رویائے صادقہ نظر آتے تھے۔ یعنی جو بات ہونیوالی ہوتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو خواب میں نظر آجاتی تھی۔ ان خوابوں کو بھی وحی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ ایک عرصہ سے غار حرا میں رہتے۔ آخر وہ وقت آیا جب وحی علانیہ آنے لگی۔ ایک روز ایک فرشتہ نے آپ کے پاس آکر کہا "اقراء" یعنی پڑھو" آپ نے فرمایا "ما انا بقارء" یعنی میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس فرشتہ نے آپ کو اپنی آغوش میں لے کر بھینچا اور چھوڑ کر پھر کہا "پڑھو" آپ نے پھر وہی جواب دیا "میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتے نے کہا "اقراء باسم ربک الذی خلق خلق

الانسان من علق۔ اقراء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم ط۔ پڑھو (قرآن کو) اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے آدمی کو خون سے پیدا کیا۔ پڑھو پروردگار تمہارا بزرگ ہے سب بزرگوں سے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا ہے اور آدمی کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

حضور اس وقت تھرتھرا رہے تھے۔ جیسے جاڑا چڑھا ہو۔ آپ اپنی بیوی خدیجہ بنت خویلد کے پاس تشریف لے گئے اور کہا، "مجھے کپڑا اڑھا دو۔" انہوں نے کپڑا اڑھایا جب بارِ وحی دور ہو گیا تو آپ نے حضرت خدیجہ سے فرمایا: "مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔" انہوں نے کہا: "اندیشہ نہ کرو خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو اندوہگیں نہ کرے گا۔ اس لئے کہ آپ غریبوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ یتیموں کو عزیز رکھتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ محتاجوں کی مہمانی کرتے ہیں۔"

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے کہ دفعۃً آسمان کی طرف سے کوئی آواز آئی۔ حضور نے نگاہیں بلند کیں۔ دیکھا کہ ایک فرشتہ جو غارِ حرا میں بھی حضور کے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان معلق ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ آپ خوفناک ہوئے اور اپنے مکان پر واپس آ کر حضرت خدیجہ سے کہا: "مجھے کپڑا اڑھاؤ۔"

آپ کی محترم بیوی نے کپڑا اڑھا دیا۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ نے وحی نازل کی۔ یاایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطھر و الرجز فاھجر یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے! اپنی خوابگاہ سے اٹھو۔ اپنے پروردگار کی تعظیم کرو اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں کی مذمت کرو۔"

"اس کے بعد متواتر وحی نازل ہونے لگی۔"

قیس بن عامر نے کہا: "ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر تھا کہ ایک شتر سوار آیا اس نے اونٹ مسجد کے صحن میں باندھا اور مسجد میں آکر پوچھا: تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہیں؟" ہم نے بتایا۔

اس نے کہا: "اے ابن المطلب!

آنحضور صلعم:۔ کہو، کیا کہتے ہو؟"

شتر سوار:۔ میں ایسے سوالات کرونگا جن کا جواب مشکل ہوگا۔

آنحضور صلعم:۔ خدا مددگار ہے۔ تم سوال کرو۔

شتر سوار:۔ کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کو تمام عالم پر نبی بنا کر بھیجا ہے؟

آنحضور صلعم:۔ ہاں۔

شتر سوار:۔ کیا اللہ تعالےٰ نے آپ پر ایک دن میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے۔؟"

آنحضور صلعم:۔ ہاں۔

شتر سوار:۔ میں آپ کی نبوت پر ایمان لایا۔ میں سفیر ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے، میں بنی سعد بن بکر سے ہوں۔

معجزات

ہرقل اعظم نے دریافت کیا: "تم نے اپنے نبی صلعم کے کیا معجزات دیکھے؟"

قیس بن عامر نے جواب دیا: "ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ... تھا۔ راستہ میں ایک اعرابی ملا۔ آنحضور صلعم نے اس سے کہا: اے اعرابی کہو اشہد

ان لا الٰہ الا اللہُ واشھد انّ محمدُ الرسول اللہِ "

اعرابی :- کون اس کلام کا گواہ ہے۔

آنحضورؐ :- وہ درخت جو میدان کے کنارہ پر کھڑا ہے۔

حضور نے اس درخت کو طلب کیا وہ پہلے آگے کی پھر پیچھے کی طرف جھکا اور زمین کو پھاڑتا ہوا آنحضور صلعم کے پاس آکر ٹھیرا حضور نے اس سے گواہی طلب کی۔ درخت نے کہا :۔ انتا محمدؐ رسول اللہ یعنی آپ محمد اللہ کے رسول ہیں " اعرابی مسلمان ہوگیا۔ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا "

ہرقل اعظم :- ہماری پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ حجاز میں جو نبی ہونگے ان کے امتی اگر ایک نیکی کریں گے تو انہیں دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ اور اگر ایک برائی کریں گے تو ایک گناہ لکھا جائے گا۔"

قیس :- ہمارے نبی اور ان کے امتی کی یہی صفت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ من جاء بالسیئۃ فلا یجزا الا مثلھا یعنی جو ایک نیکی کرے اسے اسی کے مثل دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور جو ایک برائی کرے گا اس کی مثل اسے ایک ہی گناہ ہوگا "

ہرقل اعظم :- حجاز میں جن نبی کے مبعوث ہونے کی حضرت مسیح نے بشارت دی ہے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ لوگوں پر دنیا اور آخرت میں گواہ ہونگے۔

قیس :- یہ صفت ہمارے نبی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے انّا ارسلنکَ شاھدًا و مبشرا و نذیرا و داعیًا الی اللہ باذنہٖ و سراجا منیرا یعنی ہم نے بھیجا تمہیں گواہی دینے والے اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالے اور اللہ کی طرف اس کے

حکم سے بلانے والے اور چراغ روشن :
اور آخرت میں گواہی کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وجئنا بک علےٰ ھؤلاءِ شھیدا یعنی اور ہم تمہیں ان لوگوں پر گواہی کیلئے بلائیں گے :

ہرقل اعظم :۔ کیا تمہارے نبی پر اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور ان کے امتیوں کو بھی ان پر درود بھیجنے کا حکم ہے ؟

قیس :۔ ہاں اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ان اللہَ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنو صلو علیہ و سلمو تسلیما یعنی اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں ۔ اے ایمان والو تم بھی نبی پر درود بھیجو اور سلام بھیجو ، جیسا سلام بھیجنے کا حق ہے ۔

ہرقل اعظم :۔ حضرت مسیح نے بشارت دی ہے کہ حجاز میں جو نبی ہونگے وہ آسمان پر جا کر اللہ تعالےٰ سے باتیں کریں گے ۔

قیس :۔ ہمارے نبی آسمان پر تشریف لے گئے اسے معراج کہتے ہیں ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے سبحٰن الذی اسریٰ لعبدہٖ لیلاً ط یعنی پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو رات میں لے گیا :

ضرار کا زخمی ہونا

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک بطریق یہ تمام گفتگو سن رہا تھا ۔ اسے خوف ہوا کہیں ہرقل اعظم ان باتوں سے متاثر نہ ہو جائے ۔ اس نے دخل در معقولات ہو کر ہرقل اعظم سے کہا " اے عظیم روم ! جن نبی کی بشارت دی گئی ہے ۔ وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ۔ بعد ازیں ہونگے "

حضرت ضرار کو غصہ آگیا۔ انہوں نے طیش میں آکر کہا: "اے رومی کتے! یہ تیری ناپاک داڑھی جھوٹی ہے۔ جن نبی کی توریت، زبور اور انجیل میں بشارت دی گئی ہے۔ وہ عرب میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ تم سمجھ گئے ہو لیکن کفر و غرور نے تمہیں حق کے قبول کرنے سے باز رکھا ہے۔

ہرقل اعظم:۔ تم نے بڑی بے ادبی کی، پہلے بیچ میں نہیں بولنا چاہئے تھا

ضرار:۔ بے ادبی اس بطریق نے کی ہے۔ پہلے یہ بیچ میں بولا اور جھوٹ بولا۔

ہرقل اعظم:۔ تم کون ہو؟

قیس نے جواب دیا: "یہ ضرار بن الازور بن طارق الحجازی ہیں۔ مشہور جنگجو ہیں۔ متعدد معرکوں میں شریک جنگ ہو چکے ہیں!

ہرقل اعظم:۔ کیا یہ وہی ہیں۔ جو کبھی پیدل لڑتے ہیں۔ کبھی سوار ہو کر۔ کبھی برہنہ تن لڑتے ہیں اور کبھی کپڑے پہن کر۔

قیس:۔ ہاں یہ وہی ہیں۔ کبھی گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر لڑتے ہیں کبھی زمین پر۔ کبھی نیزے سے لڑتے ہیں اور کبھی تلوار سے۔

وہ بطریق جسے ضرار نے سخت جواب دیا، بڑا معزز تھا۔ تمام بطارقہ اس کی عزت کرتے تھے۔ اس بطریق کو جو ضرار نے ڈانٹا۔ اسے سخت ناگوار ہوا اور چونکہ ہرقل اعظم نے فوراً ہی انہیں کوئی سزا نہ دی اس لئے وہ برہم ہو کر اٹھا۔ تمام بطریق اور مصاحب بھی کھڑے ہو گئے۔ ہرقل اعظم ڈر گیا۔ اسے خوف ہوا کہ وہ لوگ کوئی فتنہ نہ کھڑا کریں گے اور بہت ممکن ہے کہ خود اسے ہی قتل کر ڈالیں۔ اس لئے اس نے جلدی سے کہا: "اس عرب نے سخت گستاخی کی ہے۔ تم اسے کاٹ ڈالو۔"

کئی بطریق دوڑ پڑے اور انہوں نے مجبور و بے بس اسیر و گرفتار ضرار پر تلواروں کا مینہ برسا دیا۔ چودہ پر زور حملے کئے۔ ضرار سخت مجروح ہو گئے ان کے زخموں سے خون بہنے لگا۔ بطریق یہ حالت دیکھ کر بیٹھ گیا۔ مگر اس کا غصہ ابھی تک فرو نہیں ہوا تھا۔ اس نے کہا: "اس کی زبان کاٹ لو۔"

یوقنا یہ ظلم و ستم دیکھ رہے تھے، انہوں نے اپنے بیٹے سے جو وہاں موجود تھے کہا: "خدا کی قسم اگر ضرار کی زبان کاٹی گئی تو میں اس بطریق کو زندہ نہ چھوڑونگا۔"

یوقنا نے ہرقل اعظم سے کہا: "اے عظیم روم! افسوس بطارقہ نے احتیاط نہیں کی۔ یہ جوان جو سر دربار زخمی کیا گیا ہے ایک معمولی عرب ہے۔ اس کے زخمی ہونے کی اطلاع مسلمان ضرور سنیں گے۔ وہ غضبناک ہو کر جو رومی ان کے ہاتھ لگے گا۔ اسے مار ڈالیں گے، ابھی جنگ سر پر ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کتنے بطریق اور کتنے رئیس ان کے ہاتھوں میں پڑیں اور مارے جائیں۔ اس سے ہماری قوم کو بڑا ضعف پہنچے گا۔ اب بھی جب کہ اس نوجوان کے بچنے کی امید نہیں ہے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔"

ہرقل خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ ضرار مارے جائیں۔ اس نے اپنی جان کے خوف سے ایسا حکم دیا تھا۔ چونکہ اب بطریقوں کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے یوقنا اور ان کے بیٹے سے کہا: "تم نے ٹھیک بات کہی، تم اسے اپنی حفاظت و نگرانی میں رکھو۔"

یوقنا اور ان کے بیٹے دونوں ضرار کو اٹھوا لائے اور اپنے مکان پر لا کر ان کے زخموں میں ٹانکے لگائے، دوا لگائی اور پٹی کس دی۔

حضرت ضرار بے ہوش ہو گئے تھے۔ یوقنا نے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے کچھ سنگھایا۔ پانی منہ میں ٹپکایا۔ انہوں نے آنکھیں کھول دیں وہ یوقنا کو دربار میں دیکھ کر یہ سمجھے تھے کہ وہ مرتد ہو گئے۔ جب ان میں قوت گویائی آئی تو انہوں نے یوقنا اور اس کے بیٹے سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اگر تم دونوں مرتد ہو گئے ہو تو اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے تمہیں میرا فرمانبردار کر دیا اور تم نے میرے ان زخموں کا علاج کیا جو مجھے تکلیف دے رہے ہیں اور اگر تم مسلمان ہو تو لائق تحسین ہو۔ تمہارا یہ فعل قابل مبارک بادی کے ہے"

یوقنا:۔ خدا کے فضل سے میں مسلمان ہوں۔

ضرار:۔ افسوس حجاز میں میری ضعیف والدہ ہیں۔ وہ میری طرف اس لئے آنکھ لگائے بیٹھی ہیں کہ ان کے عزیزوں میں سے ایک میں ہی زندہ ہوں۔ میرے والد شہید ہو چکے ہیں۔ وہ جانتی تھیں کہ میں بھی شہید ہوں گا۔ وہ میرا حال سن کر ضرور پریشان اور مضطرب ہونگی اور لشکر اسلام میں میری ایک بہن ہیں۔ وہ مجھ سے چھوٹی ہیں۔ ان کا نام خولہ ہے۔ میں ان سے اور وہ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ زندہ رہوں گا یا نہیں۔ اگر ہو سکے تو تم ان کے پاس میرا پیغام پہنچا دو۔ وہ میرا حال میری ضعیف والدہ کو لکھ بھیجیں گی"۔

یوقنا:۔ میں تمہارا پیغام ضرور پہنچا دوں گا"

ضرار:۔ اچھا لکھو۔"

یوقنا نے لکھنا شروع کیا۔ ضرار بڑے ادیب اور شعر گو تھے۔ فی البدیہہ کلام کہتے تھے۔ انہوں نے اشعار میں اپنا حال لکھانا شروع کیا۔ ؎

الا ایہا الشخصان باللہ بلغا ۔ سلامی الی اطلال مکۃ والحجر[1]

اے دونوں شخصو اللہ کے لئے تم پہنچاؤ ۔ میرا سلام بجانب آثار اور تودہ ہائے مکہ و حجر کے

ولقیتما ما عشتما الف نعمۃ ۔ بعز واقبال یدوم مع النصر

اور جبتک تم دونوں زندہ رہو ہزاروں نعمتیں پاؤ ۔ ساتھ بزرگی اور اقبال کے اور وہ ہمیشہ ساتھ غلبہ کے رہے

والا ضاع عند اللہ ما تصنعانہ ۔ فقد خف عنی ما وجدت من الفقر

تمہارے خدا واسطے جو کچھ کیا ہے وہ رائیگاں نہیں ہوا ۔ میری سختی اور بدحالی ہلکی ہوگئی

بصنعکما لی نلت خیر و رحمۃ ۔ کذالک فعل الخیر بین الوری یجری

تم دونوں کی مہربانی سے میں بہتری اور آرام کو پہنچا ۔ ایسی ہی بھلائی یادگار زمانہ رہتی ہے

ومالی وبیت اللہ موتی وانما ۔ ترکت عجوزاً فی المھامۃ والقفر

میری آرزو بیت اللہ میں مرنیکی ہے اور وہ اس وجہ سے کہ ۔ میں نے ایک ضعیفہ کو درمیان بیابان بے آب و گیاہ کے چھوڑا

ضعیفۃ حیل لیس فیہا جلادۃ ۔ علی نائبات الحادثات التی تجری

وہ ضعیف ہیں بستر میں ایسی مضبوطی نہیں ہے ۔ ان مصیبتوں حادثات پر جو آتی اور جاری ہوتی ہیں

معودۃ سکنی القضارۃ مقیمۃ ۔ علی الشیح[2] والقیصوم والعشب والزھر

وہ سرزمین بے آب و گیاہ سکونت کی عادت رکھتی ہیں ۔ شیح پر اقیصوم پر اعشب پر اور زہر پر

وکنت لہا کنا ادوم اضاءھا ۔ واکرمہا جہدی وان مستنی الفقر

میں انکا خادم اور کارکن تھا انکی رضامندی چاہتا تھا ۔ میں انکے ساتھ سلوک کرتا تھا اگرچہ میں تنگی اور محتاجی میں تھا ۔

---

[1] حجر بالفتح ح ۔ ج شمالی جانب جو حطیم ہے اسے کہتے ہیں ۔ [2] شیح اور قیصوم اور عشب حجاز کی گھاس کے نام ہیں ۔ زہر شگوفہ کو کہتے ہیں ۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

واطعمها من صیدی ارانبا	من الوحش والیر توع والضب والعفر
میں نے اپنے ہاتھ سے شکار کیا ہوا گوشت کھلاتا تھا	صحرائی جانور، سوسمار اور خشک گوشت
مع الظبی والغزلان الیق بعده	مع البقر الوحش والمقیمات فی القفر
مع آہوزن اور ہرنوں کے ہوا اور بنیق کے	مع جنگلی گائے کے جو جنگل میں رہتی ہے
واحمی حملها ان تقام فلم تنزل	بها ذاکر فی موقف الشر والضر
اور میں نگاہ رکھتا تھا انکی نگاہ رکھنے والی چیزوں کو	میں انکا ذکر کار تھا بری اور تنگ جگہ میں
وانی اردت الله لا شیئ غیره	وجاهدت فی جیش الملاعین بالسمر
اور میں نے سوائے اللہ کے کسی چیز کو نہ چاہا تھا	میں نے لشکر ملعونہ سے نیزہ سے جہاد کیا
وارضیت خیر خلق اعنی محمد صلعم	لعلی انال الفوز فی موقف الحشر
اور راضی کیا میں نے بہترین خلائق یعنی محمد صلعم کو	شاید کہ میں حشر میں نجات پاؤں
فمن خاف یوم الحشر رضی الله	وقاتل ابناء الصلیب ذوی الکفر
پس جو شخص اس سے ڈریگا خدا اس سے خوش ہوگا	اور اہل صلیب کافروں کو قتل کرے گا
کذالک اخی جاهدت کل کافر	وما برقت فی الطعن فی الکر والفر
اسی طرح میرے بھائی نے بھی کافروں پر جہاد کیا	اور وہ نہیں الگ ہوئے نیزہ بازی میں حملہ آوری سے
تقول وقد جان الفراق بجنسه	الا یا اخی مالی علی البین من صبر
کہتی تھی کہ وہ ہوئی جدائی اپنے وقت میں	اے میرے بھائی مجھے جدائی پر صبر نہیں ہے
الا یا اخی هذا الفراق بحسن لنا	بحسن رجوع قادم منک بالبشر
آگاہ ہو اے میرے بھائی کون شخص	اچھے پھر آنے والے تمہارے پاس
ہے واسطے میرے .	سے خوشخبری لے کر .

اذا سافر الانسان عن ارض اهله	فاما هلاک او رجوع الی الاهل
جو وقت سفر کرتا ہے آدمی اپنے گھر کی زمین سے	ناموافقت زمانہ سے جب یا تو ہلاکی ہوتی ہے
الا بلغا صاحبی اخیها تحیۃ	وقولا غریب مات فی قبضۃ الکفر
آگاہ ہو اور ان کے بھائی کی طرف سے سلام کہو	اور تذکرہ کرو کہ غریب مر گیا کافروں کے قبضہ میں
ضربتهم ضرباً بالسیوف مقطع	علی نصرۃ الاسلام والطاعۃ الطهر
خستہ اور افتادہ تلوار سے کاٹا گیا	مدد دی اسلام پر پاک ہوا اب پاکیوں پر
الا یا حمامات الاراک تحملی	رسالۃ صب لا یفیق من السکر
اے سبزہ شو مدہ سے کہہ کر اٹھاؤ اور لیجاؤ	پیام ایسے عاشق کا جو ابد تک نہیں بیدار ہوگی
حمائم نجد بلغی قول شائق	الی عسکر الاسلام والسادۃ الغر
اے بلند پرواز کبوتر آرزومند کا پیام پہنچا	لشکر اسلام اور بزرگ رئیسوں کی طرف
وقولی ضرار فی القیود مکبل	بعید عن الاوطان فی بلد وعر
اور تو کہنا کہ ضرار بیڑیوں میں قید ہے	وطن سے دور دشوار جگہ میں ہیں
حمائم نجد اسمعی قول مضمر	غریب کئیب فی ذلۃ الاسر
اے بلند پرواز کبوتر تو سن اور بیکس کا پیام سن	ایسے پردیسی کا جو قید ذلت میں ہے
وان سالت عنی الاحبۃ فاخبری	بان دموعی کالسحاب وکالقطر
اور میرے دوست تجھ سے پوچھیں تو خبر دے	کہ میرے آنسو قطرات بارش کی طرح جاری ہیں
حمائم نجد عزوی عند موطنی	وقولی ضرار قد تحن الی الوکر
اے بلند پرواز کبوتر تو میرا اہم وطن خوش	اور کہنا کہ ضرار آشیانہ قید میں
آواز ہے۔	دردناک نالے کرتا ہے۔

حمامة نجد الا اتيت صباحنا
فتولى كذالك الدهر عسر على يسر

اے بلند پرواز کبوتر اگر تو ہمارے خیموں میں آتا تو
دیکھتا کہ اسیر بیگانہ وار زندگی کا آسانی کو

وقولي لهم ان الاسير بحرقة
له علة بين الجوانح و الصدر

تو کہہ قیدی کا بہت بے قرار ہے
اس کے پہلو اور سینہ کے درمیان درد ہے

له من عداد العمر عشر و سبعة
و واحدة عند الحساب بلا ذكر

اس کی عمر اٹھارہ سال کی ہے
وقت حساب کے بغیر کسی ذکر کے

وفي خده خال محته مدامع
على فقد اوطان وكسر بلا جبر

اسکے رخسار پر ایک تل تھا جسے آنسوؤں نے مٹا دیا
بوجہ گھر کی جدائی اور تباہی کے بغیر کسی ... کے

مضى سائر ايبغي الجهاد تبرعا
فوافاه بالبلدان سيل الغدر

جہاد کی نیکوکاری کے لئے روانہ ہوا تھا
اس پر ناکس لوگ بیوفائی کر کے پہنچ گئے

الا فادفناني بارك الله فيكما
الا واكتبا هذا الغريب على قبري

جب میں مر جاؤں تو تم مجھے خاک میں
چھپا دینا۔ اللہ تم پر رحمت کرے۔

میری قبر پر لکھ دینا کہ یہ مسافر
بے کس تھا۔

الا يا حمامات الحطيم و زمزم
الا فاخبري امي ودلي على امري

اے کبوتر حطیم کے اور زمزم کے
میری ماں کو میرے حال کی خبر دے

عسى تسمح الايام عنها بزورة
بقبر غريب الاميزار من نكر

شاید زمانہ موافقت کرے ایک بار اور
وہ زیارت کر لیں۔

واسطے قبر بے کس کے کہ نہیں زیارت
کیجاتی اجنبی اور بد حالی سے۔

مسلمانوں کا ملال

یوقنا نے یہ اشعار لکھ کر اپنے ایک معتمد کے ہاتھ روانہ کئے۔ حضرت ابو عبیدہ حلب سے کوچ کر کے سرزمین باراہ میں جا پہنچے تھے۔ انہوں نے اپنے لشکر کے ہراول پر میسرہ بن اوس کو جو قبیلہ مخزوم سے تھے سردار مقرر کیا تھا۔ وہ ایک معاہدی رومی کو لے کر ابو عبیدہ کے پاس آئے۔ ابو عبیدہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو؟ رومی نے جواب دیا: "میں قاصد ہوں، انطاکیہ سے آیا ہوں۔ ایک قیدی کا پیام لایا ہوں جس کا نام ضرار بن الازور ہے"۔

اس نے وہ تحریر جو یوقنا نے لکھی تھی ابو عبیدہ کو دی۔ ابو عبیدہ نے پہلے خود پڑھی پھر معزز مسلمانوں کو پڑھ کر سنائی۔ وہ حضرت ضرار کے اشعار تھے۔ ان اشعار کو سن کر مسلمان رو پڑے۔ بہت سے لوگوں نے ان اشعار کو سن کر یاد کر لیا۔

حضرت خولہ نے بھی سنا کہ ان کے بھائی کے پاس سے کوئی پیام آیا ہے۔ وہ ابو عبیدہ کے پاس آئیں۔ امین الامت نے انہیں اشعار پڑھ کر سنائے۔ خولہ ضبط کر کے سنتی رہیں۔ لیکن آخر آنسو نہ رک سکے۔ ان کے گلابی رخسار سے آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ تمام اشعار سن کر انہوں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ لا سعدت شبابہ۔

یوں تو تمام ہی مسلمانوں کو رنج ہوا لیکن سب سے زیادہ ملال حضرت خالد بن ولید کو ہوا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اہل فارم۔ الادوند دابوں۔ عم کے

باشندوں اور ان قلعوں کے رہنے والوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ اب ابوعبیدہ انطاکیہ کی طرف بڑھے اور لوہے کے پل کے نزدیک پہنچ گئے۔

قیدیوں کی حمایت

جب ہرقل اعظم نے سنا کہ مسلمان لوہے کے پل کے قریب آ گئے ہیں تو اس پر خوف طاری ہو گیا۔ اس نے فوجیں سامان حرب و رسد سب پہلے ہی سے جمع کر لیا تھا۔ اب فوجوں کو نئے قسم کے ہتھیار تقسیم کئے۔ نئی وردیاں دیں اور ان کے لئے انطاکیہ سے باہر خیمے کھڑے کرا دیئے۔ اس نے یوقنا کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اسے گراں بہا خلعت دی اور ایک صلیب جو الکی جو بڑی مقدس سمجھی جاتی تھی اور جسے قوموں کے کنیسہ میں تبرک کے طور پر رکھا جاتا تھا۔ ہرقل اعظم نے کہا: "اے سکندر دمشق یہ صلیب بڑی متبرک ہے۔ عید میلاد کے دن یعنی بڑے دن کو کنیسہ سے نکالی جاتی ہے۔ اس پر اعتماد کرو اور اس سے مدد چاہو۔ یقیناً تمہیں مدد دیگی۔"

یوقنا نے صلیب اپنے بیٹے کو دی کر کہا: "اسے لو اور میرے سامنے بلند رکھو۔ ہرقل اعظم نے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے لئے ایک دن بھی مقرر کر دیا تھا اس روز عورتیں، مرد، لڑکے اور لڑکیاں سب شاہی کنیسہ میں جمع ہوئے۔ بطارقہ، راہب، قسیس غرض سب آئے۔ نماز پڑھ کر فتح کی دعا مانگی گئی۔ ہرقل اعظم نے یوقنا کو حکم دیا کہ وہ مسلمان قیدیوں کو پیش کریں تاکہ ان کی قربانی کی جائے۔

یوقنا نے ہرقل اعظم کے ہاتھ کو بوسہ دیکر کہا: "اے شہنشاہ! خدا نے تمہیں رحمدل اور حلیم و بردبار سمجھ کر اتنی بڑی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ قیدیوں کا قتل کرنا بادشاہ کی شان کے خلاف ہے۔ حکیم دیسوقورس نے کہا ہے کہ عقل جسموں کی عزت ہے۔ دنیا

کے لئے روشن چراغ ہے، جسے عقل عطا ہوتی ہے محترم و بزرگ ہوتا ہے۔ اے بادشاہ
عربوں نے ہمارے شہر کا قصد کیا ہے۔ ہمیں ان سے لڑنا ضروری ہے۔ نہیں کہا
جا سکتا کہ کون غالب ہوگا اور کون مغلوب۔ اگر تم نے ان عربوں کی قربانی کر دی
تو عرب ہمارے جن لوگوں کو پکڑ لیں گے ضرور مار ڈالیں گے اور اگر عرب زندہ رکھے
جائیں گے تو ان سے تبادلہ میں اپنے قیدی چھڑائے جا سکیں گے۔

بعض بطارقہ نے بھی ان کے کلام کی تائید کی۔ لیکن ایک بطریق نے کہا۔
اے بادشاہ! اس وقت کنیسہ میں ہر طبقہ کی پری جمال، خوش اندام، نازنین اور مہ چہرہ لڑکیاں
اور عورتیں موجود ہیں۔ یہاں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب کر کے انہیں
عیسائی ہونے کی ترغیب دو۔ شاید وہ حسن و خوبصورتی کی طرف جھک جائیں۔

کئی اور بطارقہ نے کہا: تجویز مناسب ہے ان خوش جمال عورتوں کے ساتھ
دولت کے بھی انبار لگا دو اگر مسلمان جھک گئے تو حملہ آور مسلمانوں کے لئے یہ امر
بڑی سستی اور ضعف کا باعث ہوگا۔

ہرقل اعظم کی سمجھ میں یہ بات آگئی۔ اس نے سیم و زر اور جواہرات کے انبار
لگانے اور مسلمانوں کو بلانے کا حکم دیا۔

نمائشِ حسن

ہرقل اعظم کا حکم ہوتے ہی دولت کے ڈھیر لگا دیئے گئے۔ خوبصورت سے
خوبصورت عورتیں صف در صف کھڑی کر دی گئیں۔ حسین و جمیل لڑکیاں اور پری جمال عورتیں
اس روز اچھے اچھے ریشمیں کپڑے اور مرصع زیورات پہن کر اور اچھی اچھی خوشبو لگا کر
آئی تھیں وہ نہایت پر جمال اور کافر ادا معلوم ہو رہی تھیں۔

کنیسہ کی خوب آرائش کی گئی تھی۔ تکلفات کی خوب نمائش کی گئی تھی۔ قسیس اور راہب ایک طرف جماعت در جماعت کھڑے تھے۔ ان کے ایک طرف پریزاد نوعمر ننیں تھیں دوسری طرف خوبرو لڑکیاں تھیں۔ سامنے سیم و زر اور ہیرے جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔

جب مسلمان وہاں لائے گئے اور انہوں نے آرائش اور تکلفات کی نمائش کے ساتھ حسن و جمال کی بھی نمائش دیکھی تو تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور پکار کر کہا۔ کذب العادلون باللہ وضلوا ضلالا بعیدا وخسروا خسرانا مبینا ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ۔ یعنی وہ دروغگو ہیں جو شریک اللہ پر اتہام رکھتے ہیں۔ بڑی گمراہی میں پڑے ہیں۔ بڑے ٹوٹے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔

مسلمانوں کے کنیسہ میں آتے ہی قسیسوں اور راہبوں نے انجیل کی آیتیں زور زور سے پڑھنی شروع کیں اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے دیوتاؤں کی تصویروں کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

مسلمانوں میں ایک شخص رفاعہ بن زہیر تھے۔ وہ اہل یمن سے تھے۔ بڑے نغز گو، نادر الکلام اور فصیح البیان تھے، مشہور شاعر تھے۔ وہ عیسائیوں کی مذہبی کتابیں بھی پڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذب حزب الشیاطین و لا الہ الا الرحمٰن الذی الخ۔ یعنی اللہ بڑا ہے، اللہ بزرگ ہے، سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں۔ شیطان کے گروہ جھوٹے ہیں۔

سوائے رحمان کے کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ایسی مہربانی کرنے والا ہے جس کا حد و شمار نہیں ہے، وہ تنہا ہے، اکیلا ہے، کوئی اس کا جتا نہیں ہے۔ اس کا کوئی قد و قامت نہیں ہے۔ اسی نے موجودات کو بنایا اور مخلوقات کو پیدا کیا وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ مصاحب ہے، نہ صلاح کار ہے، نہ مددگار ہے۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"

ان کا کلام سن کر تمام کلیسا جنبش میں آگیا۔ راہبوں کو بڑا غصہ آیا۔ وہ شاہی ادب بالائے طاق رکھ کر، رفاعہ کو مارنے کیلئے اپنے چاندی کے عصا لیکر دوڑے۔ لیکن شاہی خداموں نے انہیں روکا۔ ہرقل اعظم نے رفاعہ سے دریافت کیا: "تمہارا نام کیا ہے؟"

رفاعہ نے جواب دیا: "تمہیں میرے نام سے کیا کام ہے۔ میں تمہاری جنس سے نہیں ہوں"

ایک بطریق نے کہا: "اے قیصر! یہ شخص سچ کہتا ہے یہ علم و حکمت سے واقف نہیں ہے اور کیسے واقف ہو۔ یہ بدوی و جنگلی ہے جنگلوں میں رہتا اور جنگلیوں سے صحبت رکھتا ہے، نہ شہروں میں رہا، نہ شہر والوں کی باتیں جانے۔ تہذیب و تمدن کے ہم وارث ہیں۔ ہم شہری ہیں۔ ہماری قوم سے اسکندر، بطلیموس، اصول جرجیس، ارسطاطالیس، فیثاغورث، تو جندسے، جس نے امریکہ کو بنایا تھا۔ ہم میں اری شیذ نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے۔ طاطاغورث تھے جنہوں نے رہا کر منیج کو اور انطینس کو آباد کیا تھا۔ یہ کاہن بھی تھے۔ انہوں نے اس زمانہ کے بادشاہ کو یہ اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا سے کلام کریگا۔ بڑا ذی عزت و بزرگ ہوگا۔ وہ فرعون کو ہلاک کریگا۔ ہم میں افلاطون یعنی فطیش حکیم بھی تھا اور ارمینو تھا جس نے

رومۃ الکبریٰ کو آباد کیا تھا۔ شیطالوس وہ شخص ہے جس نے دنیا کا جغرافیہ اول لکھا۔ اس میں زمین کی صورت، پہاڑوں، دریاؤں، درختوں اور جانوروں سب کی شکلیں تحریر کیں۔ ہر اقلیم کا حال بیان کیا۔ ہر ملک کی معدنیات سونا چاندی اور جواہرات کو ظاہر کیا۔ ملک ملک کے عجائبات کو قلمبند کیا۔ عرب جاہل ان باتوں کو کیا جانیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ بطریق نے یہ کلام صرف مسلمانوں ہی کو ذلیل و حقیر ظاہر کرنے کے لئے نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس نے جبلہ بن ایہم کو طعنہ دیا تھا۔ وہ جبلہ سے اس وجہ سے عداوت رکھتا تھا کہ اس نے ایک دیر بنایا تھا لوگ اس کی زیارت کو جاتے تھے اور دولت اور طرح طرح کی چیزیں نذر چڑھاتے تھے۔ اس سے اسے بڑی آمدنی تھی۔ لیکن جب جبلہ ہرقل اعظم کے پاس آیا تو بادشاہ نے وہ علاقہ جس میں بطریق کا دیر تھا جبلہ کو جاگیر کے طور پر دے دیا تھا۔ جبلہ نے وہاں اپنے نام سے ایک شہر آباد کیا اور اس دیر کی آمدنی خود لینے لگا۔ جبلہ اس کی باتوں کا جواب نہیں دے سکا۔

لیکن رفاعہ بن زبیر نے کہا: اے بطریق! تم نے ایسی قوم کی تعریف کی جس کے لئے کوئی بزرگی نہیں ہے۔ نہ ان میں ایسے عالم و فاضل پیدا ہوئے جنہوں نے خدا کو پہچانا ہے۔ ہمارے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے جنہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی، جو بیت الحرام کہلاتا ہے۔ ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے جن کے لئے زمزم پیدا کیا گیا۔ ان کی اولاد سے تبابعہ، اقیال، حماۃ اور انسال ہیں جو زمین کے طول و عرض میں مالک ہوئے۔ انہیں کی اولاد بھی ہمارے بزرگوں میں

ملک الصعب ذو مراشد (سکندر ذوالقرنین) تھے۔ جو ساری دنیا کے مالک ہو گئے تھے۔ تمام دنیا کے لوگوں نے ان کی اطاعت کی تھی۔ وہ ظلمات میں گئے تھے، جس جگہ سے آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ وہاں سے جس جگہ غروب ہوتا ہے۔ وہاں تک گئے تھے، تمام بادشاہ ان کے مطیع ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ذوالقرنین رکھا تھا۔ ان میں سے شداد بن عاد تھا، جس نے دنیا میں جنت بنائی تھی اور ان ہی میں سے شدید بن عاد، ذوالمنار، لقمان ابن عاد تھے۔ لقمان سے بڑھ کر دنیا میں کون حکیم ہوا ہے، انکی آل میں ہدہاد عمرو ذوالاذعار، ہزار بن سکنگ اور ہاریل بن عیان تھے۔ ان کی علم و حکمت مشہور رہے، ہم میں سے سبا بن اشعب تھے۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تاج بنا کر پہنا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے حمیر بادشاہ ہوئے انکے بعد نبی اللہ حنظلہ بن صفوان نبی اہل الرس ہوئے۔ پھر ہم میں سے تفیل بن عبد المدان بن خشرم ہوئے جو پانچسو برس تک زندہ رہے، انہوں نے قلعوں کو تعمیر کرایا اور خزانوں کو زمین سے نکالا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام بزرگیاں، عزتیں اور علم و ہنر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیے۔ ہم لوگ رئیس ہیں اور تم ہمارے غلام ہو:

جب بطریق نے دیکھا کہ رفاعہ زیر نہیں ہوئے تو اسے خوف ہوا کہ فلیطس (ہرقل کا اصلی نام فلیطس تھا اور ہرقل خطاب تھا) خود اسے ہی عاجز خیال نہ کرنے لگے اس لئے اس نے رفاعہ کو لاجواب کرنے کیلئے کہا۔

اگر ہمیں جسم اور طبائع پاک ہوں تو روحانی عقلیں ملکوتی مقام کی طرف پرواز کرتی ہیں اور اس روشنی کو دیکھتی ہیں جو آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ گویا ایسی اشیاء

عقلیہ کی طرف عود کرتی ہیں جو نجاست اور پلیدی سے پاک ہیں. افکار و خیالات باطنیہ تک رسائی ہو جاتی ہے. دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں تیرگی دور ہو جاتی ہے. اسوقت روحوں کو ایسی ابدی زندگانی حاصل ہوتی ہے جس سے نہ کوئی نقصان ہوتا ہے، نہ نیستی لاحق ہوتی ہے. اسوقت ایک عنصر دوسرے سے لجاتا ہے تیرگی نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ روشنی اپنی جگہ حاصل کر لیتی ہے :

رفاعہ :۔ اگرچہ تم نے عقل و خرد کی روشنی کو سراہا ہے. مگر تم اس روشنی کی تہ کو نہیں پہنچے :

لطریق :۔ کس طرح سے ؟

رفاعہ :۔ عقل کی روشنی اسی وقت رہنمائی کر سکتی ہے جب وہ تیرگی سے کدر نہ ہو. لیکن جب تک کفر کی تیرگی غالب ہو تو خرد کی روشنی اسے کیسے الگ کر سکتی ہے اور انسان علام الغیوب کو کیسے پہچان سکتا ہے اور جبتک خدا کو نہ پہچانے روح پاک و صاف ہو کر ابدی زندگانی کیسے حاصل کر سکتی ہے جب روح روشنی کو نہ پائے گی تو افکار و خیالات باطنیہ پر کیسے رسائی حاصل کر سکے گی. اگر غور کرو تو فکر اپنے عنصر غالب کی طرف رجعت کرتا ہے. خیالات خواہشوں کی طرف لوٹتے ہیں. عقل روشنی نہیں پاتی تاریکی میں اوندھی ہو کر گرتی ہے. جب عقل ہی روشن نہ ہوتی تو روح کیسے پاک ہو سکتی ہے. غرض کفر کی تیرگی کسی چیز کو بھی روشن نہیں ہونے دیتی. ہماری قوم میں شاہان یمن میں سے ایک بادشاہ تھا. اس کا نام سیف بن ذی یزن تھا. وہ کفر سے پاک تھا. اس کی عقل روشنی کی طرف پرواز کرتی تھی. روح روشنی میں تیرتی تھی. وہ عقل کی روشنی کی وجہ سے بعض آئندہ کے واقعات معلوم

کر لیتا تھا چنانچہ اس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے سات سو برس پہلے آپ کے ظہور کی اطلاع دی تھی۔

رفاعہ بن زہیر نے بیان کیا ہے کہ بطریق عربی زبان خوب جانتا تھا بڑا فصیح البیان تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جیتنا مشکل ہے، تو ہرقل اعظم سے کہا: کہ ان بدوؤں سے بحث فضول ہے۔ چنانچہ ہرقل اعظم نے مناظرہ بند کرا دیا۔ اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا:

"تم میں سے جو شخص صلیب کو بوسہ دیگا عیسائی ہو جائے گا۔ وہ ان لڑکیوں اور عورتوں میں سے جسے پسند کریگا اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی جائیگی۔ اسے اتنی دولت دی جائیگی جس سے وہ امیروں کی شان سے زندگی بسر کر سکے اور اسے مقربان شاہی میں داخل کر لیا جائے گا۔"

یہ بڑے امتحان کا وقت تھا۔ ایک طرف دولت، نازنین اور زنانہ آفرین عورتیں اور لڑکیاں تھیں۔ دوسری طرف ایمان تھا۔

رفاعہ کے ایک بیٹے عامر تھے۔ نوعمر نوجوان تھے۔ وہ نازنینان روم کو دیکھ رہے تھے۔ پریچہرہ لڑکیوں کے ناز و انداز خرمن عقل و ایمان پر بجلیاں گرا رہے تھے۔ شیطان کو شیطانی حربہ کرنے کے لئے اس سے بہتر موقع کب مل سکتا تھا۔ اس نے اپنا حربہ چلایا۔ عامر کسی کافرہ کے تیر نظر کا شکار ہو کر کفر و شرک کی طرف دوڑے۔ انہوں نے جھپٹ کر صلیب کو بوسہ دیا۔

رفاعہ کو بڑا افسوس ہوا۔ انکی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔ انہوں نے کہا بدبختی ہو تجھ پر! تو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گیا۔ بدبختی ہو تجھ پر تو رحمٰن کے دروازہ

سے دور کیا گیا۔ تف ہو تجھ پر تو نے خدائے جبار و قہار سے کفر کیا۔ اسے قدرت
کے دائرے سے نکل گئے اور اسے حضور کی سامنے دو بہتر گئے۔ تو نے توبہ نہ کی تو نے پروردگار
سے سرکشی کی۔ واللہ مجھے تیری جدائی کا تمہیں بہت غم نہ ہوگا لیکن پچھتاوا افسوس
ہوگا کہ عالم آخرت میں میرا راستہ اور ہوگا اور تیرا اور، تو ابلیس اور فرعون کے ساتھ
شیطان کے لشکر کی طرف جائے گا اور دوزخ کے اس طبقے میں دھکیل دیا
جائیگا جس میں آگ شعلے مار رہی ہوگی۔ میں رسول عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ جنت الفردوس کی طرف جاؤں گا۔ جس میں حوریں ہونگی۔ ہر طرح کے
مکانات ہونگے۔ خوشنما بیشمار غنچے ہونگے۔ جن میں نہریں رواں ہونگی۔ خوشگوار
سایہ ہوگا۔ اے میرے بیٹے! یہ دنیا فانی ہے، تو دنیا کو طلب نہ کر۔ عالم آخرت پر خواہش
نفس کو اختیار نہ کر۔ عورتوں کی خوبصورتی چند روزہ اور محض دکھاوٹ ہے۔ ان کا
حسن بہت جلد جاتا رہے گا۔ رنگ اور روپ اتر جاتا ہے۔ افسوس تو نے کفر اختیار
کرکے اپنے بوڑھے باپ کو رسوا کیا۔ تو نے یہ کیا برا کیا۔ تو نے کیسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے دوری کو گوارا کیا۔ کل قیامت کے روز رسول اللہ صلعم لوگوں کی شفاعت
کریں گے لیکن تو محروم ہوگا۔

عامر بھی رو رہے تھے انہوں نے کہا: "اے باپ شیطان کا افسوں چل گیا میری
عقل پر پردہ پڑ گیا، میرے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو گیا۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ بطریق نے عامر کو رہا کرنے کا حکم
دیدیا۔ قیس، ثمامہ اور رہبان ان کے گرد ہو گئے۔ انہیں عموریہ کے پانی سے
نہلایا۔ ہرقل اعظم نے فاخرہ خلعت پہنائی اور نصرانی ہونے کے بعد ان سے کہا

کہ جس لڑکی کو وہ پسند کریں اس کا ہاتھ پکڑ لیں۔ انہوں نے ایک کمسن کافرزادہ
طلعت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ لڑکی انہیں دیدی گئی اور انہیں جبلہ بن ایہم غسانی کے گروہ
میں داخل کر دیا گیا۔
بطریق نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا یہ کیوں تم بھی اپنے ساتھی کی طرح
دین عیسوی قبول کر کے دنیا کی نعمتیں حاصل نہیں کر لیتے ہو؟
صحابہ نے کہا: ہمارے ساتھی کے دل میں کفر کی بیماری تھی۔ وہ مرتد ہو گیا
ہمارے دل میں نور ایمان ہے، ہمیں خدا کی وحدانیت کا یقین ہے۔ رسول عربی صلعم
کی رسالت پر اطمینان ہے، ہم ہرگز بھی اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے خواہ ہمارے ٹکڑے
اڑا دیئے جائیں:
بطریق: حقیقت یہ ہے کہ تمہیں حضرت مسیح نے اپنے دروازہ سے دور کر دیا
ہے تم راندے گئے ہو۔"
رفاعہ: اس بات کو خدا جانتا ہے کہ ہم میں سے اور تم میں سے کون راندا
گیا ہے خدا کی قسم مسیح تم سے بیزار ہیں۔ تم انہیں خدا کا بیٹا کہہ کر ان پر جھوٹی تہمت
تراشتے ہو قیامت کے روز وہ تمہیں اپنا امتی ہونے سے انکار کر دیں گے۔
حضرت عیسیٰ تو خدا کے بندے اور اس کے رسول تھے۔ تم بہک گئے انہیں خدا
کا بیٹا بنا بیٹھے، تم گمراہ ہو گئے جہل کی تاریکی میں جا پڑے، تم نے انکی شریعت کو بدل دیا
ہرقل اعظم نے انہیں روک کر کہا: اے شیخ! اپنے کلام کو طول مت دو۔
اللہ خوب جانتا ہے، ہم میں سے کون راہ راست پر ہے، مجھے چند باتوں کا جواب
دو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے خلیفہ کا لباس مرقع (پیوند لگا) ہے حالانکہ

پاس ہماری اس قدر دولت اس وقت تک پہنچ چکی ہے جس کا حد و حساب نہیں ہے وہ کیوں نہیں تکلفات سے رہتے۔ اور کیوں نہیں شاہانہ لباس تیار کرالیتے۔

رفاعہ:۔ خدا اور عالم آخرت کے خوف نے انہیں اس سے باز رکھا ہے۔

ہرقل اعظم:۔ تمہارا دار الامارت کیسا ہے؟

رفاعہ:۔ مٹی کا بنا ہوا ہے۔

ہرقل اعظم:۔ تمہارے خلیفہ کے مصاحب اور دربان کون لوگ ہیں؟

رفاعہ:۔ محتاج اور غریب مسلمان ان کے دربان اور تمام مسلمان ان کے مصاحب ہیں۔ کسی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

ہرقل اعظم:۔ ان کا فرش کیسا ہے۔

رفاعہ:۔ ان کا فرش عدالت کرتا ہے۔

ہرقل اعظم:۔ ان کا تخت کیسا ہے؟

رفاعہ:۔ ان کا تخت پاکدامنی اور یقین ہے

ہرقل اعظم:۔ خزانہ ان کا کیا ہے؟

رفاعہ:۔ ان کا خزانہ خدا پر اعتماد رکھنا ہے

ہرقل اعظم:۔ لشکر ان کا کون ہے؟

رفاعہ:۔ ان کا لشکر دلیران موحدین اور شہسواران مسلمین ہیں۔ اے بادشاہ! کیا تم نے نہیں سنا کہ کچھ لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ اے عمر ابن الخطاب اللہ تعالیٰ نے تمہیں سلاطین روم کے خزانوں کا مالک کر دیا۔ ابطال رجال روم ذلیل و خوار ہوگئے تم کیوں پر تکلف لباس نہیں پہنتے؟ حضرت عمر نے جواب دیا تھا۔

کہ تم لوگ آرائش اور تکلفات دنیا کو چاہتے ہو اور میں خدا کی رضامندی چاہتا ہوں۔ اے بادشاہ حقیقت یہ ہے کہ خدا بھی زینت کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَآتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ یعنی ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر اللہ انہیں قدرت دے اور زمین میں جگہ دے دے حکمراں کر دے تو قائم رکھیں گے نماز کو اور زکوٰۃ دیں گے۔ اور نیک کام کرنے کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے۔

ہرقل اعظم نے قیدیوں کو قید خانہ میں لیجانے کا حکم دیا اور خود لشکر کو ملاحظہ کرنے کے لئے چلا۔

خوفناک خبر

انطاکیہ سے نکل کر ہرقل اعظم نے دیکھا کہ میلوں کی دوری میں لشکر پڑا ہے بطریقوں کے خیمے نہایت شان سے کھڑے کئے گئے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک خیمہ کے سامنے لکڑی کے کنیسے ہیں جن پر سونے کا کام ہو رہا ہے اور ہر کنیسہ کے دروازہ پر گھنٹہ لٹکا ہوا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہر بطریق لکڑی کا کنیسہ سفر میں یا میدان جنگ میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ یہ کنیسے نہایت خوبصورت بنائے جاتے تھے۔ ہر بطریق اپنے کنیسہ کی خوبی اور ساخت پر فخر کیا کرتا تھا شاہی کنیسہ میں لکڑی برائے نام ہوتی تھی۔ خالص چاندی اور سونے سے بنایا جاتا تھا

ہرقل اعظم مع بطارقہ کی جماعت کے لشکر کا گشت کر رہا تھا کہ چند سوار گھوڑے

دوڑاتے ہوئے آئے، اور بادشاہ کے پاس آکر گھوڑوں سے اتر کر ہرقل اعظم کے سامنے جاتے ہی تعظیم کے طور سجدہ کیا۔ ہرقل اعظم نے ان سے دریافت کیا "تم بہت گھبرائے ہوئے ہو، کیا حال ہے؟"

انہوں نے جواب دیا: اے بادشاہ! عرب لوہے کے پل پر قابض ہو گئے
ہرقل اعظم کو نہایت ملال ہوا۔ اسے اپنی سلطنت کے زوال کا یقین ہو گیا
اس نے ان سے پوچھا: مسلمانوں نے پل پر کیسے قبضہ کر لیا جبکہ اس کے دونوں برجوں میں تین تین سو جوانمرد رومی تھے۔

سواروں نے کہا: ان برجوں کے محافظ نے خود ہی پل مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

ہرقل اعظم غور و فکر میں پڑ گیا۔

پل پر قبضہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مجھے وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ کا مصاحب روزانہ لشکر میں گشت کرتا تھا اور پل تک جاتا تھا۔ لوگوں کو ہوشیار رہنے اور حفاظت کرنے کی ہدایت کرتا تھا۔ ایک روز جب وہ گیا تو اس نے پل کے محافظوں کو شراب نوشی میں مشغول پایا۔ اس نے ان میں سے ہر ایک کے پچاس پچاس کوڑے لگوائے اور ان کے افسر کو مار ڈالنا چاہا۔ مگر ہرقل اعظم کے خوف سے باز رہا۔ انہیں چھوڑ کر اور ہوشیار رہنے کی ہدایت کر کے بادشاہ کے پاس واپس آیا اور تمام حال اسے سنایا۔
چند ہی روز کے بعد مسلمان وہاں آ گئے۔ پل کے رومی محافظوں نے ابوعبیدہ

سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے امان لے کر پل ان کے حوالہ کر دیا یہ
پل لوہے کا تھا۔ اس میں دو عالیشان دروازے تھے ایک پل کے ایک طرف
اور دوسرا دوسری طرف۔ دونوں دروازوں میں برج تھے اور ان برجوں میں
تین تین سو محافظ رہتے تھے، دروازوں پر لوہے کے پھاٹک تھے جب انہیں
بند کر دیا جاتا تھا تو بڑے سے بڑا لشکر بھی پل کو عبور نہیں کر سکتا تھا۔ اور سوائے
اس پل کے اور کوئی راستہ اس طرف سے انطاکیہ میں جانے کا نہ تھا۔ بغیر لڑائی
بھڑائی کے یہ پل مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

جیش اسلام کا کوچ

ابو عبیدہ نے خالد بن الولید سے کہا: اے ابا سلیمان! اب ہم رومیوں کے
دار السلطنت کی طرف چل رہے ہیں۔ وہاں بے شمار لشکر ہے، تمہارا کیا مشورہ ہے
حضرت خالد نے کہا: یا امین الامۃ! تم لشکر کو با سامان ہونے کا حکم دو
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة و
من رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم یعنی اور لڑائی کا سرانجام
کرو جو پیدا کر سکو، زور آور گھوڑے پالنے سے کہ اس سے اللہ اور تمہارے دشمنوں
پر دھاک پڑے۔ اور مسلمانوں سے کہو کہ وہ زینۃ اسلام اور قوت ایمان کو
ظاہر کریں۔ ہر سردار کو اس کے لشکر کے ساتھ روانہ کر دو۔

ابو عبیدہ نے لشکر کی روانگی اس ترتیب سے شروع کی کہ سب سے پہلے سعید
بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی کو جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے تین ہزار سواروں
کے ساتھ جن میں مہاجرین اور انصار تھے روانہ کیا۔ ان کے بعد رافع بن عمرۃ الطائی

کو دو ہزار سواروں کے ساتھ جو قبیلہ طے وغیرہ سے تھے بھیجا۔ ان کے پیچھے میسرہ بن مسرۃ العبسی کو تین ہزار سواروں کے ہمراہ جو اہل یمن سے تھے۔ روانہ کیا۔ ان کے پیچھے خالد بن الولید کو رایت العقاب دیکر جو سیاہ رنگ کا تھا مع لشکر زحف کے روانہ کیا۔ ان کے بعد مع تمام لشکر کے خود چلے۔ ان کے ساتھ جو سردار رہے وہ یہ تھے۔ عمرو بن معدی کرب الزبیدی۔ ذوالکلاع الحمیری۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق۔ عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔ ابان بن عثمان بن عفان۔ فضل بن عباس ابو سفیان بن صخر بن حرب۔ راشد بن سعید۔ رافع بن سہیل۔ زید بن عامر عبداللہ بن ظفر۔ عبید بن روس۔ ابو الباب بن المنذر۔ عوف بن ساعدہ۔ عباس بن قیس عابد بن علیہ۔ رافع عنجدہ۔ عبداللہ قرحا الازدری۔ واجد بن ابی العون بہاج بن اوس۔ کعب۔ ضمرہ۔ مسعود بن عون۔ انکے علاوہ اور بہت سے رئیس قوم تھے۔

لشکر کے پیچھے خواتین عرب تھیں۔ ان میں وہ بھی تھیں جن کے عزیز قید میں تھے خولہ بنت ازور۔ عفیرہ بنت عفار۔ مزروعہ بنت عملوق الحمیریہ اور ام ابان بنت عتبہ بھی تھیں۔

واقدی رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے کہ خولہ بنت ازور سے زیادہ کوئی اندوہگیں نہ تھی۔ وہ زبردست شاعرہ تھیں۔ خدا نے انہیں تمام ہی خوبیاں عطا کی تھیں۔ خوبصورت تھیں، بہادر تھیں، شاعرہ تھیں، شیریں بیان تھیں، مستقل مزاج تھیں۔ انہوں نے اپنے بھائی کے قید ہو جانے پر جو اشعار کہے تھے۔ انمیں سے بعض یہ ہیں۔

أبعد اخی تلذ الغمض مقلتی — وکیف ینام مقروح الجفون

کیا بعد بھائی کے میری آنکھیں نیند ... کیسے سوئے گا آبلہ بھرا پلکوں کا

سے آسودہ ہونگی۔

سابکی ما حییت علے شفیقی ... اعز علیّ من عین الیمین

جبتک میں جیوں گی اپنے بھائی پر روؤنگی ... ان پر جو مجھے اپنی داہنی آنکھ سے بھی زیادہ عزیز ہیں

غلوا فی الجفت بہ قتیلا ... لہان وانہ غیر المھین

اگر میں کشتہ ہو کر ان سے مل جاتی ... تو آسان ہوتا اور وہ سست نہ ہوتے

وکنت الی السلواری اطریقا ... واعلق منہ بالحبل المتین

میں خوش تھی اور میرے غم ... انکی وجہ سے جنگل اور تھی انکی مضبوطی سے

وانا معشر من مات منّا ... فلیس یموت موت المسکین

ہم وہ ہیں کہ جو ہم میں سے مرتا ہے ... وہ محتاجی کی موت نہیں مرتا ہے

وانفا ان یقال مضٰی ضرارؓ ... ولم یقصر اتی الحروب الزبونٗ

کہا جاتا ہے کہ ضرار گذر گئے ... انہوں نے لڑائی کو شکست نہیں دی

وقالوکم بکا فقلت مھلاً ... الّا ابکی وقد قطعوا وتینی

کہا انہوں نے کب تک روؤگی۔ میں ... آیا نہ روؤں میں جبکہ میرے رگ دل

نے کہا ٹھیرو۔ ... کو کاٹ ڈالا ہے۔

ہرقل اعظم کی نصیحت

جبکہ ہرقل اعظم لشکر کا معائنہ کر رہا تھا۔ دفعۃً اس نے تکبیر و تہلیل کا شور سنا ایک طرف سے اسلامی لشکر نمودار ہوا۔ ہرقل اعظم نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کیلئے رومی لشکر کو صف بستہ ہونے کا حکم دیا۔ رومی صف در صف کھڑے ہو گئے۔ ان کا

لشکر اتنا بڑا تھا کہ اس کی ابتدا اور انتہا ہی نہ معلوم ہوتی تھی۔

مسلمانوں میں سب سے پہلے سعید بن عمرو آئے، وہ کھڑے ہو گئے۔ ان کیساتھ رافع بن عمرۃ الطائی اور ان کے ہمراہی نعرے لگاتے ہوئے آئے۔ ان کے پیچھے میسرہ بن مسروق العبسی پھر خالد بن الولید آئے۔ ہر لشکر اپنے سردار کے ہمراہ آتا تھا۔

ہرقل اعظم نے بھی لشکر کو فرودگاہ میں واپس بلالیا اور تمام لشکر پر اپنے مصاحب خاص بطاردس کو افسر مقرر کیا۔ خود شہر میں واپس آگیا اور تمام بطارقہ، مصاحب درباریوں اور امیروں کو کنیسہ قسیسین میں جمع کیا اور ان سے کہا: اے گروہ نصرانیہ اور اے بنی معمودیہ! آخر وہ وقت آہی گیا جس کا اندیشہ تھا۔ اور جس کی بابت میں نے تمہیں متنبہ کیا تھا۔ یعنی تمہاری عزت بزرگی کے زوال کا، تمہارے ملک کی تاراجی کا۔ زمین سوریہ کی بے حرمتی کا۔ میں نے تمہیں اس وقت کی اطلاع دیکر تمہیں ڈرایا تھا۔ اور عربوں سے صلح کر لینے کی ترغیب دی تھی۔ مگر تم نے نہ مانا۔ اب عرب تمہارے دار السلطنت پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہاں رومیوں اور عربوں میں آخری معرکہ ہوگا۔ اگر مسلمان فتحیاب ہوئے تو تمام ملک شام پر ان کا قبضہ ہو جائیگا۔ اور اگر تم کامیاب ہوئے تو مسلمانوں کو حجاز کے ریگستانوں میں دھکیل دیا جائے گا۔

اب وقت آگیا ہے کہ تم اپنی حرمت کے لئے اپنی ناموس کے لیے، اپنے ملک کے لئے، اپنے وطن کے لئے، اپنے بادشاہ کے لئے اور مسیحی مذہب کے لیے جان توڑ کر لڑو۔ سستی کاہلی اور بزدلی کو دور کردو۔ افسوس ہزیمت اٹھائی، پہلے

بھی میں نے دولت خرچ کی۔ فوجیں بھرتی کیں، تمہیں مسلمانوں سے لڑنے کو بھیجا مگر تم نے شکستیں اٹھائیں۔ اب بھی میں نے وہ کیا جو کر سکتا تھا، میں نے آخری بازی لگادی ہے۔ اگر اب بھی تم نے ہزیمت اٹھائی تو تمہارے لئے کہیں پناہ نہ ملے گی، تم ذلیل وخوار ہو جاؤ گے۔

آہ تمہارے وہ بزرگ کہاں ہیں، جن کی بہادری کی دنیا بھر میں شہرت تھی آج تم ان کے ایسے خلف رہ گئے ہو، جن پر عرب جیسی فرومایہ اور محتاج قوم حاوی آگئی۔ وہ تمہارے شہروں پر قابض ہوگئے، انہوں نے تمہارے کنیسوں کو مسجدیں بنالیا۔ دیروں کو کھود ڈالا۔ بادشاہوں کو مار ڈالا، تمہاری عورتوں کو کنیزیں اور تمہارے بچوں کو غلام بنالیا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا، تم بھی جان کی بازی لگا دو لیکن اچھا ہی تھا کہ عربوں کے حملہ آور ہوتے ہی ان سے صلح کر لیتے گر تمہاری جہالت کی تاریکی نے حکمت کی اس روشنی کو قبول نہ کیا۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ایک تختہ سبز پتھر کا حمادت کی قبر پر پایا گیا تھا۔ جس میں یہ کلمات حکمت لکھے تھے کہ جس نے عالم اعلیٰ کی سیڑھی کو کھودیا۔ اس نے تقرب الہیٰ کو کھودیا۔ حکمت اور دانائی عقل کی زندگانی ہے، ذہنوں کی دولت ہے اور جانوں کی ستھرائی ہے۔ جو شخص حکیم ود انا نہیں ہے وہ ہمیشہ بیمار اور بدحال رہتا ہے۔ جو انجام کار کو سوچے گا، وہ دیکھے گا اور جو دیکھے گا وہ اپنے خالق کو پہچانے گا۔ اور جو خالق کو پہچانے گا وہ عمل نیک کرے گا۔ اور جو عمل نیک کریگا۔ اسکی عقل تیز ہو جائے گی۔ اس کی روح روشن ہو جائے گی۔"

تمام لوگ سر جھکائے ہرقل اعظم کی گفتگو سن رہے تھے۔

حضرت عمرؓ کے قتل کی دوبارہ کوشش

جب ہرقل اعظم نصیحت کر چکا تب جبلہ بن ایہم نے کہا "اے قیصر روم! مسلمان اسلئے دلجمعی کے ساتھ لڑتے ہیں کہ انکے خلیفہ عمر بن الخطاب مدینہ منورہ میں موجود ہیں۔ اگر وہ قتل کر دیئے جائیں تو یقیناً مسلمان گھبرا کر بھاگ جائیں۔ اس لئے اگر اجازت دو تو میں کسی شخص کو مدینہ بھیجکر ان کے خلیفہ کو قتل کرا دوں۔"

ہرقل اعظم "یہ ایک آرزو ہے، اور اپنے خیال کے مطابق اچھی تدبیر بھی ہے لیکن تدبیروں سے تقدیریں نہیں بدلا کرتیں۔ پھر بھی اگر تمہیں اس میں کوئی بہتری معلوم ہوتی ہو تو کر دو۔"

جبلہ نے ایک غسانی کو جس کا نام واثق بن مسافر تھا، اس کام پر تعینات کر کے اسے لالچ دیا کہ اگر وہ حضرت عمر کو قتل کر لے تو منہ مانگا انعام ملے گا۔

واثق مدینہ پہنچا۔ حضرت عمر کی تلاش و تجسس کی وہ شام کے وقت یثرب میں پہنچ گیا تھا لیکن اسے موقع نہ مل سکا۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت عمر مدینہ سے نکل کر ملک شام کے راستہ پر قاصد کے آنیکے انتظار میں چل پڑے۔ وہ روزانہ جاتے تھے۔ واثق بھی پیچھے پیچھے چلا۔ لیکن حضرت عمر کے رعب کی وجہ سے اسے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہاں تک حضرت عمر واپس لوٹے۔ واثق جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اتفاق سے حضرت عمر اسی درخت کے نیچے آ کر ایک پتھر سرہانے رکھ کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر میں نیند آ گئی۔

واثق نے خنجر نکالا، اور آہستہ آہستہ درخت سے اترنے لگا۔ اسی وقت ایک

شیر آگیا۔ واثق اسے دیکھتے ہی پھر اوپر چڑھ گیا۔ شیر نے حضرت عمر کے تلوے چاٹے وہ بیدار ہو گئے۔ واثق نیچے اترا۔ اس نے حضرت عمر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور اپنی آنے کا تمام واقعہ سنا کر کہا: "میں نے سنا تھا کہ شیر آپ کی حفاظت کرتا ہے۔ آج اپنی آنکھ سے دیکھا۔ یا عمر! عدلتَ و آمنتَ ثم نمتَ و آمنتَ بابی واللّٰہ من الکائنات تحفظہ والسباع تخرسہ والملٰئکتہ تکتفہ والجن تعوذہ۔ یعنی اے عمر تم نے عدالت کی، اس لئے بے ڈر ہو گئے جب تم سوتے ہو تو خدا کی قسم بعض موجودات تمہاری حفاظت کرتی ہیں۔ بعض نگہبانی کرتے ہیں، فرشتے یاری کرتے ہیں، جن تعریف کرتے ہیں" وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

انطاکیہ میں فریقین کی صف بندی

ہرقل اعظم نے تمام بطارقہ اور سربرآوردہ لوگوں اور فوجی افسروں کو کنیسہ قسیسین میں طلب کر کے ان سے قسم لی کہ وہ شکست اٹھا کر نہ بھاگیں گے، آخری دم تک مقابلہ کریں گے۔

حلف لینے کے بعد اس نے تمام لشکر کو صف بستہ ہونے کا حکم دیا۔ ٹڈی دل رومی صف در صف کھڑے ہو گئے، صلیبیں ہر صف میں بلند کی گئیں۔ قسوں اور راہبوں کی جماعت ہرقل اعظم کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ چاندی کی انگیٹھیوں میں خوشبو جلائی گئی۔ پادری انجیل کی آیتیں پڑھنے لگے۔

حضرت ابو عبیدہ بھی جیش اسلام کو لے کر آ گئے۔ . . . . جن سرداروں کی سرکردگی میں لشکر آیا تھا انہیں کی ماتحتی میں رہا اور ہر سردار اپنا اپنا لشکر لیکر صف بستہ ہو گیا۔ مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے اور پھر وہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمد

الرسول اللّٰہ کا ورد کرنے لگے۔

ربیعہ بن عامر کی نصیحت

جب مسلمانوں کی صف بندی ہو چکی تب ابوعبیدہ نے ربیعہ بن عامر کو نصیحت کرنے کا حکم دیا۔

ربیعہ زبردست عالم اور بڑے فصیح البیان تھے ان کا کلام نہایت شگفتہ تھا انہوں نے صفوں کے آگے آکر بلند آواز سے کہا: اے لوگو! بلا توقف پے در پے حملوں کیلئے تیار ہو جاؤ۔ یہ رومی چڑیوں کی طرح ہیں۔ چڑیاں بھی روحوں کی انہوں نے اپنے جسموں سے جدا ہونے کا قصد کر لیا ہے۔ وہ اپنے خالق کی طرف لوٹنے کیلئے بڑی خوشی سے تیار ہیں، وہ تم سے اپنی زبان میں یہی کہتے ہیں۔

مسلمانو! کیا دیر ہے، تمہاری تلواریں پیاسی ہیں، رومیوں کا خون انہیں سیراب کرنے کے لئے موجود ہے، اللہ تعالیٰ سے تم نے سودا ابھی تو کر رکھا ہے۔ جان دو اور جنت لو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ زندگانی فانی ہے، موت یقینی ہے، تم جہاں کہیں ہو گے، خواہ محفوظ برجوں ہی میں کیوں نہ ہو موت تمہیں آئے گی۔ ہماری نیک بختی کے ستارے اقبال کے ساتھ طلوع ہونے والے ہیں، ہماری آرزوؤں کے درخت پھل لانے والے ہیں، اے خدا کے پرستارو جہاد کر کے خدا کو راضی کر لو۔

ربیعہ نصیحت کر کے اپنی جگہ جا کھڑے ہوئے۔

دامس ابوالہول کی گرفتاری

رومیوں کی طرف سے بطورس بن رمند نکل کر میدان میں آیا۔ وہ بڑا قوی

ہیکل اور نہایت بہادر تھا۔ لوہے کی زرہ پہنے تھا۔ بالکل لوہے کا معلوم ہوتا تھا اس نے لڑنے والے کو طلب کیا۔ وامس ابوالہول فاتح جلد جلد اس کے مقابلہ کو نکلے اس روز وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ دونوں جنگجو تھے، ہنر آزمائی کرنے لگے، اثنائے جنگ میں اتفاق سے وامس ابوالہول کا گھوڑا ٹھوکر کھا گیا وامس گھوڑے کی پشت سے گرے۔ بسطورس نے جھپٹ کر انہیں گرفتار کر لیا۔ اور بڑے فخر و غرور کے ساتھ کھینچتا ہوا اپنے لشکر میں لے گیا۔ اس کے غلام دوڑے ہوئے آئے، اس نے انہیں غلاموں کے سپرد کر دیا اور پھر میدان میں آکر لڑنے والے کو طلب کیا

وامس ابوالہول کی کارگزاری

بسطورس کے مقابلہ کیلئے ضحاک بن حسان الطائی نکلے۔ وہ حضرت خالد کے ہم شبیہ تھے۔ ان کے تمام رنگ ڈھنگ، قد کی درازی، گھوڑے کی نشست، جنگ کا طریقہ سب خالد جیسا تھا، جو رومی خالد بن الولید کو جانتے تھے، انہوں نے شور کیا یہی مسلمانوں کے وہ مشہور سردار ہیں جنہوں نے متعدد شہروں کو فتح کیا ہے، ان کا نام خالد بن الولید ہے۔

جن لوگوں نے خالد کی شہرت ہی سنی تھی، انہیں دیکھا نہیں دیکھا تھا وہ گردنیں اٹھا اٹھا کر اور غلام اور پیدل خیموں کی رسیوں پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ کئی خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں اور خیمے گر پڑے، اتفاق سے بسطورس کا خیمہ بھی گر پڑا۔

بسطورس نہایت ہی مغلوب الغضب آدمی تھا۔ اس کے غصہ سے اس کے خادم اور غلام خائف رہتے تھے، جب اس کا خیمہ گر پڑا تو فراشوں کو بڑا فکر ہوا

انہوں نے آپس میں کہا: "آج خیریت نہیں، بطورس میدان جنگ سے واپس آکر جب خیمہ گرا ہوا دیکھے گا تو ہمیں مار ڈالے گا۔"

وہ تین آدمی تھے۔ خیمہ کھڑا کرنے کے لیے چار آدمیوں کی ضرورت تھی، انہوں نے کئی رومیوں سے مدد کی درخواست بھی کی لیکن کوئی تیار نہ ہوا، تمام رومی بطورس اور ضحاک کی لڑائی دیکھنے میں مصروف تھے۔

فراشوں نے مشورہ کیا کہ دامس کو کھول کر ان سے مدد لو اور جب خیمہ کھڑا ہو جائے تو انہیں پھر باندھ دو۔ مگر اس بات سے بھی ڈرتے تھے کہ کہیں دامس ان پر حملہ نہ کر بیٹھیں پھر بھی انہوں نے خیمہ کھڑا کرنے کیلئے دامس سے مدد لینا ضروری سمجھا چنانچہ ان میں سے ایک نے ان سے کہا: "ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمہاری بندشیں دور کر دیں اور تم ہمارے ساتھ مل کر خیمہ کھڑا کرا دو، ہم پھر تمہیں باندھ دینگے اور جب ہمارا آقا واپس آئیگا تو ہم تمہاری اس سے سفارش کرکے تمہیں رہا کرا دینگے"

دامس نے کہا: "جیسی تمہاری مرضی۔"

فراشوں نے انہیں کھول دیا۔ دامس ابوالہول نے ایک لمحہ دم لیا اور پھر دفعتہً کھڑے ہو کر ایک فراش کو ایک ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے کو دوسرے ہاتھ میں اور دونوں کو اس زور سے ٹکرایا کہ دونوں مر گئے، تیسرا فراش یہ کیفیت دیکھ کر بھاگا۔ انہوں نے لپک کر اسے پکڑا اور زمین پر اس زور سے پٹکا کہ وہ بھی مر گیا۔

دامس ابوالہول نے بطورس کا ایک صندوق کھولا اس میں بطورس کے کپڑے تھے، انہوں نے جلدی سے ایک جوڑا نکال کر پہن لیا۔ اسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر عرب متنصرہ میں جا پہنچے جبلہ نے اپنے بھتیجے حازم بن یغوث غسانی

کو اپنے دیگر بیٹے کو ہراول کا سردار مقرر کیا تھا اور خود مع اپنے بیٹے ابہم کے قلب میں ٹھیرا تھا۔ دامس ابوالہول حازم کے پاس ہی جا کھڑے ہوئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بسطورس اور ضحاک دونوں بہادر اور جنگجو تھے۔ دونوں میں لڑائی ہوتی رہی، یہاں تک کہ دونوں تھک کر چور ہو گئے۔ بسطورس پسینہ میں شرابور ہو گیا۔ وہ بھاگ کر اپنے لشکر میں آیا اور سیدھا اپنے خیمہ پر گیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ خیمہ گرا پڑا ہے، فراش مرے پڑے ہیں اور دامس ابوالہول غائب ہیں۔

وہ سیدھا بادشاہ کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: میں ایک سیاہ فام عرب کو گرفتار کر کے لایا تھا۔ وہ بدبخت میرے تین آدمیوں کو مار کر بھاگ گیا۔ حضرت مسیح کی قسم مسلمان یا تو شیطان ہیں یا جن ہیں۔ میرا خیال ہے وہ عرب متنصرہ میں جا کر چھپا ہے۔

ہرقل اعظم نے دامس کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ تمام رومی لشکر جنبش میں آ گیا۔ دامس نے جان لیا کہ ان کی تلاش شروع ہو گئی۔ انہوں نے تلوار نکال کر حازم کے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا سر کٹ کر دور جا گرا۔ عرب متنصرہ حیران اور ششدر رہ گئے۔ دامس نے ان کی حیرت سے فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دی، گھوڑا ہوا کی طرح اڑ کر اسلامی لشکر میں پہنچ گیا۔ مسلمانوں نے انہیں دیکھتے ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔

دامس نے حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس جا کر اپنا تمام حال سنایا۔ ابو عبیدہؓ نے انہیں دعا دی۔ متاسف ہاتھ نہ لگیں۔

جب جبلہ کو معلوم ہوا کہ اس کا بھتیجہ حازم بن لیغوث مارا گیا تو اسے بڑا غصہ آیا۔ اس نے ہرقل اعظم کے پاس جا کر کہا "ان عربوں کی جسارت حد سے گذر گئی ہے، وہ کسی کے مرتبہ کا لحاظ و پاس نہیں کرتے، انہوں نے میرے بھتیجہ کو قتل کر کے میرے دل پر چرکہ لگایا ہے، اب ضبط کی طاقت نہیں رہی، مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان عربوں پر حملہ کر کے انہیں پامال کر ڈالوں۔

ہرقل اعظم نے ارادہ کیا کہ تمام لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا جائے کہ اسیوقت چند سوار گھوڑے دوڑا کر آئے، ہرقل اعظم نے ان سے دریافت کیا "کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے جواب دیا" اے عظیم روم! رومۃ الکبریٰ کا بادشاہ فلیطانوس تمہاری مدد کے لئے آیا ہے۔ فلیطانوس بڑی عظمت و جلال کا بادشاہ تھا۔ اسکی آمد کی خبر نے بادشاہ کو حملہ کرنے کا حکم نہ دینے دیا۔

رومۃ الکبریٰ کا عجائب خانہ

رومۃ الکبریٰ کا نام فلیطانوس کے دادا کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اور شہر سے باہر ایک مکان تعمیر کیا گیا تھا جس کا نام ابو سوفیا رکھا گیا تھا۔ ایک تصویر تانبے کی بنائی گئی تھی جس پر سونے چاندی کا کام ہو رہا تھا مکان کے سات دروازے تھے، جو سب کے سب سونے کے تھے، ہر دروازہ پر ایک عمارت تھی جس کے اوپر ایک ایک لوہے کا آدمی گھومتا رہتا تھا ان میں سے ہر مرد کے ہاتھ میں ایک تختی سونے کی تھی جسے وہ ہر سال آفتاب کی طرف بلند کرتا تھا۔ جس اقلیم کے متعلق وہ تختی ہوتی تھی اس میں جو واقعات ہوتے تھے وہ سب معلوم ہو جاتے تھے۔ اس زمانہ میں حکمار نے دنیا کو سات اقلیم میں تقسیم کیا

تھا۔ گویا دومۃ الکبریٰ کے باشندے گھر بیٹھے ہر سال دنیا بھر کے حالات معلوم کر لیا کرتے تھے۔

ان عمارتوں کے درمیان میں جو مکان بنا ہوا تھا۔ وہ ہشت پہلو تھا اور تانبے کے ستونوں پر استادہ تھا۔ اس میں سونے کا کام تھا۔ اس کے گرد ایک ایک دیوار تھی جو قبہ پر تھی، ایک بڑا قسان اسے گھماتا رہتا تھا جس پر پتھر کی ایک عجیب صورت بنی ہوئی تھی، یہ نہ معلوم ہوتا تھا، وہ کیا ہے، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سیاہ اور سفید پتھروں کو پیوند لگا دیا ہو۔"

جب موسم بہار شروع ہوتا تھا اور زیتون کے درختوں پر بہار آجاتی تھی تو اس قسان سے جس پر دیوار گھومتی رہتی تھی، ایسی ہولناک آواز نکلتی تھی کہ اکثر لوگوں کو گمان ہو جاتا تھا کہ کہیں ان کے کانوں کے پردے نہ پھٹ جائیں، دل نہ ارٹ جائیں، اور عقلیں نہ جاتی رہیں، اس آواز کے بلند ہونے کے دوسرے دن ذرازیر (ایک قسم کی چڑیاں) اس کثرت سے آتی تھیں کہ آسمان ڈھک جاتا تھا۔ انکی چونچوں اور پنجوں میں زیتون ہوتا تھا۔ وہ قسان میں روغن زیتون ڈالتی تھیں یہاں تک کہ وہ عظیم قسان لبریز ہو جاتا تھا۔ دومۃ الکبریٰ کو باشندے اس روغن کو نچوڑ کر بیچا کرتے تھے اور انہیں سال بھر تک کافی ہوتا تھا۔

جب سے شہر دومۃ الکبریٰ آباد ہوا تھا اسی وقت سے یہ عجیب و غریب عمارت بنائی گئی تھی اور کسی بادشاہ نے اسے کبھی نہ کھولا تھا۔

جب مسلمانوں نے ملک شام کو تہہ و بالا کر ڈالا اور انطاکیہ کی طرف بڑھے تو ہرقل اعظم نے قریب و دور کے تمام بادشاہوں کو اپنی مدد کیلئے طلب کیا فیلیطانس

کو بھی لکھا۔ اس نے یہ خیال کر کے کہ اس عجیب عمارت میں خزانہ مدفون ہوگا اسے کھولنے کا ارادہ کر لیا۔ اس وقت اسے روپے کی سخت ضرورت تھی چنانچہ وہ اس عمارت کے پاس گیا اور اس کے محافظ علماؤں کو اس کے کھولنے کا حکم دیا۔ علماؤں نے اس سے کہا: اے بادشاہ اس گھر کو تعمیر ہوئے سات سو سال گذر چکے ہیں۔ حضرت مسیح کے ظہور سے ایک سو ستر برس پہلے بنایا گیا تھا اسوقت سے ابتک جو کوئی بادشاہ ہوتا رہا وہ اس امر کی وصیت کرتا رہا کہ یہ گھر کبھی نہ کھولا جائے۔ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اس گھر میں سوائے دانائی اور حکمت کے اور کچھ نہیں ہے حکماء اور عقلاء نے اسے تعمیر کیا ہے، تمہارے دادا اسود نے اسکی بنیاد رکھی تھی، انہی کے ہی زمانہ میں اسکی تعمیر کی تکمیل ہوئی تھی۔ انہوں نے یعنی تمہارے دادا اسود نے تین سو سال تک حکومت کی، وہ ہمیشہ وصیت کرتے رہے کہ یہ گھر کبھی نہ کھولا جائے۔ انکی وفات کے بعد تمہارے باپ بقطانیہ بادشاہ ہوگئے۔ وہ بھی اس گھر کو نہ کھولنے کی وصیت کرتے رہے، تین سو ستر سال تک وہ حکمراں رہے، اب سو سال سے تم بادشاہ ہو، اگر تم اس گھر کو کھول دوگے تو اس کے طلسم اور اس کی حکمت سب جاتی رہیں گے۔

لیکن فلیطانوس نے اسکے کھولے جانے پر اصرار کیا۔ آخر اس کے قفل کھولے گئے اور جب اس کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس مکان میں تصویریں بنی ہوئی ہیں، بیت المقدس اور دوسرے شہروں کے نقشے ہیں۔ انکے بادشاہوں کی تصویریں ہیں، سب سے آخر میں ہرقل اعظم کی تصویر اس طرح پر ہے جیسے وہ اس تختی کی طرف دیکھ رہا ہے جو اس کے سامنے ہے۔

فلیطانوس نے اس تختی کو پڑھا اس میں یونانی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ اے علم کے متلاشی! تجھے زیبا ہے کہ علم کو اچھی طرح پڑھ۔ اس کی باریکیوں پر غور کر اس کے نکات کو سمجھ۔ علم عقل سے نکلے ہیں۔ علم سے زیرک اور دانائی حاصل ہوتی ہے۔ عقل سے علم حاصل ہوتا ہے اور علم سے حکمت اور پوشیدہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جب دنیا پر جہل و گمراہی کی کالی گھٹا چھا جائیگی، اور کرۂ ارض پر ضلالت کا اندھیرا پھیل جائیگا تو سرزمین تھامہ (مکہ معظمہ سے مراد ہے) سے آفتاب ہدایت طلوع ہو کر ساری دنیا میں توحید کا اجالا پھیلا دے گا توحید کے علمبردار صاحب شتر کبود چشم ہوں گے، وہ مذاہب باطلہ کو دور کر دینگے۔ دنیا کو خدا کی اطاعت کی طرف بلائیں گے، میدانوں اور پہاڑوں میں انکا مذہب پہنچ جائیگا۔ کفر کی تیرگی دور ہو جائیگی۔ نور توحید پھیل جائے گا، کچھ عرصہ بعد ان کا وصال ہو جائیگا۔ اور انکے جانشین ایک مرد لاغر جسم ہونگے۔ ان کا دل صدق و ایمان کی روشنی سے منور ہو گا۔ وہ اپنے نبی کی شریعت کو مضبوط و مستحکم کریں گے۔ انکی روح بھی عالم ارواح کی طرف کوچ کر جائیگی۔ انکے جانشین ایک دراز قد گندم گوں بہت ہی سخت مزاج ہونگے۔ وہ بڑے عادل و منصف ہونگے، انکا لباس مرقع ہو گا۔ ان کی تلوار ان کا درہ ہو گا۔ وہ سلطنتوں کو الٹ دیں گے حکومتوں کو نیست و نابود کر دیں گے، شیطان انکے نام سے تھرائے گا۔ کفر کانپے گا۔ توحید کا غلغلہ ہو گا۔ وہ وقت وہی ہو گا جب یہ گھر کھولا جائے گا۔ اس گھر میں حکمت و دانش کی تصویریں ہیں۔ مژدہ ہو اس شخص کو جس نے حکمت اور دانائی قبول کی۔ باطل کو چھوڑا اور حق کو قبول کیا۔

فلیطانوس نے تصویروں کو دیکھ کر اور تختی کی تحریر پڑھ کر نہایت متعجب ہوا۔ اس نے عطلاؤس سے کہا: "اے باپ! میں اچھی طرح اس بات کو جانتا ہوں کہ تم نہایت بزرگ اور عالم و دانا ہو۔ اس تختی میں جو کچھ تم نے پڑھا ہے، اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

عطلاؤس نے کہا: "اے بادشاہ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک شام سے ہرقل اعظم کی حکومت ختم ہو جائیگی، کیونکہ دولت ہرقلیہ کی سطوت و جلادت گذر گئی، اس کی عزت و عظمت کے ستون گر پڑے۔ ملک سوریہ سے رومی سلطنت گئی، اب وہ قسطنطنیہ میں محدود ہو جائیگی۔ میں نے کتاب ارسلاردس یعنی جوہر الحکمت میں پڑھا ہے۔ یہ کتاب ہراس حکیم کی تصنیف کی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب نور یتیم فاران کے پہاڑوں سے روشن ہوگا۔ تو کفر کی تیرگی دور ہو جائیگی، توحید کی روشنی پھیل جائیگی، نبی عربی نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے لوگوں کو دین اسلام میں آنے کی ترغیب دینگے۔ لوگ جوق جوق ان کے مذہب میں داخل ہونگے، انکے صحابی بڑے ہیبت و دبدبے کے ہونگے۔ وہ زمین ایلیاء سے رومی حکومت کا تختہ الٹ دیں گے، سلاطین روم کو ذلیل و خوار کرینگے۔ ان کا نام تمام زمانہ بھر میں مشہور ہو جائے گا۔ ان کا لباس مرقع ہوگا۔ وہ تارک الدنیا ہونگے۔ صلیبیں ان کے خوف سے اوندھی ہو جائینگی، تصویریں الٹ جائیں گی کنیسے برباد ہو جائیں گے۔ قربانگاہیں مٹ جائیں گی۔ اہل معمودیہ پر ذلت و نکبت طاری ہو جائے گی، اور عربوں کی شریعت جو قبول کرے گا اسے عزت ملے گی۔"

فلیطانوس کی آمد

فلیطانوس نے عطاؤس سے کہا: "مجھے ہرقل اعظم کے بطریق خاص اسطولیس نے خصوصی خط لکھ کر بلایا ہے۔ اگر میں نہ جاؤں گا تو بادشاہ اور بطریق دونوں کو ملال اور خیال ہوگا۔ مجھے مسیحی مذہب کی حمایت کیلئے وہاں جانا ضروری ہے۔"

چنانچہ تیس ہزار لشکر علیحدہ کیا گیا۔ فلیطانوس نے اپنے بیٹے اسفیلوس کو رومۃ الکبریٰ میں اپنا قائم مقام بنایا اور بیت الحکمت سے اسکندر یونانی (سکندر اعظم) کا علم نکالا۔ یہ علم چاندی کے عصا پر تھا جس میں سونے سے گنگا جمنی کا کام ہو رہا تھا۔ اور علم کے پھریرے میں موتیوں کی جھالریں لگی ہوئی تھیں، اس علم کو سکندر اعظم نے ارص بلیوس کے شہر لاحات کی فتح کے روز بلند کیا تھا۔ رومی اس علم کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے اسے تبرک کے طور پر نہایت احتیاط سے خزانہ میں رکھا ہوا تھا۔ سال میں دو موقعوں پر ایک عید صلیب کے روز اور دوسرے شعاعیں کے موقعہ پر، ایا صوفیا کے کنیسہ میں بلند کیا جاتا تھا۔ روانگی کے وقت یہ علم فلیطانوس کے سر پر بلند کیا گیا۔ قسوں اور راہبوں نے اس کیلئے دعا مانگی اور وہ تیس ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

جب وہ انطاکیہ کے قریب پہنچا تو ہرقل اعظم نے اس کا استقبال کیا۔ اور اسے باب فارس پر اتارا۔ اس کیلئے شاہی خیمہ نصب کیا گیا۔ وہ اس میں فروکش ہوا۔ فلیطانوس کے آنے کی بڑی خوشی کی گئی، تمام لشکر میں گھنٹے بجائے گئے اور ناقوس

پھونکے گئے، رومیوں نے قسم قسم کے نعرے لگا کر عظیم شور و غل کیا۔ مسلمان ان آوازوں کو سن کر متحیر ہوئے، تھوڑی ہی دیر میں جاسوسوں نے آ کر فلیطانوس کی آمد سے مسلمانوں کو اطلاع دی۔ حضرت ابو عبیدہ نے دونوں ہاتھ دعا کی طرح اٹھا کر کہا "اللھم شتت شملھم و فرق کلمتھم و مرجیوشھم و زلزل اقدامھم و جعل کلمتنا العلیا و کلمتھم السفلی و انصرنا النصر لنبیک یوم الاحزاب اللھم رد کیدھم فی نحورھم و انصرنا علیھم یعنی اے میرے اللہ انکی جمعیت کو پراگندہ کر ان کے کلمے کو جدا کر ان کے لشکر کو ہلاک کر ان کے قدموں کو متزلزل کر اور ہمارے کلمے کو بلند کر، ان کے کلمے کو پست کر اور ہمیں اسی طرح مدد دے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احزاب کے دن مدد دی تھی، اے اللہ ان کا مکر ان کے سینہ پر لوٹا اور ہمیں ان پر مدد دے۔

رسد پر قبضہ

ابو عبیدہ کو خیال ہوا کہ اگر رومی بے روک ٹوک ہرقل اعظم کی مدد کو آتے رہے تو ان کی جمعیت اور بڑھ جائیں گی چنانچہ انہوں نے معاذ بن جبل کو قبائل طے وغیرہ سے تین ہزار سوار دے کر ہدایت کی کہ وہ ساحل دریا پر جا کر اس امر کی کوشش کریں کہ رومی اس طرف نہ آنے پائیں، ساتھ مسلمانوں کی بھی حفاظت و نگرانی رکھیں کہ رومی انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ معاذ بن جبل جبلہ اور لاذقیہ کے حدود میں پہنچے، انہوں نے باب جبلہ پر غسان بن جرہم الغسانی کو جو جبلہ کا ابن عم تھا۔ ایک ہزار سواروں کی معیت میں بے شمار غلہ لاتے ہوئے دیکھا۔ ایک ہزار جانوروں

پر صرف گیہوں لدے ہوئے تھے، یہ غلہ ہرقل اعظم کے بیٹے قسطنطین نے طرابلس عکہ، صور اور بلاد قیساریہ سے فراہم کر کے بھیجا تھا۔ چونکہ لشکر میں غلہ کی کمی ہو گئی تھی اس لئے ہرقل اعظم کی نگاہیں اس کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

معاذ بن جبل نے اچانک حملہ کر دیا۔ رسد کے محافظ مسلمانوں کی صورتیں دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ معاذ یہ رسد لیکر لشکر میں واپس آ گئے۔ مسلمان اس مال غنیمت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، انہوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے، ہرقل اعظم نے سنے، اس نے جاسوسوں کو دریافت حال کے لئے روانہ کیا۔ جاسوسوں نے واپس جا کر رسد پر مسلمانوں کے قبضہ کر لینے کا حال سنایا۔ بادشاہ کو بڑا ہی قلق ہوا۔ اس نے کہا: "اب سوائے جنگ کے کوئی چارہ نہیں۔

فلیطانوس کی کبیدگی

ہرقل اعظم نے تمام لشکر میں تیاری اور آراستگی کا حکم بھیجدیا، ہر بطریق، ہر سردار، ہر حاکم اور ہر بادشاہ تیار ہونے لگا۔ چنانچہ مرعش، رسکیابرس، طرسوس، مصیصہ، انطاکیہ، دماس، ماریہ اور رقصرا جیسے قلعوں اور شہروں کے فرمانروا مع اپنے اپنے لشکروں کے میدان میں نکل آئے، فلیطانوس بھی تیار ہو کر چلا اور ہرقل اعظم کے قریب آکر کھڑا ہو گیا جب ہرقل اعظم فلیطانوس کی طرف متوجہ ہوا تو وہ بادشاہ کی تعظیم کے لئے زمین ہی پر جھک گیا اور بولا: "اے عظیم روم! میں دو سو میل کا فاصلہ کر کے حضرت مسیح کی خوشنودی اور تمہاری رضا جوئی کے لئے آیا ہوں۔ اکثر رومی ملوک اور بطارقہ عربوں سے لڑ چکے ہیں۔ اب ان سے میں لڑنا چاہتا ہوں، مجھے اذن جنگ دو۔

ہرقل اعظم نے اسے خوش کرنے کے خیال سے کہا: اے رومۃ الکبریٰ کے قیصر!

حقیقت یہ ہے کہ تم ہر طرح مجھ سے افضل و برتر ہو۔ نسبت میں، سلطنت میں، جلالت میں دبدبہ میں، یہ سب اس عزت کے قابل نہیں ہیں کہ تم جیسا بادشاہ انکے مقابلہ کو نکلے

فلیطانوس :- اے شہنشاہ! اب ہمارے لئے کون سا دبدبہ باقی رہ گیا ہے۔ عربوں نے ہمیں سبک سر کر دیا ہے اور بزرگوں کو ذلیل و خوار کیا ہے۔ جہاد ہر چھوٹے بڑے پر فرض ہے۔ بادشاہ اور عام لوگ اس میں برابر ہیں۔ اے بادشاہ تم نے غالباً سنا ہوگا کہ جو شخص دنیا کو محبت کی نظر سے دیکھے گا۔ اس کی رگ رگ میں دنیا کی محبت سما جائے گی۔ وہ آخرت کو طلب نہ کر سکے گا۔ اور اس کی عقبیٰ خراب ہوگی لیکن جو اللہ کی رضا مندی کی طرف دوڑے گا۔ اسے دنیا بھی ملے گی اور آخرت بھی حقیقت یہ ہے کہ ہم عیسائیوں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے، اس میں اپنی خواہشوں کے مطابق بہت کچھ تغیر تبدل کر لیا ہے خدا کو بھول گئے ہیں حضرت مسیح کے احکام کو بھول گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ذلیل و خوار ہو گئے، اور ایسے ذلیل ہوئے کہ عرب جیسے محتاج ہم پر حاوی ہو گئے انہوں نے ہمارے شہروں اور ملکوں پر قبضہ کر لیا، ہمیں ہمارے وطنوں سے نکال دیا۔ ہماری دولت کے مالک بن گئے، ہماری عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنا لیا۔ بات یہ ہے کہ ہم نے بھی تو خدا کی نافرمانی کی انتہا کر دی۔ بڑے چھوٹوں پر ظلم کرنے لگے حاکموں نے رعیت کے جان و مال اپنے لئے حلال سمجھ لئے، زنا کا رواج عام ہو گیا، شرابخوری اسقدر بڑھ گئی کہ لوگ پانی کے بجائے شراب پینے لگے۔ پھر خدا کیوں ناخوش نہ ہوگا۔

ہرقل اعظم کے ایک مصاحب خاص نے چلا کر کہا "اے فلیطانوس! بادشاہ پر بار نہ ڈالو۔ وہ ان باتوں کو خود بھی سمجھتے ہیں۔"

فلیطانوس نے ہرقل اعظم کی طرف اس خیال سے دیکھا کہ شاید وہ اپنے مصاحب کو ڈانٹے گا کیونکہ جبکہ دو بادشاہ باتیں کر رہے تھے اس کا دخل در معقولات کرنا تہذیب و شائستگی اور آئینی دربار کے خلاف تھا۔ لیکن ہرقل اعظم نے مصاحب کو کچھ نہ کہا۔ فلیطانوس اس سے کبیدہ خاطر ہو گیا۔

فلیطانوس کا ارادہ

فلیطانوس نے دن چھپتے ہی اپنے ان ندیموں، مصاحبوں اور خیر خواہوں کو بلایا جو اس کے وفادار و جاں نثار تھے، اس کے پسینہ کی جگہ خون گرانے کو تیار رہتے تھے۔ اس نے ان سے کہا تم نے دیکھا عوام کی جرأت کسقدر بڑھ گئی ہے، نہ مرتبہ کا لحاظ، نہ حکومت کا پاس، تم سب اس امر کو جانتے ہو کہ نسب میں، عزت میں حکومت میں، فخر میں ہرقل اعظم سے میں بڑھا ہوا ہوں، لیکن ہرقل اعظم کے حاجب نے مجھے ڈانٹا اور جھڑکا، تمہیں کیسے یہ بات گوارا ہوئی میں نے غلطی کی کہ یہاں آیا۔ اسلیس حکیم نے کہا ہے کہ "مغرور کے پاس نہ جاورنہ ذلیل ہو گا۔ اور غیر مستحق کے ساتھ نیکی نہ کرورنہ وہ تیرے ساتھ برائی کرے گا۔ تو بادشاہ کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے وہ تجھے احمق سمجھے گا۔ تو اپنے ناکارہ دوست کی تعریف نہ کر وہ اپنے خواہش نفس کی وجہ سے تجھے ایذا پہنچانے میں کمی نہ کرے گا۔" یہ باتیں کسقدر صحیح ہوئی ہیں، ہم دو سو میل چلکر بادشاہ کی مدد کیلئے آئے لیکن اس تکلیف کا یہ معاوضہ ملا کہ کم حیثیت سمجھ کر ڈانٹا گیا اس واقعہ سے میری آنکھیں کھل گئی ہیں، ہماری قوم میں اخلاق اور مروت بھی باقی نہیں رہے، عرب جو بڑے بداخلاق اور بےمروت تھے اب خوش اخلاق اور بامروت ہو گئے ہیں، میں نے قصد کیا ہے کہ عربوں کے

پاس جاکر انکا مذہب اختیار کروں اور ان کے دین کی مدد کر کے خدا کی رضامندی حاصل کروں۔ تم نے عطاؤس کے کلمات سنے تھے وہ اسلام کو اچھا مذہب بتاتا تھا۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ حق عربوں کے ساتھ ہے، جو ان کی شریعت میں داخل ہو جائیگا، اسے کوئی خوف باقی نہیں رہے گا۔ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟"

ان لوگوں نے عرض کیا: اے بادشاہ! تم اس بات کو کیسے گوارا کرو گے کہ عزت و عظمت کو چھوڑ ذلت اختیار کرو۔ عربوں میں نہ کوئی بزرگی ہے نہ حکمت۔ ان کا مذہب اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہو گا؟"

فلیطانوس:۔ آج ان کی برابر حکمت، عزت اور عظمت دوسروں کے پاس نہیں ہے، نور توحید نے ان کی عقلوں کو روشن کر دیا ہے، عالم الغیوب ان پر مہربان ہو گیا ہے عزت و عظمت کا ٹھکانا بھی ان کے ساتھ ہی ہو گیا ہے۔ دنیا اور عقبیٰ کی عزت انہیں حاصل ہو گئی ہے۔

مصاحبوں نے عرض کیا: جب تم نے سب کچھ سوچ سمجھ لیا ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

فلیطانوس:۔ میں تم پر زور نہیں دیتا۔ لیکن میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ عربوں کے پاس جاکر مسلمان ہو جاؤنگا۔

مصاحب:۔ ہم سب بھی مسلمان ہو جائیں گے۔

فلیطانوس:۔ تب تم تیار رہو جاؤ۔ جب کچھ رات گذر یگی اور لشکر کے طلیعہ اٹھ کھڑے ہونگے، میں بھی اپنے لشکر سے کر اس طرح چلوں گا جیسے لشکر کی حفاظت کر رہا ہوں اور گھومتا ہوا عربوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

فلیطانوس کی یوقنا سے ملاقات

مصاحب فلیطانوس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔

فلیطانوس نے بھی تیاری شروع کی، کچھ دیر کے بعد یوقنا وہاں آئے۔ انہیں ہرقل اعظم نے بھیجا تھا۔ فلیطانوس نے ان سے دریافت کیا: "تم کون ہو؟"

انہوں نے جواب دیا: "میں یوقنا ہوں۔ حلب کا بادشاہ"

فلیطانوس:- "تمہارا ملک عربوں نے کیسے لے لیا"

یوقنا نے تمام کیفیت بیان کی۔ لیکن اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہیں کیا۔ فلیطانوس نے کہا: "میں نے سنا تھا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو؟"

یوقنا:- "بیشک میں مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر اپنے مذہب اور اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ آیا"

فلیطانوس:- "تم نے مسلمانوں کو کیسا پایا؟"

یوقنا:- "اے بادشاہ! حقیقت یہ ہے کہ میں نے عربوں کو حق پر پایا۔ انہوں نے باطل کو چھوڑ دیا ہے۔ دنیا کی عزت و عظمت کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ دولت کو برا جانتے ہیں۔ خدا کی رضامندی کو سب پر مقدم سمجھتے ہیں۔ وہ رات کو بہت کم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر عبادت و ریاضت کرتے رہتے ہیں۔ بڑے عادل و منصف ہیں۔ مظلوم کی حمایت کرتے اور ظالم سے اس کا حق دلاتے ہیں۔ ان کے دولت مند محتاجوں کی حاجت برآری کرتے ہیں۔ بزرگ اور کم رتبہ ان کے نزدیک امر حق میں سب برابر ہیں۔"

فلیطانوس:- "جب یہ بات تھی تو تم نے کیوں ان کا مذہب چھوڑ دیا؟"

یوقنا:۔ میں اپنی قوم کی محبت نہ چھوڑ سکا۔"

فلیطانوس:۔ تعجب ہے تمہاری عقل نے مذہب کی روشنی حاصل کی، تم اعلیٰ علیین کی طرف چلے اور پھر تاریکی کے گڑھے میں آ پڑے۔"

یوقنا وہاں سے چلے آئے، انہیں خیال ہوا کہ فلیطانوس اسلام کو اچھا سمجھنے لگاہے۔ عجب نہیں کہ وہ مسلمانوں کے پاس چلا جائے۔ وہ ہرقل اعظم کے پاس ہو کر پھر فلیطانوس کے پاس آئے۔ اسوقت فلیطانوس گھوڑے پر سوار ہو گئے انہوں نے یوقنا سے کہا:۔ اے دمشقی! جو حق کی تلاش کرتا ہے، اسے ملتا ہے اور جو باطل کے پیچھے رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے۔"

یوقنا:۔ اے بادشاہ اس کا کیا مطلب ہے؟"

فلیطانوس:۔ تم حق کو دیکھ کر اور پہچان کر باطل کی طرف لوٹ آئے، تمہیں دنیا کی محبت اور دنیا طلبی نے باطل پرستی کی طرف لوٹا دیا۔ تم نے اس نعمت کو چھوڑ دیا جو عروج پر لیجاتی اور اس زوال کو اختیار کیا جو پستی اور عذاب کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔"

یوقنا خاموش ہو کر چلے آئے اور اپنے ان دوسو آدمیوں کو ساتھ لے کر جو ان کے ہمراہ رہتے تھے مسلمانوں کے لشکر کی راہ میں آ کھڑے ہوئے۔

فلیطانوس اپنے ساتھ ان چار ہزار معتقدوں کو ساتھ لیکر جو مسلمان ہونے کو تیار تھے، چلے اور رومی لشکر سے نکل کر اسلامی لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ دفعتہً یوقنا معہ اپنے دوسو ساتھیوں کے ان کے سامنے آئے اور کہا:۔ کیا تم مسلمانوں پر شبخون مارنے جاتے ہو؟"

فلیطانوس :۔ خدا کی قسم نہیں۔ میں ان کے پاس ان کے مذہب میں داخل ہونے کے لئے جا رہا ہوں جو شخص دنیا کو حقیر و مردار سمجھے گا وہ آخرت کو اختیار کریگا تم ذی عقل ہو کیوں میری موافقت نہیں کرتے، میرے ساتھ چل کر مسلمان نہیں ہو جاتے

یوقنا :۔ اے ملک علام! خدا کی قسم تمہیں کھینچنے والے نے اپنی طرف کھینچ لیا

اس کے بعد یوقنا نے وہ حال بھی سنا دیا جو ابھی تک نہیں سنایا تھا یعنی کسطرح وہ مسلمان ہوئے، کیسے اعزاز میں پہنچے اور اب کس ارادہ سے انطاکیہ میں آئے ہیں انہوں نے آخر میں کہا: "میں اس لئے یہاں آیا ہوں تاکہ مسلمانوں کی مدد کروں"

فلیطانوس :۔ لیکن تم مسلمانوں کی مدد کسطرح کرو گے، تمہارے ساتھ جمعیت ہی کسقدر ہے؟

یوقنا :۔ میرے ساتھ کل دو سو آدمی ہیں۔ مگر شہر میں دو سو صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ بیس ہزار رومیوں کیلئے کافی ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے مقام پر واپس جاؤ۔ میں کسی شخص کو مسلمانوں کے سردار ابو عبیدہؓ کے پاس بھیجونگا اور انہیں تمہارے واقعہ کی اطلاع دیکر اس راستہ سے حملہ کرنے کیلئے کہونگا جو میں نے تجویز کیا ہے، جب کل کا دن ہوگا اور لشکر صف بستہ ہو جائیں گے تب تم اچانک ہرقل اعظم کو گرفتار کر لینا۔ اسیوقت میں دو سو مسلمانوں کو رہا کر دونگا۔ وہ شہر پر قبضہ کر لیں گے، ادھر مسلمان حملہ آور ہو کر رومیوں کو بھگا دیں گے۔ اور اگر تم مسلمانوں کی مدد کرنا نہ چاہو تو واپس چلے جاؤ، تمہارا معاملہ پوشیدہ رہے گا"

فلیطانوس :۔ میرے دل میں اسلام نے گھر کر لیا ہے۔ میں خدا کی خوشنودی کے لئے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتا ہوں، میں ضرور مسلمانوں کی مدد کرونگا اور فتحیابی کے بعد بیت المقدس میں رہا کروں گا۔ لیکن تمہارا یہ پیغام عربوں کے پاس

کو لئے جائیگا۔

یوقنا۔ بعض حلب کے لوگ جاسوسی پر مامور ہیں، میں ان میں سے کسی کو بھیجوں گا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا خواب

ابھی یہ دونوں گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ایک پیر مرد بڑھ کر ان کے پاس آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ ان کا نام عمرو بن امیۃ الضمیری تھا انہوں نے یوقنا سے مخاطب ہو کر کہا "ہمارے سردار ابو عبیدہ نے تمہیں سلام کہا ہے اور کہاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خواب میں بتایا ہے کہ دومۃ الکبریٰ کا بادشاہ مسلمان ہونے کیلئے تیار ہوگیا ہے، انہوں نے اپنے معتمدوں سے یہ گفتگو کی ہے اور کل انشاء اللہ الطاکیہ فتح ہو جائے گا"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ابو عبیدہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا یا ابا عبیدۃ ابشر برضوان اللہ ورحمتہ وغداً تفتح المدینۃ صلحاً علی یدیک وان صاحب دومۃ الکبریٰ قد جری من امرہ مع یوقنا کذا وکذا وھم بالقرب من جیشک فنفذ الیھم بانجاز الامر یعنی اے ابو عبیدہ بشارت ہو۔ کل یہ شہر تمہارے ہاتھوں پر از روئے صلح کے فتح ہو جائے گا۔ دومۃ الکبریٰ کے بادشاہ اور یوقنا میں یہ گفتگو ہوئی ہے۔ وہ لوگ تمہارے لشکر کے قریب ہیں تم انہیں کام کرنے کا حکم بھیجو۔"

ابو عبیدہ نے بیدار ہوتے ہی حضرت خالد سے اپنا خواب بیان کیا اور

عمرو بن امیۃ الضمیری کو یوقنا کے پاس روانہ کیا۔ جب فلیطانوس نے یہ باتیں عمرو سے سنیں تو انہوں نے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی مذہب سچا ہے۔" وہ یوقنا کے کہنے کے بموجب گشت کرتے ہوئے واپس لوٹے۔

مسلمانوں کی رہائی

یوقنا تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ انہوں نے مشعلوں کی روشنی میں ایک حاجب کو مسلمان قیدیوں کو لاتے ہوئے دیکھا۔ حضرت ضرار اور رفاعہ بن زبیر سب سے آگے تھے۔ یوقنا نے بڑھ کر حاجب سے دریافت کیا: "ان قیدیوں کو کہاں لیجا رہے ہو؟"

حاجب نے جواب دیا: "بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں قتل کر کے صبح کو ان کے سر مسلمانوں کی طرف پھینکدیے جائیں۔"

یوقنا: "مگر صبح یقیناً جنگ ہوگی۔ کوئی نہیں جانتا کہ لڑائی کا انجام کیا ہوگا۔ بہت ممکن ہے ہمارے بطارقہ میں سے بعض بطریق پکڑے جائیں۔ اگر آج ہم مسلمانوں کو مار ڈالیں گے تو کل مسلمان ہمارے آدمیوں کو قتل کر دینگے۔ مناسب یہ ہے کہ تا اختتامِ جنگ انہیں قید رکھا جائے۔ تم میری طرف سے جا کر بادشاہ سے یہ عرض کر دو۔"

حاجب گیا۔ اس نے بادشاہ سے یوقنا کی درخواست عرض کی۔ بادشاہ نے قبول کر کے حکم دیا کہ: "قیدی دمشق یوقنا کے حوالہ کر دو۔"

حاجب نے واپس آ کر قیدی یوقنا کے حوالہ کر کے بادشاہ کا حکم سنا دیا۔

یوقنا قیدیوں کو لیکر اپنی قیام گاہ کی طرف چلے۔ انہیں اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ شہر فتح کر لینے کی تجویز پوری نہ ہو سکی کیونکہ قیدی شہر سے باہر آ چکے تھے۔ یوقنا کا منشا یہ تھی کہ قیدی شہر میں رہتے، وہ وہیں انہیں رہا کر دیتے اور یہ مسلمان شہر پر قبضہ کر لیتے

یوقنا نے اپنی قیام گاہ پر پہنچکر مسلمانوں کو رہا کر دیا۔ انہیں ہتھیار دیدیے۔ اس خوف سے کہ کہیں ان کی موجودگی ظاہر نہ ہو جائے انہیں ایک جگہ نہیں رکھا بلکہ انہیں یگانوں کے خیموں پر بھیجدیا۔ ان کے عزیز و قریب دو سو تھے اور دو سو ہی مسلمان تھے۔ ہر ایک کے پاس ایک ایک مسلمان کو بھیجدیا۔

ہرقل اعظم کا فرار

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مسلمان قیدیوں کے قتل کرنے کا حکم ہرقل اعظم نے نہیں دیا تھا۔ وہ تو فرار ہو چکا تھا۔ اس کے غلام بالیس بن ربوک نے یہ حکم دیا تھا۔

ہرقل کے فرار کی یہ وجہ ہوئی کہ اسے پورا یقین تھا کہ مسلمان فتحیاب ہونگے اسی وجہ سے اس نے وہاں سے بھاگنے کا پورا انتظام کر لیا تھا۔ جہازوں میں اپنا خزانہ اور قیمتی مال و اسباب لاد دیا تھا اور ایک جہاز اپنے اور شاہی خاندان والوں کے لئے مخصوص کر لیا تھا۔"

اسی رات کو جس رات فلیطانوس نے مسلمانوں کے لشکر میں جانے کا قصد کیا تھا ہرقل اعظم نے خواب دیکھا کہ وہ یعنی ہرقل اعظم تخت پر بیٹھا ہے۔ ایک شخص آسمان سے اترا اور اسے مع تخت کے اس طرح الٹ دیا کہ اس کے سر سے تاج گر پڑا اس شخص نے پکار کر کہا "وہ ہو ملک سوریہ سے تیری حکومت جاتی رہی۔ اس سرزمین سے ظلم اور سختی دور ہو گئے۔ اہل اتفاق کا مذہب آ گیا۔" پھر اس نے رومی لشکر کی طرف پھونک ماری تمام لشکر میں آگ لگ گئی۔ یہ خواب دیکھتے ہی ہرقل اعظم بیدار ہو گیا۔ ور ڈر گیا۔ اس نے اپنی بیٹی بیوی اور دوسری عورتوں کو جہاز پر سوار ہونے

کیلئے بھیجدیا۔ اور اپنے غلام بالیس بن ریبوس کو بلا کر کہا: "میں ان عربوں کے ساتھ مکروفریب کرنا چاہتا ہوں، تم میرا لباس اور تاج پہنکر میری قائم مقامی کرو۔"

ہر بیس ہرقل اعظم کے بہت مشابہ تھا۔ اس نے شاہی لباس پہن کر پٹکا باندھا اور تاج اوڑھ لیا۔ ہرقل اعظم وہاں سے سیدھا جہاز میں آیا اور بیٹھ کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوگیا

بالیس نے مسلمان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اسی کے حکم سے انطاکیہ سے قیدی نکالے گئے اور پھر یوقنا کے سپرد کیے گئے۔

ہرقل اعظم کا قبول اسلام

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ہرقل اعظم انطاکیہ سے روانہ ہونے سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا۔ بات یہ ہوئی کہ اس کے سر میں درد رہتا تھا۔ اس نے ہر چند علاج کیے لیکن فائدہ نہ ہوا۔ تب اسنے خفیہ طور پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو خط لکھا۔ کہ "میرے سر میں ہر وقت درد رہتا ہے۔ میں نے بڑے بڑے اطباء سے علاج کرالیا۔ کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر تم کوئی دوا جانتے ہو تو بھیجدو۔"

حضرت عمر نے اس کے لئے ایک ٹوپی بھیجدی تھی اور لکھا تھا "جب تک تم یہ ٹوپی اوڑھے رہوگے انشاء اللہ اس وقت تک درد نہ ہوگا۔"

ہرقل اعظم نے ٹوپی اوڑھ لی اسی وقت درد جاتا رہا اور جب ٹوپی اتاری درد پھر شروع ہوگیا۔ پھر اوڑھ لی پھر جاتا رہا۔ اسے سخت تعجب ہوا۔ اس نے ٹوپی کو ادھیڑ کر دیکھا۔ اس میں بخط جلی لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرقل اعظم نے کہا قسم ہے خدا کی کیسا اچھا دین ہے، بیشک یہ خدا کا کلام ہے، اسی کی یہ برکت ہے

کہ ٹوپی اوڑھنے سے میرے سر کا درد جاتا رہتا ہے :
چنانچہ وہ خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا۔

فتح عظیم

اگلے روز رومی لشکر میدان میں نکلا، مسلمان بھی سوار ہو کر آگے بڑھے حضرت خالد بن الولید نے سب سے پہلے مع لشکر زحف کے حملہ کیا۔ رومی لشکر میلوں کی دوری میں پھیلا ہوا تھا۔ یوقنا مع اپنے یگانوں اور مسلمانوں کے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ خلیطانوس مع اپنے لشکر کے ہرقل اعظم کے پاس جا پہنچے۔ جوں ہی حضرت خالد حملہ آور ہوئے، رومیوں نے پر زور جنگ شروع کر دی۔ حضرت خالد کے بعد سعید بن عمرو بن نفیل العدوی نے حملہ کیا۔ ان کے بعد ربیعہ بن قیس بن ہبیرہ نے ان کے بعد ربیعہ بن مسروق العبسی نے ان کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے ان کے بعد ذوالکلاع الحمیری نے حملہ کیا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس کے بیٹے فضل نے بڑے جوش سے حملہ کیا۔ سب کے بعد حضرت ابو عبیدہ مع تمام لشکر کے حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں کے حملہ نے تمام رومی لشکر میں جنبش پیدا کر دی تلواریں چمکنے لگیں، سر اور دھڑ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔

جب جنگ کی چنگاری بھڑک کر شعلہ بن گئی تو یوقنا نے بھی مع اپنے ہمراہیوں کے حملہ کر دیا۔ اسی وقت ضرار بن الازور اور ان کے دو سو ہمراہی بھی حملہ آور ہوئے۔ چونکہ وہ رومیوں کے لشکر کے قلب میں تھے، اسلئے وہاں بھی جنگ شروع ہو گئی

ضرار بن الازور نے تلوار سے لڑائی شروع کی۔ وہ نہایت بہادری اور بڑی پھرتی سے حملے کرتے تھے اور جب کسی رومی کو مار ڈالتے تھے تو پکار کر کہتے تھے۔

وَانَا ضرارؓ یعنی یہ ضرار کے بدلے میں ہے،" کچھ وقفہ کے بعد انہوں نے نیزہ نکال لیا۔ اور اس سے حملے کرنے لگے۔ وہ اپنی جمعیت کو لے کر عرب متنصرہ کی طرف بڑھے ان کا ارادہ جبلہ اور اس کے بیٹے ایہم کو مار ڈالنے کا تھا۔ رفیعہ بن زہیر انکے ساتھ تھے۔ انہوں نے مسلمانوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے کہا: "احملوا وایاکم ان تفشلوا واعلموا ان الجنۃ الخ یعنی "حملہ کرو اور احتیاط کرو خوف اور بددلی نہ کرو۔ خوب جان لو کہ بہشت آراستہ کی گئی ہے۔ حوروں اور غلمانوں نے زینت کرلی ہے، اے جوانمردانِ عرب! حوروں کا مہر جانبازی ہے، جہاد کرو حوروں کو حاصل کرلو گے، بہشت تمہاری قیام گاہ ہوگی۔ وہ بہشت جس میں پرفضا باغیچے ہوں گے، مکلف فرش ہونگے۔ حوریں اور غلمان ہونگے اور بدر اور حنین کے شہیدوں کی ہمنشینی ہوگی۔"

مسلمانوں میں نیا جوش اور نیا جذبہ پیدا ہوا، انہوں نے پرزور حملے شروع کردیئے، رومیوں میں قتل عظیم واقع ہوا۔ ضرار بن الازور حملے کرکے رومیوں کو قتل کر رہے تھے۔ دفعتہً وہ ایک سوار سے ملے جو رومی صفوں کو درہم برہم کرتا چلا آرہا تھا جب وہ کسی رومی کو قتل کرتا تو پکار کر کہتا: "وانا اخت ضرار"، حضرت ضرار نے غور سے اس سوار کو دیکھا۔ وہ ایک چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ انہوں نے پہچان لیا۔ وہ ان کی بہن خولہ تھیں۔ انہوں نے پکار کر کہا

اے بنت ازور! خوب جہاد کیا تم نے، میں تمہارا بھائی ضرار ہوں۔"

خولہ نے انہیں سلام کیا اور کچھ کلام کرنا چاہا۔ ضرار نے کہا: "خولہ! تم مجھ سے الگ رہو اور اس وقت باتیں نہ کرو کیونکہ تم سے باتیں کرنے سے زیادہ محبوب

مرغوب مجھے ان کافروں کا قتل کرنا ہے، تم میرے ساتھ مل کر جہاد کرو۔ اپنا گھوڑا میرے گھوڑے سے اور اپنا نیزہ میرے نیزہ سے ملا دو۔ قتل و خونریزی میں کوشش کرو اگر ہم میں سے کوئی شہید ہو جائے گا تو قیامت کے روز نزدیک حوض (کوثر) سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے ملے گا وہی ہماری تمہاری وعدہ گاہ ہے"۔

ضرار اور خولہ دونوں نے پرجوش حملہ کیا۔ دونوں بہادری کے ساتھ رومیوں پر حملہ کرتے تھے اور ہر حملہ میں ایک دو رومیوں کو مار ڈالتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک عظیم شور بلند ہوا۔ رومی اپنی پشت کی طرف لوٹ کر بھاگ نکلے وجہ یہ ہوئی کہ جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے، خونریزی شروع ہو گئی۔ صفیں درہم برہم ہو گئیں تو فلیطانوس نے بالیس کو جسے وہ ہرقل اعظم سمجھ رہے تھے گرفتار کر لیا۔ اسی وقت کسی نے پکار کر کہا "اوندھی ہو گئی صلیب، رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ فلیطانوس نے ہرقل اعظم کو گرفتار کر لیا"۔

اس آواز کے سنتے ہی رومی بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے جھپٹ کر انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ خوب تیغ زنی کی، اتنے رومی مارے کہ اس قدر اجنادین یا یرموک کے مقام پر ہی مارے گئے، بارہ ہزار تو عرب متنصرہ قتل ہوئے ستر ہزار رومی مارے گئے اور بیس ہزار گرفتار کر لئے گئے۔

مسلمانوں نے جبلہ اور اس کے بیٹے ایہم کو تلاش کیا۔ وہ دونوں نہ ملے معلوم ہوا پانچسو رئیسوں کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے۔ ان میں عرطفہ بن عصمہ۔ عروہ بن وائق، مرہف بن واقد اور رجام بن سالم جیسے معزز اور رئیس لوگ بھی تھے۔ وہ یورپ کی طرف چلے گئے، کہا جاتا ہے امرنجی انہی کی نسل سے ہیں۔

رومی ہزیمت اٹھا کر کچھ انطاکیہ میں جا گھسے۔ کچھ ہرقل اعظم کے بیٹے کے پاس قیساریہ چلے گئے اور کچھ ساحلِ دریا کی طرف بھاگ گئے۔

فلیطانوس کا قبول اسلام

مسلمانوں نے ابو عبیدہ کے سامنے مال غنیمت اور قیدی لا کر جمع کئے۔ وہ دیکھ کر خوش ہوئے، انہوں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اسی وقت ضرار اور ان کے دو سو ساتھی آئے، مسلمانوں نے خوش ہو کر ان کا استقبال کیا۔ انہیں ان کی رہائی پر مبارک باد دی، تھوڑی ہی دیر کے بعد یوقنا بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے آئے۔ ان کا بھی خیر مقدم کیا گیا۔ ابو عبیدہ، خالد بن الولید اور دوسرے معزز مسلمانوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اسی وقت معلوم ہوا کہ فلیطانوس اپنے لشکر کے ساتھ آرہے ہیں حضرت ابو عبیدہ معہ فوج کے ان کے استقبال کو چلے۔ پاس جا کر ان کا شاندار استقبال کیا۔ صحابۂ کبار نے انہیں سلام کیا۔ ان کی مزاج پرسی کی، فلیطانوس کو ان کی صفات اس قدر پسند آئیں کہ انہوں نے بیساختہ کہا "خدا کی قسم! یہ وہی قوم ہے جس کی بشارت حضرت مسیح نے دی تھی" وہ مسلمان ہو گئے۔ ان کے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے۔

بالیس کا قتل

فلیطانوس نے بالیس کو ابو عبیدہ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے بتایا کہ ہرقل اعظم رات بھاگ گیا اور وہ اس کا غلام بالیس ہے۔ ابو عبیدہ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے انکار کیا۔ اسے قتل کر دیا گیا۔

انطاکیہ کی فتح

ابو عبیدہ بن الجراح معہ لشکر انطاکیہ کے قریب پہنچے، انہوں نے دیکھا کہ قلعہ نہایت مضبوط، لمبا اور وسیع ہے اور اس میں انسانوں کی اس قدر کثرت ہے کہ تمام فصیل رومیوں سے بھری پڑی ہے۔ ابو عبیدہ کو اس کا فتح کرنا بڑا دشوار معلوم ہوا۔ انہوں نے دعا مانگی "اللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا اِلَیْھِمْ سَبِیْلاً وَّافْتَحْ لَنَا فَتْحًا مُّبِیْنًا" یعنی "یا اللہ تو ہمارے لئے انکی طرف راہ کر اور ہمیں فتح روشن عطا فرما۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ہرقل اعظم نے انطاکیہ کا حاکم صلب بن قطس کو مقرر کیا تھا۔ اس کا ارادہ لڑنے کا تھا مگر جب مسلمان قلعہ کے سامنے آئے تو شہر کے معززاور رئیس جمع ہو کر بطریق صلب بن قطس کے پاس پہنچے اور انہوں نے کہا "اب تو کس لئے لڑتا ہے؟ بادشاہ بھاگ گیا۔ بادشاہ کے حامی شکست کھا گئے، لڑ کر شہر کو کیوں برباد کرتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس جا کر ان سے مصالحہ کرلے۔" صلب مجبور ہو کر مسلمانوں کے پاس آیا اور ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مصالحہ کی درخواست کی۔ گفت و شنید کے بعد تین لاکھ دینار پر صلح قرار پا گئی۔ ابو عبیدہ نے کہا "ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم بیوفائی اور بد عہدی نہ کرو۔ اس بات پر نہ بھول جاؤ کہ تمہارا شہر مضبوط ہے پہاڑوں میں واقع ہے۔ اس لئے ہم تم سے وفائے عہد کی قسم لیں گے۔"

بطریق تیار ہو گیا۔ یوقنا نے مسیحوں کے مطابق عہد لیا۔ اور جو یوقنا کہتے جاتے تھے ان کی تکرار بطریق کرتا جاتا تھا۔ یوقنا نے اپنے ہاتھ بطریق کے ہاتھ

پہ کہا اور کہا کہ واللہ واللہ چالیس مرتبہ: بطریق نے واللہ واللہ چالیس
مرتبہ کہا۔ اب یوقنا نے کہلایا: میں خدا اور حضرت مسیح کی قسم کھاتا ہوں کہ بدعہدی
نہ کروں گا۔ کبھی مسلمانوں کی مخالفت نہ کرونگا۔ مسلمانوں کے دشمنوں سے کوئی
سازباز نہ رکھوں گا۔ انہیں مدد دونگا۔ ہمیشہ مسلمانوں کی خیرخواہی کرونگا۔ اگر
میں مسلمانوں کے ساتھ بیوفائی اور بدعہدی کروں تو اپنی زنار کو کاٹ ڈالوں، صلیب
کو توڑ ڈالوں۔ مجھ پر شماسہ اور دیر کے لوگ لعنت کریں۔ میں دین نصرانیہ کا مخالف بن
جاؤں۔ بار معمودیہ میں اونٹ کو ذبح کروں۔ اور معمودیہ کے مقدس پانی کو لڑکے
کے پیشاب سے گندہ کروں۔ حضرت مریم کو زانیہ سمجھوں اور ان کے کپڑوں کو پھاڑ
ڈالوں۔ قسوس کو ذبح کروں اور ان کے خون سے دلھن کے کپڑے رنگوں۔ میں
مذبح میں زعفران کو رکھوں اور انجیل کو جھوٹا جانوں اور مذبح میں یہودیہ عورت کے
حیض کے خون کو رکھوں۔ کنیسہ کے قندیلوں کو بجھادوں، یہودیہ حائضہ کے ساتھ
اپنا بیاہ کروں، میں کنیسوں اور دیروں کو کھود ڈالوں۔ لاہوت کی عبادت
کروں اور ناموس سے انکار کر جاؤں۔ عید شعانین میں اونٹ کا گوشت کھاؤں
رمضان کے روزے پیاسا رہ کر رکھوں، یہود کے کپڑے پر نماز پڑھوں۔ اور
عیسےٰ کو جبرئیل بنانے والا سمجھوں۔ خدا مجھے توفیق دے کہ میں بدعہدی کرکے گنہگار نہ
بنوں۔

عہدنامہ کی تکمیل کے بعد حضرت ابوعبیدہ مع لشکر کے انطاکیہ میں داخل
ہونے کے لئے چلے۔ ان کے سامنے وہ علم تھا جسے حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے
لئے بنایا تھا۔ انکے دائیں جانب خالد بن الولید اور بائیں جانب میسرہ بن مسروق

تھے۔ ایک قاری ساتھ تھے جو سورہ فتح کی تلاوت کرتے جاتے تھے۔ وہ باب الخان پر جاکر اترے۔ وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ جو اب تک موجود ہے۔

شہر انطاکیہ بڑا ہی خوبصورت تھا۔ اس کی سڑکیں مصفا تھیں۔ بازار اچھے تھے۔ متعدد باغیچے اور پارک تھے۔ شفاف پانی کی نہریں جاری تھیں۔ لذیذ پھلوں کی بہتات تھی اور ان سب پر طرہ وہاں کی حسین عورتیں اور مہ جمال لڑکیاں تھیں۔ ان کا حسن اس قدر سحر طراز اور ادائیں ایسی دلکش تھیں کہ زاہد صد سالہ بھی انہیں دیکھ کر ان پر مفتون ہوئے بغیر نہ رہتا۔ وہ بے حجابانہ سڑکوں بازاروں اور پارکوں میں پھرتی رہتی تھیں۔

ابو عبیدہ وہاں تین روز رہے۔ مسلمانوں کی تمنا تو یہ تھی کہ ایسی جنت مثال شہر میں کم سے کم ایک مہینہ تو رہتے لیکن ابو عبیدہ کو خوف ہوا کہ کہیں مسلمان حسینان روم کی زلفوں کے اسیر نہ ہو جائیں اور دنیا کی زینت کو پسند نہ کرنے لگیں۔ اس لئے وہ شہر سے باہر چلے گئے اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے ابو عبیدہ بن الجراح عامل ملک شام کی طرف سے۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اس نے ہمیں فتح عظیم عطا کی۔ یا امیر المومنین! مژدہ ہو کہ اللہ تعالٰے نے مسلمانوں کی مدد کی اور مسلمان دارالسلطنت روحیہ پر جو نہایت خوبصورت اور جنت مثال ہے جس کا نام انطاکیہ ہے۔ قابض ہو گئے۔ رومیوں کا لشکر توڑ ڈالا گیا۔ ہرقل اعظم دریا کے راستہ سے کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ

گیا۔ یں اتنا کیہ یں زیادہ عرصہ تک اس خوف سے نہ ٹھیرا کہ کہیں مسلمان اسکی نزہت و خوبصورتی، پاکیزگی اور خوشنمائی کے گرویدہ نہ ہو جائیں اس لئے یں حلب کو واپس لوٹ رہا ہوں۔ اور وہیں آپ کے حکم کا انتظار کرونگا۔ اگر تم مجھے پہاڑوں اور دروں یں داخل ہونے کا حکم دو گے تو یں انتہائی حد تک جاؤنگا اور اگر ٹھیرنے کا حکم دوگے تو ٹھیرا رہونگا

یا امیر المومنین ایک یہ امر بھی گوش گذار کرنا ہے کہ رومی عورتیں اور لڑکیاں نہایت خوبصورت ہوتی ہیں۔ سفید و سرخ رنگ والی۔ مسلمان رومن عورتوں سے نکاح کرنا چاہتے تھے، لیکن یں نے انہیں روک دیا اور ہدایت کر دی کہ جبتک امیر المومنین کا حکم اس بارہ یں نہ آجائے وہ نکاح نہ کریں۔ پس تم جلد جواب دو۔ سلام ہو تم پر اور مسلمانوں پر والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ"

خوشخبری

ابو عبیدہ بن الجراح نے خط لپیٹ کر اس پر مہر لگائی، اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا:" یہ خط کون امیر المومنین کے پاس لیجائے گا۔ اللہ تعالٰے اسے اجر عطا کریں گے"

زید بن وہب نے جو عمرو بن سعید کے غلام تھے جلدی سے کہا:" یں لیجاؤنگا یا امین الامۃ!

ابو عبیدہ:۔ تم کیسے لیجا سکتے ہو، تم مملوک ہو۔ خود مختار نہیں ہو۔ لیکن اگر تم جانا ہی چاہتے ہو تو اول اپنے مالک عمرو سے اجازت حاصل کر لو۔

زید دوڑ کر اپنے مالک عمرو بن سعید کے پاس پہنچے اور ازراہ عظمت انکے سر کو بوسہ دینا چاہا۔ عمرو نے روک دیا۔ وہ بڑے دیندار، پرہیزگار اور مخیر تھے باوجودیکہ انہیں مال غنیمت میں سے برابر حصہ ملتا رہتا تھا۔ مگر انکے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ البتہ ایک تلوار تھی، ایک نیزہ تھا، بار برداری کیلئے ایک اونٹ تھا۔ لڑنے کے لئے ایک گھوڑا تھا۔ ایک توشہ دان تھا۔ ایک پیالہ پانی پینے کیلئے تھا۔ ایک قرآن شریف تھا جب انہیں مال غنیمت میں سے حصہ ملتا تھا تو اس میں سے بقدر ضرورت کے لے لیتے اور باقی اپنے عزیزوں کو بھیج دیتے۔ اگر عزیزوں کی ضروریات سے فاضل سمجھتے تو امیر المومنین حضرت عمر کے پاس بھیج دیتے اور حضرت عمرؓ اسے مہاجرین اور انصار کے غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔

عمرو بن سعید نے اپنے غلام زید بن وہب سے دریافت کیا: "تم کیا چاہتے ہو؟"
زید بن وہب نے عرض کیا: "یا سیدی! میں اس بات کی اجازت چاہتا ہوں کہ خوشخبری کا پیام لے کر جاؤں اور امیر المومنین کو پہنچاؤں۔"
عمرو: - "کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اس میں بخل کروں گا۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں جاؤ، میں نے تمہیں آزاد کیا۔ اللہ تعالےٰ مجھے تمہیں آزاد کرنے کی وجہ سے دوزخ کی آگ سے نجات دے۔ تم شوق سے خوشخبری لے جاؤ۔"

زید خوش ہو گئے انہوں نے ابوعبیدہ کے پاس آ کر تمام واقعہ سنایا۔ ابوعبیدہؓ نے انہیں خط دیا۔ اور ایک اونٹنی دی جو یمن کی نسل کی نہایت تیز رو تھی۔ زید بن وہب اس اونٹنی پر سوار ہو کر تیزی سے چلے اور قریب سے قریب کی راہ اختیار کی۔ جب وہ مدینہ طیبہ میں پہنچے تو ماہ ذلیقعدہ کے ختم ہونے میں پانچ دن باقی

رہ گئے تھے۔

جوں ہی وہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے عجیب انقلاب دیکھا۔ لوگ شور کر رہے تھے اور دوڑے دوڑے پھر رہے تھے۔ تمام مدینہ جنبش میں آیا ہوا تھا۔ سب لوگ دروازہ بقیع کی طرف دوڑ رہے تھے۔ زید بن وہب کو بڑا تعجب ہوا۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں کوئی غنیم تو نہیں چڑھ آیا ہے یا حضرت عمر کو تو کوئی حادثہ پیش نہیں آگیا۔ وہ بےچین ہو گئے۔ انہوں نے ایک مسلمان کو روک کر سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دے کر انہیں دیکھا اور پہچان کر کہا۔ اوہو تم زید بن وہب ہو۔ کہو تمہارے پیچھے کیا حال ہے؟"

زید:۔ غنیمت کی بشارت اور فتح عظیم کی خوشخبری ہے۔ مگر تم کہو یہ مدینہ کی کیا حالت ہے۔ لوگ کہاں دوڑے جا رہے ہیں۔

مسلمان:۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب حج کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں ازواج مطہرات بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اہل مدینہ انہیں رخصت کرنے جا رہے ہیں وہ مدینہ سے باہر جا چکے ہیں۔"

زید بن وہب اونٹنی سے اترے۔ اونٹنی کو باندھا اور دوڑتے ہوئے امیر المومنین کے پاس پہنچ کر کہا: "السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

حضرت عمر نے سلام کا جواب دیکر دریافت کیا۔ "تم کون ہو کہاں سے آ رہے ہو؟"

زید:۔ میں زید بن وہب ہوں۔ عمرو بن سعید کا غلام ملک شام سے خوشخبری لے کر آیا ہوں۔"

حضرت عمر:۔ اللہ تعالےٰ تمہیں خوش رکھے کیا خوشخبری ہے؟"

زید:۔ یہ خط تمہارے عامل ابو عبیدہ بن الجراح کا ہے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انطاکیہ فتح کرا دیا ۔"

یہ سنتے ہی حضرت عمر سجدہ میں گر پڑے. انہوں نے اپنی پیشانی خاک پر رگڑی جب سر اٹھایا تو تمام پیشانی ساری داڑھی اور سر کے کچھ بال خاک آلودہ ہو گئے تھے. انہوں نے کہا:" اللھم لک الحمد والشکر علےٰ نعمتک البالغۃ. یعنی:" اے اللہ تو ہی تعریف و شکر کا مستحق ہے تو نے اپنی نعمت پوری کر دی ۔"

انہوں نے خط کھول کر پڑھنا شروع کیا. خط پڑھ کر وہ رو پڑے ۔

حضرت علی نے پوچھا " یا امیر المومنین! تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟"

حضرت عمر نے جواب دیا:" میں اس بات پر رویا جو ابو عبیدہ نے مسلمانوں کے ساتھ کی. حقیقت میں خواہش نفس بری بلا ہے ۔"

انہوں نے خط حضرت علی کو دیا. انہوں نے پڑھا ۔

زید بن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں نے خط دیکر جب نگاہ اٹھائی تو مجھے اونٹوں کی قطاریں دور تک نظر آئیں. ان میں ام المومنین کے محمل بھی تھے حضرت عمر کے ساتھ ایک بڑا قافلہ حج کے لئے جا رہا تھا. اور انہیں رخصت کرنے کیلئے تقریباً تمام اہل مدینہ باہر نکل آئے تھے. حضرت عمر کا اونٹ انکا غلام پر قابو لئے ہوئے تھے. اس پر حکیم قطوانیہ پڑی تھی. ایک طرف ستو کا تھیلا اور دوسری طرف ایک کاٹھ کا پیالہ اور کھجور کا تھیلا لٹکے ہوئے تھے. چونکہ اس وقت تک حضرت عمر اونٹ پر سوار نہیں ہوئے تھے. اسلئے سب لوگ پیادہ تھے, سب کے اونٹ کوتل

کھڑے تھے۔ البتہ محملوں میں امہات المومنین کے علاوہ اور عورتیں بھی سوار تھیں
آفتاب نکلا ہوا تھا۔ ہوا چل رہی تھی۔ دھوپ میں ہر چیز جگمگا اور ہوا میں لہرا رہی تھی
حضرت عمرؓ نے قلم دوات اور کاغذ منگا کر خط لکھا۔

فاروقی احکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط امیر المومنین عمر بن الخطاب کی طرف سے انکے عامل ابو عبیدہ کے نام ہے۔

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں اللہ کا شکر اس نعمت پر کرتا ہوں جو اس نے عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ چیزوں کو حرام نہیں کیا ہے، جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد فرمایا ہے یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّی بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْم۔ یعنی اے پیغمبرو کھاؤ! تم اچھی اور پاک چیزوں کو اور نیک عمل کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے جانتا ہوں۔

تمہیں لازم تھا کہ مسلمانوں کو انطاکیہ میں رہنے اور آسودہ ہو لینے دیتے، انہوں نے جہاد میں مشقت اٹھائی تھی۔ انکے لئے راحت حاصل کرنا ضروری تھا دروں اور پہاڑوں میں داخل ہونے کے متعلق یہ ہے کہ تم وہاں موجود ہو اور میں دور ہوں۔ وہاں کے حالات تم مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہو۔ تمہیں تمہارے جاسوس بھی اس نواح کی خبریں دیتے رہتے ہیں۔ اگر تم

مناسب سمجھو تو لشکروں کو دروں اور پہاڑوں میں جہاد کرنے کیلئے بھیجو
ان کے ساتھ رہبروں کو کر دو۔ تم خود دشمن کے بقیہ شہروں کی طرف بڑھو
اگر دشمن صلح کریں ان سے صلح کر و۔ لڑیں، لڑو۔

رومی عورتوں اور لڑکیوں کے متعلق یہ ہے کہ جن لوگوں کی بیویاں
حجاز میں نہیں ہیں اگر وہ چاہیں سے نکاح کرنا چاہیں تو اجازت ہے،
دیدو اور جنکی بیویاں حجاز میں نہیں ہیں وہ اپنے لئے رومی کنیزیں خرید سکتے ہیں
والسلام علیک وعلیٰ من معک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' یعنی تم پر اور
تمہارے ساتھیوں پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔"

حضرت عمر نے خط کو لپیٹ کر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کی اور زید بن وہب کو دیکر کہا۔" تم اسے رحمت کرے اللہ تعالےٰ تم پر اور روانہ ہو جاؤ اپنے ساتھ عمر کو بھی ثواب میں شریک کر لو۔"

زید بن وہب نے خط لیکر چلنے کا قصد کیا حضرت عمر نے انہیں روک کر کہا ٹھیرو اے زید اپنی روش نرم پر۔ تا اینکہ عمر اپنے کھانے میں سے کچھ توشہ دیں۔"

چنانچہ امیر المومنین نے اپنا اونٹ بٹھایا اور ایک صاع ستو اور ایک صاع کھجوریں زید کو دیکر کہا۔" اے زید عمر کو معذور جانو۔ اسے اسیقدر دینے کا مقدور تھا۔"

اس کے بعد حضرت عمر نے زید بن وہب کے سر کا بوسہ لیا۔ بے اختیار زید رو پڑے اور کہا۔" یا امیر المومنین میں اس عزت کا مستحق نہیں ہوں کہ تم میرے سر کا بوسہ لو، تم مسلمانوں کے سب سے بڑے سردار ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربان خاص میں سے ہو اور اللہ تعالےٰ نے تم پر اصحاب[۱] اربعین کو ختم کیا تھا۔"

---

[۱] اربعین: چالیس کو کہتے ہیں۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عمر سے پہلے (بقیہ صفحہ پر)

یہ سن کر حضرت عمر کے آنسو نکل آئے۔ انہوں نے کہا "اے زید بن وہب! میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہارے گواہی دینے کے سبب مجھے بخش دے"۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چلنے کا قصد کیا تھا کہ حضرت عمر کو یہ کہتے سنا اللھم احملہ علیھا واطولہ البعید وسھل لہ القریب انک علی کل شیئ قدیر یعنی اے میرے اللہ! تو اٹھا زید کو اونٹنی پر اور لپیٹ دے اس کے لئے دور کے فاصلہ کو اور اس کے لئے نزدیک کو آسان کر۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

مزید فتوحات

زید بن وہب نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عمر کی دعا سے بہت خوش ہو گیا کیونکہ یہ آزمائی ہوئی بات تھی کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی دعا کو رد نہیں کرتا تھا۔ میں چلتا تھا اور زمین لپٹتی جاتی تھی، یہاں تک کہ میں تیرہویں روز ابو عبیدہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ وہ اذرعہ میں مقیم تھے، میں نے لشکر میں گھستے ہی ادا ہی طرف عظیم شور سنا۔ بڑا تعجب ہوا۔ اونٹنی سے اتر کر لوگوں سے شور کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ نے خالد بن الولید کو کچھ لشکر کے ساتھ دریائے فرات کے کناروں کی طرف تاخت کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے منبج، براعہ اور تابلس پر چھاپہ مارا۔ وہاں کے باشندوں نے صلح کر لی۔

واقدی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد نے منبج، براعہ، تابلس اور نجم پر یورش کی۔ وہاں والوں نے عشرہ محرم سنہ ۱۸ھ میں صلح کر لی۔ یہ صلح ڈیڑھ لاکھ دینار پر ہوئی۔ اس نواح کا حاکم جرفاس تھا۔ اسے حضرت خالد نے اجازت دیدی

(بقیہ صفحہ ۱۸۶) انتالیس آدمی مسلمان ہوئے تھے، آپ چالیسویں ہیں۔ آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو تقویت ہوئی تھی۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

تھی کہ وہ اپنا مال واسباب، لونڈی، غلام اور اہل وعیال لے کر رومی شہروں کی طرف چلا جائے۔ چنانچہ وہ چلا گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت خالد نے بیخ پر عبادہ بن رافع یمنی کو اور پل پر (قلعہ نجم کو پل کہتے تھے) نجم بن مفرج الفرجی کو حاکم مقرر کیا۔ قلعہ نجم کا نام پہلے پل تھا۔ نجم کے وہاں حاکم ہونے پر اس کا نام قلعہ نجم ان کے نام پر رکھا گیا تھا۔ براعہ پر اوس بن خالد الیمی کو اور نابلس پر بادر ابن عون الحمیری کو حاکم مقرر کیا۔

حضرت خالد اسی وقت واپس آئے تھے، جب زید بن وہب آئے۔ زید اونٹنی سے اتر کر ابوعبیدہ کے خیمہ پر پہنچے، وہاں حضرت خالد بھی موجود تھے۔ اور صلح کا مال یعنی ڈیڑھ لاکھ دینار بھی رکھے ہوئے تھے۔ زید نے ابوعبیدہ اور خالد کو سلام کیا۔ اور حضرت عمر کا خط انہیں دیا۔ انہوں نے کھول کر پڑھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو جمع کر کے سنایا۔

مشورہ

خط سنانے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: "مسلمانو! امیر المومنین حضرت عمر نے پہاڑوں اور دروں کے داخلہ کو میرے اوپر چھوڑ دیا ہے، تم مجھے مشورہ دو۔ کیونکہ میں کوئی کام بغیر مشورہ کے نہیں کرتا ہوں۔"

لوگ خاموش رہے۔ انکی بات کا جواب کسی نے نہ دیا۔ انہوں نے دوبارہ اور پھر سہ بارہ کہا۔ تب بھی لوگ خاموش رہے۔ ابوعبیدہ نے کہا: "یہ کیا خاموشی ہے تمہاری۔ رحمت کرے اللہ تم پر۔ یا شجاعت کے بعد تم پر بزدلی لاحق ہوگئی ہے

یا جستی کے بعد سستی چھا گئی ہے۔ یا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جسقدر جہاد تم جہاد کر چکے ہو تمہارے لئے وہی کافی ہے، تمہاری تمام برائیاں دور ہو گئی ہیں، نیکیاں ہی نیکیاں رہ گئی ہیں یا دروں اور پہاڑوں کا نام سنکر گھبرانے اور کترانے لگے ہو۔ آخر کیا بات ہے؟"

میسرہ بن مسروق العبسی نے کہا: اے سردار! ہماری خاموشی اسلئے نہیں ہے کہ ہم کسی بات سے ڈر گئے ہیں۔ یا تھک گئے ہیں اور راحت و آرام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ انتظار کر رہے تھے کہ استدادہ کریں۔ یا امیر! تم اس بات کو جان لو کہ ہمیں جہاد سے بڑھ کر نہ کوئی کام ہے نہ کوئی سوداگری ہے، تم ہمیں جو حکم دو گے ہم اس کی تعمیل بڑی خوشی سے کریں گے کیونکہ اللہ تعالے نے ہمیں حکم دیا ہے اطیعو اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم، یعنی اللہ کی اللہ کے رسول کی اور جو تم میں سے امیر ہو اس کی اطاعت کرو۔ میں اپنی جان کا مالک و مختار ہوں مجھے جہاں چاہو روانہ کر دو۔"

ابو عبیدہ: "تم نے ٹھیک بات کہی مسلمانو! تم میں سے جس کسی کی کوئی اور رائے ہو بیان کرے۔"

خالد بن الولید نے کہا: یا امین الامۃ! اگر ہم قوم کی طلب و تلاش سے باز رہیں تو یہ امر ہماری سستی میں داخل ہو گا۔ اس سے بڑھ کر ہماری عاجزی اور کیا ہو سکتی ہے۔ دشمنوں کا تعاقب کرنا انہیں ڈھونڈنا ہمارے لئے بہتری کا باعث ہو گا اس سے خدا کی رضامندی حاصل ہو گی اور مال غنیمت الگ ملے گا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم لشکر پہاڑ کی ہر گھاٹی اور درہ کی طرف بھیجو، اس سے دشمنوں پر ہماری ہیبت طاری ہو جائیگی اور مسلمانوں کی آنکھیں اس سے ٹھنڈی ہونگی۔"

ابو عبیدہ نے انہیں دعائے خیر دیکر کہا " میرا ارادہ یہ ہے کہ میں ابن مسروق العبسی کو کچھ لشکر کے ساتھ دروں اور پہاڑوں میں بھیجوں کیونکہ انہوں نے ہی جواب دینے میں پہل کی ہے۔ وہ دشمنوں پر تاخت کریں اور وہاں سے لوٹ آئیں "

خالد ۔ تمہاری یہ رائے مناسب ہے "

میسرہ کی روانگی

ابو عبیدہ بن الجراح نے ایک بڑا نیزہ لے کر اس پر سیاہ رنگ کا پھریرا بالکل اسی طرح کا چڑھایا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھایا تھا۔ اور اس سیاہ پھریرے پر سفیدی سے لکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس علم کو ابو عبیدہ نے اپنے ہاتھ میں لے کر جنبش دی۔ اور میسرہ بن مسروق العبسی کو دے کر کہا " اے مسروق کے بیٹے! تم نے دروں میں داخل ہونے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ علم لو اور دشمنوں کی پہاڑی بستیوں پر اس طرح تاخت کرو جس سے نام بلند ہو فتوحات میں تمہارا نام لیا جائے اور عالم آخرت کے لئے ذخیرہ واندوختہ ہو جائے "

پھر ابو عبیدہ نے یمن کے قبائل میں سے کندہ، کہلان، ملے، بہان، سنس ارذر، مذحج، ذبیان، احمس، خولان، عک، ہمدان، لخم اور جذام سے تین ہزار دلیروں کو منتخب کر کے ان کے ساتھ کر دیا۔ ایک ہزار غلام بھی ہمراہ کر دیئے۔

یہ لوگ رئیس اور بزرگ قوم تھے انہوں نے اپنا پورا عربی لباس پہنا۔ پہلے جبے پہنے، عمامے باندھے، پھر چادریں اوڑھیں، چمڑہ کی ڈوروں سے کمریں باندھیں۔ ان کے غلاموں نے سرخ رنگ کے کپڑے پہنے اور سروں پر

زرد عمامے باندھے، ہاتھوں میں حربے اور تازیانے لئے اور سب پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو گئے۔

ابو عبیدہ نے تمام غلاموں کو دامس ابوالہول کے ماتحت کر دیا۔ اور دامس سے کہا "تم میسرہ کی اطاعت کرنا"۔ انہوں نے اقرار کیا۔ لیکن قبیلہ طے کے کچھ آدمیوں نے میسرہ بن مسروق کی سرداری میں اعتراض کیا اور کہا "ابو عبیدہ۔ قوم عیس قبائل ان کے قبیلہ سے بزرگ اور ان کے لوگ ان سے کہیں زیادہ معزز ہیں"۔

ابو عبیدہ بن الجراح کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے آل طے کو طلب کر کے کہا "اے آل طے مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ تم معزز ہو، بزرگ ہو، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم محض خدا کی خوشنودی کے لئے جہاد کر رہے ہو یہ بھی سمجھتا ہوں کہ تم نخوت و تفاخر کو بھول چکے ہو۔ لیکن اس بات کو سن کر حیرت ہوئی کہ تم نے میسرہ بن مسروق عبسی کی سرداری میں اعتراض کیا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میسرہ تم سے اسلام لانے میں مقدم ہیں۔ انہوں نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تم سے زیادہ رہے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں تم خود بینی اور خود نمائی کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جاؤ، تم اس بات کو خوب جانتے ہو کہ کثرت کی وجہ سے غلبہ نہیں ہوتا ہے بلکہ دشمنان خدا کو عاجز و مغلوب کرنے کیلئے خدا کی مدد شامل ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ یعنی اگر اللہ تمہاری مدد کریگا تو تم پر کوئی غالب نہ ہوگا"۔

اہل سطے اس تقریر کو سن کر دم بخود رہ گئے۔ وہ دوڑ کر یسرہ کے جھنڈہ کے نیچے جا کھڑے ہوئے۔ کوئی مخالفت اور کوئی اختلاف باقی نہ رہا جب چار ہزار آدمی آکر جمع ہو گئے تو میسرہ نے ابو عبیدہ کے پاس آکر عرض کیا۔

"یا امیر! میں راستوں سے اس نواح کے ناواقف ہوں۔ اور وہ زمین جو دیکھی بھالی نہ ہو انجان آدمی کو ہلاک کر ڈالتی ہے۔ امیر المومنین نے اسی لئے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ جو لشکر دروں میں داخل ہوں تم ان کے ساتھ راہبروں کو کر دو۔ مجھے بھی راہبر دو۔"

ابو عبیدہ:۔ خدا کی قسم میں بھولا تم نے خوب یاد دلایا ضرور تمہارے ساتھ راہبر کئے جائیں گے۔"

ابو عبیدہ کے ساتھ ایسے بہت سے معاہدین رہتے تھے جو انکی ذمہ داری میں تھے وہی لوگ جاسوسی کی خدمات انجام دیتے تھے۔ وہی قاصد بن کر جاتے تھے وہی رہبری کرتے تھے۔ انہیں کافی معاوضہ دیا جاتا تھا۔ وہ لوگ بھی نہایت وفاداری سے کام انجام دیتے تھے۔ ابو عبیدہ نے بہت سے معاہدین کو بلا کر میسرہ کیلئے منے کیا۔ انہوں نے ان میں چار آدمیوں کو چھانٹ لیا۔

میسرہ نے ان سے دریافت کیا "ہمیں دشمنوں کی تلاش و تجسس میں کس درہ میں داخل ہونا چاہئے؟"

انہوں نے بالاتفاق مشورہ دیا کہ بڑے درہ میں داخل ہو کر شہر قورص پر یورش کرنی چاہیئے۔ لیکن وہ شہر ان شہروں کی مانند نہیں ہے جنہیں تم نے فتح کیا ہے۔ وہ پتھروں والا اور بڑا مضبوط ہے۔ اس کا راستہ نہایت دشوار گزار

ہے۔ پر پیچ گھاٹیوں میں سے ہو کر خاردار جنگلوں میں سے گذرتا ہے۔ سردی اس غضب کی ہوتی ہے کہ آج کل جب کہ گرمی کا موسم ہے۔ وہاں برف پڑتی رہتی ہے۔ اگر کافی گرم کپڑے نہ ہوں تو آدمی ٹھٹر کر مر جاتے ہیں۔"

اہل یمن نے راہبروں سے کہا۔" فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ تم ہم سے کارہائے عجیب دیکھو گے۔"

میسرہ نے پھر بھی لوگوں کو حکم دیا کہ وہ سرمائی لباس ساتھ لے لیں پھر انہوں نے علم کو جنبش دی۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا مسلمانوں نے تکبیر و تہلیل کہی اور وہ اپنے ساتھیوں کے روانہ ہوئے۔

راہبر آگے آگے اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور درود شریف پڑھتے ہوئے چلے۔ عطا بن جحد عنسیائیؒ نے بیان کیا ہے کہ ہم رومیوں کو تلاش کرتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ قلعہ جند راس میں پہنچے اور وہاں سے چل کر نہر ساحور کو عبور کیا۔ اور شہر قواص کی طرف بڑھے ہم وہاں پہنچکر شب باش ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو ہم دروں کی طرف چلے۔ نہایت دشوار گزار جنگل سامنے آیا۔ اس میں کثرت سے ندی نالے بہہ رہے تھے۔ ہم مشکل سے اس راستہ کو طے کر رہے تھے۔ خدا خدا کر کے وہ جنگل ختم ہوا ہم دروں میں گھس گئے۔ یہ درے ایسے تنگ تھے کہ دو دو سوار برابر چل سکتے تھے۔ گھوڑوں کے لوٹنے کی گنجائش نہیں تھی۔ مجھے خوف ہوا کہ اگر اسوقت دشمن حملہ کر دے تو مسلمان سخت آفت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ راہبر آگے آگے تھے وہ اونچے اونچے پہاڑوں پر چڑھ گئے چونکہ سیدھی چڑھائی تھی۔ اس لئے گھوڑوں پر

سوار ہو کر چٹانوں پر چڑھنا دشوار معلوم ہوا۔ تمام مسلمان پیدل ہو گئے اور گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر کھینچتے ہوئے چلے۔"

عبدالرحمن بن عبید نے بیان کیا ہے کہ میں میسرہ کے ساتھ تھا۔ میں نے پہاڑوں کو دیکھا۔ ہمارے راستہ کے دونوں طرف اونچی چٹانیں اٹھی ہوئی تھیں اور ان چٹانوں پر گنجان درخت کھڑے تھے۔ بڑی دشواری سے ہم راستہ طے کر رہے تھے۔ میرے پاس موزے تھے جو یمن کے مضبوط چمڑے کے تھے میں نے گھوڑے سے اتر کر انہیں پہن لیا۔ خدا کی قسم تھوڑی ہی دیر میں موزوں کے تلے اڑ گئے۔ اور میرے پاؤں برہنہ رہ گئے۔ پتھروں پر چلنے اور پیروں پر گھسنے سے خون بہنے لگا تھا۔ راہبر ہمارے آگے تھے۔ تین روز تک ہم پہاڑوں پر ہی چڑھتے رہے۔ راہبر روزانہ کہہ دیتے تھے "مسلمانو ہوشیار رہو ممکن ہے دشمن قریب ہو۔"

اس جگہ گرمی تھی۔ اور ایسی سخت گرمی کہ ہم نے اپنے لباس اتار دیئے تھے چوتھے دن ایک کشادہ زمین نظر آئی۔ وہاں اس قدر سردی تھی کہ ہر مسلمان جاڑوں کے کپڑے پہننے پر مجبور ہو گیا۔ گرم کپڑے پہننے پر بھی بدن میں گرمی نہ آتی تھی۔ آگ تاپنے کو دل چاہتا تھا۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ ہمارے چاروں طرف روئی کے گالوں کی طرح برف پڑی ہوئی چمک رہی تھی۔ واثلس الوالہول ہمارے ساتھ تھے۔ ان کے بدن پر زرہ لڑائی کی تھی جو برف کی طرح ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ ان کے پاس دو ہلکی چادریں تھیں۔ وہ سردی کو دفع نہ کر سکیں۔ سردی کی شدت سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ کانپ رہے تھے

ان کے دانت سے دانت بج رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے "اللہ برا کرے ان کافروں بے ننگ بریدہ کا کہ گرمی کے موسم میں ایسی سخت سردی ان کے ملک میں ہوتی ہے۔ جاڑے میں کیا حال ہوتا ہوگا۔"

ایک مسلمان نے وامس ابو الہول کو کانپتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ "وامس تمہیں کیا ہوا۔ کیوں کانپ رہے ہو؟"

وامس نے جواب دیا۔ "میں سردی سے ٹھٹھرا جا رہا ہوں۔"

مسلمان۔ تم گرم کپڑے پہن کر اپنے جسم کو کیوں نہیں گرما لیتے ہو؟"

وامس۔ جو کپڑے میں پہنے ہوں ان کے سوائے میرے پاس اور کچھ نہیں ہے

اس مسلمان نے میسرہ سے وامس کا حال کہا۔ انہوں نے اسی وقت اپنے پہننے کی پوستین وامس کو دیدی۔ وامس نے جلدی سے اسے پہن لیا۔ جب ان کا بدن گرم ہوا تو انہوں نے میسرہ کو دعا دی۔ "اے میسرہ! خدا تمہیں بہشت کے قطیفوں میں سے ایک قطیفہ (پیچیدہ چادر) عطا فرمائے۔"

میسرہ نے کہا۔ "اے وامس! تم نے دعا دینے میں بخل کیا۔ قطیفہ کے بجائے حلہ (بردیمانی) کیوں نہ کہا!"

مسلمان چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک خوش سواد قطعہ میں پہنچے اس میں کثرت سے میٹھے پانی کے چشمے تھے۔ درخت کم تھے۔ سردی بھی وہاں زیادہ نہ تھی۔ مسلمان وہاں ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ تمام لشکر جمع ہو گیا۔ میسرہ پھر روانہ ہوئے۔ علم ان کے ہاتھ میں تھا۔ مسلمان ان کے پیچھے تھے۔ راستہ میں انہیں ایک رومی بھی نہیں ملا۔ شاید رومیوں کو مسلمانوں کے درہ میں داخل ہونے کی

خبر ہو گئی تھی۔ اور وہ ڈر کر ادھر ادھر ہو گئے تھے۔

سعید بن عامر نے بیان کیا ہے کہ ہم سب پانچ روز تک چلتے رہے ہمیں ایک رومی بھی نظر نہ آیا۔ پانچویں روز ہم چلے جاتے تھے کہ پہاڑ کی جڑ میں نشیب کے قریب کچھ سیاہی نظر آئی۔ ہم اسی طرف چل پڑے۔ جب اس کے قریب گئے تو دیکھا عین پہاڑ کے نیچے۔ درہ سے ملا ہوا ایک گاؤں ہے۔ ہم گاؤں میں گھس گئے۔ وہ خالی تھا ایک انسان کا بھی پتہ نہ تھا۔ البتہ مرغ بانگ دے رہے تھے۔ اور بکریاں بول رہی تھیں۔ ہم سمجھ گئے کہ رومیوں نے ہمیں دیکھ لیا اور بھاگ گئے۔ ہم نے گاؤں پر چھاپہ مارا غلہ۔ سامان۔ بھیڑیں۔ بکریاں۔ مرغیاں۔ غرض جو کچھ بھی ملا سب پر قبضہ کر لیا۔ میں نے واسس ابوالہول کو دیکھا کہ انہوں نے اس گاؤں سے تین کمبل لے کر اپنے شانوں پر ڈال لئے تھے۔ اور دو ادنی چادریں لے رکھی تھیں۔ میں نے ان سے کہا۔ "یا ابوالہول! تمہارے پاس کیا ہے۔؟" انہوں نے جواب دیا۔

"اے سعید! یہ اس ملک کے لئے جڑاول ہے۔" میں نے کہا۔ "بس تم نے یہی لیا ہے کچھ اور سامان لیتے۔ انہوں نے کہا۔ باز رہو اے سعید! ہلاک کر دیا تھا مجھے اس ملک کے جاڑے نے۔ میں اسے کبھی نہ بھولوں گا۔ مجھے سوائے جڑاول کے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"

مرج القبائل میں آمد

مسلمان اس گاؤں سے آگے روانہ ہوئے۔ وہ ایک خوش سواد قطعہ

آراضی پر پہنچے۔ اس کا نام مرج القبائل تھا۔ وہ مقام بڑا وسیع اور کشادہ تھا۔ مسلمان اس میدان میں پھیل گئے۔ میسرہ نے بھی قیام کر دیا۔ وہ اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ ابوعبیدہ کے پاس واپس چلے جائیں۔ کیونکہ ابوعبیدہ نے انہیں چلتے وقت ہدایت کی تھی۔ کہ وہ دور نہ جائیں۔ نہ کسی بڑے لشکر سے ملاقی ہوں۔ نہ کسی بڑے شہر پر حملہ کریں۔"

وہ غور و خوض کر رہے تھے۔ گھوڑے چر رہے تھے اور مسلمان اطمینان سے آرام کر رہے تھے کہ میسرہ نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ وہ ایک گبر کو مثل چوپایہ کے ہانکے لئے چلے آ رہے ہیں۔ جب وہ پاس آئے تو میسرہ نے ان سے دریافت کیا۔ "تم اسے کہاں سے لائے ہو؟"

مسلمان نے جواب دیا۔ "اے سردار! میں ذرا آگے نکل گیا تھا میں نے ایک گبر کو دیکھا کہ وہ کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی چھپ جاتا ہے۔ میں اس کی طرف جھپٹا اور اسے جا پکڑا۔ یہی وہ گبر ہے۔ یہ کمبخت رومی زبان جانتا ہے"

میسرہ نے ایک معاہدی کو بلا کر کہا۔ "اس سے پوچھو یہ کون ہے اور اسے رومیوں کی کچھ خبر ہے۔"

معاہدی نے اس سے اس کی زبان میں گفتگو شروع کی۔ بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ جب دیر ہوئی تو میسرہ نے معاہدی سے کہا۔ "سنتے ہو تجھ پر گبر کیا کہتا ہے؟"

معاہدی نے عرض کیا۔ یہ کہتا ہے کہ "جب ہرقل اعظم اس نواح میں آیا اور اس نے یہاں آکر انطاکیہ فتح ہو جانے کی خبر سنی تو اسے بڑا ملال ہوا۔ اس نے اپنے بطارقہ اور حجاب سے کہا۔ "مجھے اندیشہ ہے کہ مسلمان ہمارے

تعاقب میں ان دروں میں بھی آئیں گے۔"

چنانچہ اس نے فوج جمع کی۔ اور تین ہزار سوار ایک بطریق کو دے کر ان دروں کے نگرانی پر چھوڑا اور خود قسطنطنیہ چلا گیا۔ وہ بطریق ان دروں کی حفاظت کرتا ہے اور یہاں سے قریب ہے۔"

میسرہ نے معاہدی سے کہا۔ "اس گبر سے پوچھو وہ لشکر یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہے؟"

معاہدی نے دریافت کر کے بتایا۔ "یہ گبر کہتا ہے کہ وہ لشکر یہاں دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔"

میسرہ نے یہ سنتے ہی فکر مند ہو کر سر جھکا لیا۔ ان سے عبداللہ بن خدافہ سہمی نے کہا۔ "اے سردار! تم اس خبر کو سن کر پریشان اور فکر مند ہو گئے ہو۔ حالانکہ ہم میں سے ہر ایک ایک ایک ہزار رومیوں سے لڑے گا۔

عبداللہ بن خدافہ سہمی نہایت بہادر تھے ان کے پاس ایک لوہے کا گرز تھا وہ اسی گرز سے لڑا کرتے تھے۔ میسرہ نے ان سے کہا۔ "اے عبداللہ میری فکرمندی خوف یا بے صبری کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ میرے زیر علم یہ پہلا لشکر دروں میں داخل ہوا ہے اگر اسے کچھ چشم زخم پہنچا تو امیر المومنین عمر بن الخطاب مجھے ملامت و سرزنش کریں گے۔"

مسلمانوں نے میسرہ سے کہا۔ "تم مطلق کسی بات کا خیال نہ کرو ہم موت کی پرواہ نہیں کرتے ہیں ہم نے اپنی جانوں کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں ہبہ کر دیا ہے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ یہ دنیا فانی ہے۔ یہاں سے ضرور ایک نہ ایک

دن کوچ کرنا ہے وہ دشمنوں سے کیا ڈرے گا۔ اور موت سے کیا گھبرائے گا۔ تم ہمیں ساتھ لے کر چلو۔ ہم لڑیں گے۔

میسرہ نے معاہدی سے کہا۔ "اس گبر سے دریافت کرو کہ لڑائی کے لئے یہ میداں اچھا ہے یا اس سے آگے بھی کوئی اور میدان اس سے بڑا ہے۔"

معاہدی نے گبر سے دریافت کر کے کہا۔ "یہ کہتا ہے کہ اس سے اچھا میدان کوئی اور نہیں ہے۔"

میسرہ نے گبر کو دعوت اسلام دی اس نے قبول کرنے سے انکار کیا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی وقت رومیوں کا لشکر نمودار ہوا صلیبیں اور جھنڈے لہرا رہے تھے۔ وہ مسلمانوں کے قریب آ کر اترا چونکہ تیس ہزار سوار تھے اس لئے دور تک پھیل گئے۔ دن قریب ختم کے تھا اس لئے اس روز کوئی حرکت رومیوں نے نہیں کی۔

مرج القبائل میں صف بندی

دوسرے روز صبح کی نماز پڑھ کر میسرہ نے بطور وعظ کے کہا۔ یا ایھا الناس! تمہاری آزمائش اور امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ تم اس بات کو جان لو کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ تم نے یہ بھی سنا ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ۔ یعنی جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔" تم اپنی قلت اور دشمنوں کی کثرت کا خیال نہ کرو۔ تم نے اکثر دیکھا ہے کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی اور غلبہ اللہ کی طرف سے ہے۔ تم یہ پہلا اسلامی لشکر لے کر

دروں میں آئے ہوا سے سرنگوں نہ ہونے دینا۔"

مسلمانوں نے پکار کر کہا۔" اے سردار! ہم دشمنوں کی کثرت سے خائف نہیں ہوئے ہم ہمیں لیکر چلو ہم ان سے لڑیں گے۔ ہمیں خدا سے غلبہ اور مدد کی امید ہے۔"

میسرہ ان کا کلام سن کر خوش ہوئے۔ وہ مع تمام مسلمانوں کے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور میدان میں نکلے۔ سب سے آگے غلاموں کی جماعت ہوئی۔ ایک ہزار غلام تھے۔ سرخ رنگ کا لباس پہنے تھے۔ حربے اور تلواریں ہاتھوں میں لئے تھے۔ وہ سب پیدل تھے۔ ان کے سردار واس ابوالہول تھے۔ ایک علم ان کے ہاتھ میں تھا۔ دوسرا مسرہ بن مسروق العبسی کے ہاتھ میں تھا نین ہزار سوار ان کے تحت میں تھے۔

میسرہ نے لشکر اسلام کی صف بندی اس طرح کی کہ میمنہ، میسرہ۔ دونوں بازو اور قلب قائم کئے۔ میمنہ میں عبداللہ بن خدافتہ السہمی کو اور میسرہ پر سعد بن سعید الحنفی کو مقرر کیا۔"

رومی اسی وقت میدان میں آگئے تھے۔ جب مسلمان نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی صف بندی کر لی تھی۔ انہوں نے اپنے لشکر کی تین صفیں کی تھیں۔ ہر صف میں دس دس ہزار سوار تھے۔ تمام رومی زرہوں پر ریشمی لباس پہنے تھے۔ ان کے ہتھیار مجلا اور مصفا تھے۔ اور بھی تمام ساز و سامان نئے اور اچھے تھے

جب دونوں لشکروں کی ترتیب ہو چکی تب رومیوں کے لشکر میں سے ایک عرب متعرف نکلا۔ وہ ایسی زرہ پہنے تھا کہ سوائے آنکھ کی پتلی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ گویا اس نے لوہے میں پناہ لے لی تھی۔ اور یہ سمجھ گیا تھا کہ موت اسے

نہ پا سکے گی۔ اس نے آگے بڑھ کر بلند آواز سے کہا۔

"مسلمانو! تمہارا ظلم حد سے بڑھ گیا ہے۔ تم نے تمام ملک شام کو فتح کر لیا لیکن اس پر بھی قانع نہ ہوئے۔ ان دروں میں بھی گھس آئے۔ اب یہ سمجھ لو کہ یہاں تمہیں تمہاری موت لے کر آئی ہے۔ تمہارے سامنے جو رومی لشکر ہے یہ بتیس ہزار ہے۔ ان میں سے ہر شخص نے مقدس صلیب ہاتھ میں لے کر یہ قسم کھائی ہے کہ وہ شکست اٹھا کر نہ بھاگے گا۔ خواہ مارا جائے۔ اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم ہتھیار ڈال دو اور اپنے آپ کو ہمارے حوالہ کر دو۔ ہم تمہیں گرفتار کر کے ہرقل اعظم کے حضور میں پہنچا دیں گے۔ وہ جو مناسب سمجھیں گے تمہارے ساتھ سلوک کریں گے۔"

دامس ابوالہول کی جنگ

دامس ابوالہول اس عرب متنصرہ کی طرف نکلے۔ ان کے ہاتھ میں علم تھا انہوں نے اس کے پاس جا کر کہا۔ "ظالم وہ ہے جو خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے خدا نے تمہیں اس لئے نعمتیں دی تھیں کہ تم اس کا شکر کرو۔ مگر تم نے ناشکری اور نافرمانی کی۔ اس لئے تم سے اپنی نعمتیں چھین لیں۔ تو نے اپنی کثرت کے زعم پر بڑی یاوہ گوئی کی ہے۔ تو یہ نہیں جانتا کہ مسلمان گرفتار ہونے یا شکست کھانے کے عار سے مرجانا اچھا سمجھتے ہیں۔ مرنا ہماری عین تمنا ہے۔ میں عربوں کا ادنےٰ ترین غلام ہوں۔ غلاموں کا بہادری سے کیا واسطہ لیکن اگر تجھے شجاعت کا زعم ہے تو مجھ پر حملہ کر۔ تاکہ میں تجھے تیرے خون میں نہلا دوں۔"

عرب منفرہ نے ان پر حملہ کیا. دامس نے اس کا وار رد کر کے اپنے علم کو جنبش دی اور عرب کے اس زور سے نیزہ مارا کہ زرہ توڑ کر پسلیوں کو کھولتا ہوا پشت کے پار نکل گیا. عرب منفرہ مردہ ہو کر گرا۔

دامس نے اس کی لاش دیکھی۔ وہ بڑے تن و توش کا تھا. تناور درخت کی طرح کٹا پڑا تھا. دامس نے علم کو بلند کر کے پکار کر کہا. "اللہ اکبر، اللہ اکبر فتح اللہ و نصر"۔ انہوں نے نیزہ پھینک دیا اور حربہ ہاتھ میں لے لیا۔

جب رومیوں نے اپنے ساتھی کو مردہ دیکھا تو انہیں بڑا طیش آیا. ایک اور قوی ہیکل رومی گھوڑا دوڑا کر ان کے مقابلے کے لئے نکلا. جب وہ نزدیک آیا تو دامس نے اس کے حربہ کھینچ مارا. حربہ کاری پڑا. رومی مردہ ہو کر گرا. ابو الہول کے اس کارنامہ کو دیکھ کر رومی دنگ رہ گئے. ان میں سے بعض نے کہا. "یہ عربوں کا ایک غلام ہے. جس نے ہمارے دو بہادروں کو مار ڈالا ہے. ان کے رئیس اور بہادر کیسے ہوں گے"۔ کسی اور رومی کو ان کے مقابلہ میں نکلنے کی جرات نہ ہوئی۔

دامس ابو الہول نے کچھ دیر تو کسی اور رومی کے نکلنے کا انتظار کیا مگر جب کوئی نہ نکلا تو انہوں نے پیادہ ہی جھپٹ کر قلب فوج پر حملہ کیا اور ایک اور رومی کو مار ڈالا. وہ پھر لوٹ کر دونوں لشکروں کے بیچ میں آگئے اور شیر کی طرح پھرنے اور لڑنے والے کو طلب کرنے لگے۔

رومیوں نے ایک دوسرے کو سرزنش کی. دفعتہً رومیوں کی پہلی صف نے جس میں دس ہزار سوار تھے حملہ کر دیا. دامس نے نہایت بہادری سے انکے

حملہ کو روکا بسرہ بن مسروق العبسی نے پکار کر کہا۔ الحملۃ الحملۃ یعنی حملہ کرو حملہ کرو مسلمان رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ سب سے پہلے دامس کے ساتھی غلاموں نے حملہ کیا کہ رومیوں کو پیچھے کی طرف پلٹ دیا۔ دامس کو ان کے نرغہ سے بچا یا غلام پکار کر کہہ رہے تھے نحن عبید اللہ و ضرنبا مثل الحریق فی اللہ نقتل من کفر بالبید یعنی ہم اللہ کے بندے ہیں۔ ہمارا تلوار مارنا آگ کی گرمی کی طرح ہے ہم اللہ کی راہ میں اسے قتل کریں گے جس نے اللہ کے ساتھ کفر اور ناسپاسی کی۔"

نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ جوں جوں آفتاب اونچا ہوتا رہا لڑائی کی گرمی بھی بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ دوپہر کے وقت بڑی مار دھاڑ ہوئی۔ تلواریں چمک رہی تھیں۔ شام کے وقت دونوں لشکر جدا ہو گئے۔ اس روز مسلمانوں کے دس آدمی گرفتار ہو گئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ عامرؓ بن طفیل۔ راشدؓ بن زہیر مالکؓ بن حاتم۔ سالمؓ بن مفرج۔ دارمؓ بن صابر۔ عونؓ بن قارب۔ مشعرؓ بن حسان۔ مفرح بن عاصم۔ شہابؓ بن مرہ اور عدیؓ بن شہاب پچاس مسلمان شہید ہوئے ان میں قابل تذکرہ یہ لوگ ہیں۔ حرث بن یربوع۔ سہم بن جابر۔ عبد اللہ بن صاعد جریر بن صالح۔ سعد بن باہر۔ لقمان بن بجیر۔ زید بن ارقم۔ ضرارہ بن حاتم۔ بروا ہم بن سہیل رومیوں کے گیارہ سو آدمی مارے گئے۔ اور سو گرفتار کر لئے گئے۔

دامس ابوالہول کی مفقود الخبری

جب دونوں لشکر جدا ہوئے تو مسلمانوں نے دامس کو نہ پایا انہیں بڑا رنج و فکر ہوا۔ انہوں نے مقتولوں میں دیکھا وہاں بھی نہ پایا۔ مسلمانوں کو بڑا شاق گزرا

میسرہ بن مسروق نے کہا۔ اگر ابو الہول مارے گئے تو خدا کی قسم مسلمان بڑی مصیبت اور رنج میں مبتلا ہوئے۔ ہم اللہ تعالٰی سے مسلمانوں اور روامس کے گرفتار ہونے کی شکایت کرتے ہیں۔ کون شخص روامس اور ان کے ساتھیوں کی خبر لادے گا چونکہ دن چھپنے لگا تھا اس لئے کسی مسلمان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ رات کو مسلمانوں نے اپنی حفاظت کا معقول انتظام کیا۔ صبح کو نماز پڑھی۔ ابھی وہ نماز سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ عیسائی میدان میں نکل آئے۔ مسلمان پہنچ گئے۔ صف بندی ہونے کے بعد جنگ شروع ہو گئی۔ رومیوں نے مسلمانوں پر زغہ کیا۔ ایک ایک مسلمان پر دس دس اور سو سو رومی حملہ کرتے تھے اور یا اس مسلمان کو مار ڈالتے تھے یا گرفتار کر لیتے تھے۔ رومی تینتیس ہزار تھے اور مسلمان چار ہزار۔ لیکن مسلمان نہایت استقلال اور بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے میسرہ بطور نصیحت کہہ رہے تھے۔ اے لوگو! بہشت آراستہ کر دی گئی ہے۔ موت میدان میں گھوم رہی ہے۔ جو موت سے ڈرے گا وہ اسے جلد دبوچ لے گی اور اس سے خوف نہ کرے گا اس کا اس پر دار نہ چلے گا۔ تم مسلمان ہو آخرت کو طلب کرتے ہو۔ بہادری سے لڑو اگر تم نے ذرا بھی کمزوری دکھائی تو دشمن دلیر ہو جائے گا۔ خدا کا نام لے کر سختی سے حملہ کرو میانوں کو توڑ ڈالو۔ تلواریں ہاتھوں میں لے لو۔ یہی نجات کا راستہ ہے۔

مسلمانوں نے خوشی میں آ کر اپنے میان توڑ ڈالے اور بہادری سے لڑنے لگے۔ اس لڑائی کے دو نام رکھے گئے۔ ایک دفعۃ مرج القبائل (مرج القبائل کی جنگ) اور دوسری دفعۃ الفطمۃ (میان توڑ ڈالنے کی جنگ)

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مسلمان لڑ رہے تھے اور یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ لوٹ نہ سکیں گے۔ شہید ہو جائیں گے پھر بھی انہیں اللہ کی ذات سے مدد اور غلبہ کی امید تھی۔ رومی کلمات کفر پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ اور پھرتی سے تلواریں مار رہے تھے مسلمان عرب اَلنَّصرَ اَلنَّصرُ اور غلام یا محمد یا محمد کہہ رہے تھے۔ غلام بھی موت کی لڑائی لڑ رہے تھے۔"

عطیہ بن ثابت نے بیان کیا ہے کہ میں مسلمانوں کے ساتھ نہایت سختی سے لڑ رہا تھا ہم لوگ بڑے اندوہ میں مبتلا تھے۔ دفعتہً میں نے رومیوں کے لشکر میں ایک خوفناک آواز سنی۔ جیسے کوئی رومیوں کو دھمکا رہا ہو میں نے اس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو غبار نظر آیا۔ میں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ غبار کے اندر کیا ہے۔ اس طرف دوڑ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ رومی مسلمانوں سے جنگ میں مصروف ہیں۔ کوئی مسلمان بلند آواز سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللہ کہہ رہا ہے۔ میں نے سمجھا شاید یہ فرشتے ہیں جو لڑ رہے ہیں۔ جب غور کیا تو آواز دامس ابو الہول کی معلوم ہوئی۔ میں رومیوں کو چیرتا ہوا اندر گھسا دیکھا تو دامس بیٹھے ہوئے لڑ رہے ہیں۔ ان کے گرد دس مسلمان ہیں وہ بھی زانو کے بل کھڑے جنگ کر رہے تھے۔ دامس کا یہ عالم تھا کہ وہ تنہا رومیوں کے حملے روک رہے تھے۔ اور موقع پا کر ایک دو رومیوں کو مار ڈالتے تھے۔ میں نے کہا۔ "دامس تمہارا کیا حال تھا۔ تمہارے گم ہونے سے مسلمان رنج و اندوہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔"

دامس نے کہا۔" صبر کرو اے ابن ثابت۔ یہ ان باتوں کے پوچھنے

کا وقت نہیں ہے بلکہ گھوڑے کا ہے۔"

عطیہ بن ثابت کہتے ہیں کہ میں دوڑ کر مسیرہ کے پاس آیا۔ مسیرہ نہایت خونریز جنگ میں مبتلا تھے۔ ان کے ہاتھ میں جو علم تھا وہ کفار کے خون سے رنگین ہو گیا تھا۔ میں نے پکار کر کہا۔" اے سردار مژدہ ہو۔" انہوں نے دریافت کیا۔" کیا خوشخبری ہے؟ رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر۔" میں نے کہا۔" دامس ابوالہول اور مسلمان قید سے رہا ہو گئے۔"

ابھی عطیہ اور مسیرہ باتیں کر رہے تھے کہ دامس ابوالہول اور ان کے ساتھی وہاں آ گئے۔ وہ سب خون میں نہا رہے تھے۔ اس وقت رومی پیچھے ہٹ گئے۔ مسلمان بھی الگ ہو گئے۔ اس روز اڑتالیس مسلمان شہید ہوئے۔ رومی تین ہزار سے کچھ زیادہ مارے گئے اور دامس اور ان کے ساتھیوں نے جن رومیوں کو مارا وہ ان کے علاوہ ہیں۔"

مسیرہ دامس کی طرف آئے اور ان کی تعظیم کے لئے گھوڑے سے اتر گئے۔ دامس نے پکار کر کہا۔" اے سردار! تمہیں قسم ہے ایسا نہ کرو۔"

مسیرہ نے ان کے پاس آ کر ان سے مصافحہ کیا۔ اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور ان کا حال پوچھا۔ دامس نے کہا۔" اے سردار! رومیوں نے مجھے اور دس مسلمانوں کو گرفتار کر کے زنجیروں میں جکڑ لیا تھا۔ بیڑیاں پیروں میں ڈال دی تھیں۔ ہمیں اپنی زندگی کی آس نہیں رہی تھی رات کو میں سو گیا۔ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ يَا دَامِسُ وَاعْلَمْ سِرُّكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا یعنی

نہیں سکتا ہے تجھ پر اے دمس اللہ کے نزدیک تیرا بڑا مرتبہ ہے۔ آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے بیڑیاں کو کھینچا وہ کھل گئیں۔ زنجیروں کو چھوا وہ دور ہو گئیں ایسا ہی میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا۔ میں اور وہ سب رہا ہو گئے۔ حضور نے فرمایا: بشیرو، بنصر اللہ فانا محمد رسول اللہ یعنی تمہیں اللہ کی مدد کی بشارت ہو۔ میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔ پھر وہ چلے گئے ہم نے تلواریں سنبھال لیں صبح ہو چکی تھی۔ جب رومی لڑائی میں مشغول ہوئے تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔" مسلمان کمیہ حال کو سنکر بہت خوش ہوئے انہوں نے تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔"

قاصد کی روانگی

دوسرے دن میسرہ نے نماز خوف پڑھی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے دوروں میں مسلمانوں کے نماز خوف پڑھی۔ نماز پڑھ کر انہوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: اے لوگو! اس چیز پر صبر کرو جو تم پر اتری ہے مصیبت میں صبر ہی کرنا چاہئے۔ اگرچہ ہم دشمنوں کے بیچ میں ہیں اور انہوں نے ہمیں گھیر لیا ہے لیکن یہ خدا کی مہربانی ہے کہ ہم ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ لڑائی اللہ تعالیٰ کی تائید اور مدد کے بغیر نہیں ہوتی۔ امین الامتہ ابو عبیدہ بن الجراح نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان سے دور نہ جاؤں۔ مگر میں اتنی دور چلا آیا کہ جیش اسلام سے سات روز کا فاصلہ ہے۔"

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی نے کہا: اس کلام سے تمہارا

مطلب کیا ہے۔ اگر تم ہمیں لڑائی پر رغبت دلاتے ہو تو ہم سے زیادہ مشتاق لڑائی کا کون ہو سکتا ہے؟"

میسرہ "اس بات کو میں جانتا ہوں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ تم مجھے یہ مشورہ دو کہ میں کسی شخص کو ابو عبیدہ کی خدمت میں مدد طلب کرنے کے لئے بھیجوں یا نہیں۔" اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ نہایت مناسب ہے۔"

میسرہ نے ان چار شخصوں میں سے جو بطور راہبر ساتھ آئے تھے۔ ایک ہوشیار شخص کو منتخب کیا۔ اس سے کہا۔ اگر تم ہمارے سردار ابو عبیدہ کے پاس جا کر جو کچھ یہاں دیکھ رہے ہو وہ بیان کر دو تو تمہیں تمہارے حوصلہ سے زیادہ انعام دیا جائے گا۔"

اس نے منظور کر لیا۔ وہ اسی وقت روانہ ہوا۔ اور رات دن گھوڑا دوڑائے چلا گیا۔ بہت کم اس نے آرام حاصل کیا یہاں تک کہ ابو عبیدہ کے لشکر میں پہنچا۔"

ابو عبیدہ حلب میں تھے۔ انہوں نے اس معاہدی کو دیکھ کر پہچان لیا۔ وہ دوڑ کر اس کے پاس آئے۔ اور پوچھا۔ اے ذمی بھائی تیرا کیا حال ہے۔ وہ اس قدر بے اوسان ہو رہا تھا کہ کچھ نہ کہہ سکا۔ ابو عبیدہ نے اول اس کے لئے کھانا منگوایا۔ جب وہ کھانا کھا کر سیر ہو گیا اور پانی پی کر اسے تسکین ہو گئی۔ تو ابو عبیدہ نے اس سے دریافت کیا۔ "اے ذمی بھائی! کیا خدا نخواستہ تمام لشکر ہلاک ہو گیا؟"

ذمی نے جواب دیا "نہیں۔ اے سردار! لیکن رومیوں نے انہیں

گھیر لیا ہے۔ باہر قلعہ اور شہر سے فوجیں آرہی ہیں۔ وہ ابھی تک بڑی دلیری سے لڑ رہے ہیں۔ ایک روز مسلمانوں نے میان توڑ ڈالے تھے اور بڑی شدت سے جنگ کی تھی۔ ایک روز رواس ابوالہول اور ان کے ساتھ دس آدمی گرفتار ہو گئے تھے۔ رات کو نبی عربی نے انہیں آکر چھڑایا اور وہ مسلمانوں میں آکر ملے۔ اے سردار تمہارے بھائیوں کو مدد کی ضرورت ہے۔ تم فوراً ان کی مدد کرو"

ابوعبیدہ یہ حالات سنکر بے چین ہو گئے۔ وہ خالد بن الولید کے خیمہ پر پہنچے اس وقت خالد زرہ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے۔ ابوعبیدہ کو دیکھتے ہی ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ انہیں سلام کیا، مرحبا کہی اور کہا "خیر ہے اس وقت کیسے آئے"

ابوعبیدہ ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمہ پر لائے اور ذقنی سے کہا "اب تم ان سے بھی سب واقعات بیان کرو"

ذقنی نے تمام حالات ان کے سامنے بھی بیان کئے۔ خالد بن ولید بھی بے چین ہو گئے۔ انہوں نے کہا "اللہ بزرگ و برتر نے ہماری مدد کی ہے۔ اس نے ہمیں مصیبت میں نہیں چھوڑا۔ نہ ہمیں کمزور ہونے دیا۔ ہم جس قدر اس کی ستائش کریں کم ہے۔ میسرہ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ اس نے انہیں مبتلائے مصیبت کر دیا ہے۔ ہمارا بے چین ہو جانا قدرتی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا ہے۔ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ یعنی اے ایمان والو! صبر کرو۔ مقابلہ میں ڈٹے رہو۔ ملے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ شاید رستگاری کو پہنچو۔" اور خدا نے یہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ یعنی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"

اے سردار! میں اللہ کی راہ میں بخل نہ کروں گا۔ میں نے اپنے نفس کو خدا کی راہ میں قید کیا ہے۔ میں جلد جاؤں گا مسلمانوں کی مدد کے لئے۔ شاید اللہ تعالےٰ مجھے شہادت عطا فرما کر بہشت مرحمت فرمائے۔ وہ اپنے خیمہ پر جھپٹ کر گئے۔ جلدی سے زرہ پہنی۔ کلاہ اوڑھی۔ عمامہ باندھا۔ تلوار کو حمائل کیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ نیزہ رکاب میں رکھا۔ اور ابو عبیدہ کے پاس آئے۔

ادھر ابو عبیدہ نے مسلمانوں کو خالد بن الولید کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ سارا لشکر تیاری کرنے لگا۔ تمام فرودگاہ میں شور و غل بپا ہو گیا۔ ابو عبیدہؓ نے یہ حال دیکھ کر صرف تین ہزار مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا باقیوں کو روک دیا۔ جب وہ تیار ہو کر آئے تو انہیں حضرت خالد کے ساتھ روانہ کیا اور ان کی روانگی کے بعد عیاض بن غانم کو ایک ہزار سوار دے کر بھیجا۔ ان لشکروں کو روانہ کر کے ابو عبیدہ سجدہ میں گر گئے۔ اور کہا "اے میرے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ اس ذات (رسول اللہ صلعم) کے واسطہ سے جن کے نام کو تو نے اپنے نام سے ملا لیا۔ اور ان کی بزرگی سے ہمیں شناسا کر دیا کہ لپیٹ دے تو راہ کو اور اے معبود عالم ہمیں ہمارے ساتھیوں سے ملا دے۔"

مرج القبائل میں جنگ

سلیمان بن عامر الانصاری نے بیان کیا ہے کہ میں مرج القبائل میں میسرہ بن مسروق عبسی کے ساتھ تھا۔ ہم لوگ روزانہ رومیوں سے جنگ کرتے تھے۔ رومیوں کے لئے برابر کمک آ رہی تھی۔ ہم کشود کار کے منتظر تھے۔ صبح سے شام

تک لڑتے تھے اور رات کو راحت حاصل کرتے تھے۔ ایک روز جب دونوں لشکروں کی صفیں درست ہوگئیں تو ایک گرانڈیل رومی نکلا معلوم ہوا وہ بڑا طریق تھا۔ ہرقل اعظم کا مصاحب خاص تھا۔ اس کا نام فلیص بن جریج تھا۔ وہ دوہری زرہ پہنے تھا۔ دونوں بازوؤں پر بازوبند تھے اور کہنیوں پر کہنیاں لوہے کی تھیں۔ سر پر خود تھا۔ خود پر سونے کا تاج نما خود تھا۔ جو دھوپ میں جگمگا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں آہنی گرز تھا۔ جو اونٹ کے ہاتھ کی طرح تھا۔"

اس نے دونوں لشکروں کے بیچ میں گردا دیا اور رومی زبان میں کچھ کہا۔

میسرہ نے اپنے مترجم سے دریافت کیا۔"یہ کیا کہتا ہے؟"

مترجم نے کہا۔"یہ اپنا نام و نسب اور فخر بیان کر رہا ہے اور لڑنے والے کو طلب کرتا ہے۔"

میسرہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔"اس کے مقابلہ میں کون جائے گا۔

قبیلہ نخع کے ایک مرد نے گھوڑا بڑھایا اور اس کے مقابلہ میں نکلے وہ رومی طرز کا لباس پہنے تھے۔ فلیص نے یہ سمجھا کہ وہ عرب متنصرہ میں سے ہیں اور مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس نے ان سے رومی زبان میں کچھ کہا۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ اس کی بات نہیں سمجھتے ہیں تو ان پر حملہ کیا۔ اور عمود سے وار کیا۔

اتفاق سے نخعی کا گھوڑا الف ہو گیا عمود گھوڑے کے سر پر پڑا گھوڑا اس صدمہ سے گرا۔ نخعی کود کر گھوڑے سے الگ ہو گئے۔ انہوں نے تلوار میان سے نکال کر گبر پر حملہ کرنا چاہا لیکن فوراً ہی میسرہ نے پکار کر کہا۔"یا اخی! تم پیادہ ہو گئے ہو اپنے آپ کو ہلاکی کی طرف نہ ڈالو۔ واپس لوٹ آؤ۔"

لخمی لوٹے۔ گبران کے پیچھے دوڑا۔ مسلمانوں نے اسے ڈانٹا اور عبداللہ اور عبداللہ بن خذافہ سہمی للکارتے ہوئے گبر کے مقابلہ کو چلے۔

گبران متواتر آوازوں کو سنکر مرعوب ہوگیا۔ وہ رک گیا اور لخمی اسلامی لشکر میں آ گئے۔

عبداللہ بن حذافہ کی گرفتاری

عبداللہ بن خذافہ گھوڑا دوڑا کر فلیص گبر کے سامنے جا پہنچے۔ فلیص نے ان پر حملہ کیا۔ عبداللہ اس کا وار بچا گئے۔ انہوں نے بھی اس پر تلوار کا وار کیا۔ لیکن تلوار زرہوں پر پڑ کر اچٹ گئی مطلق بھی کارگر نہ ہوئی۔

فلیص عمود سے حملہ کرتا تھا۔ عبداللہ اسے ڈھال پر روکتے تھے اور جب وہ تلوار سے حملہ کرتے تھے تو کارگر نہ ہوتی تھی۔ دونوں دیر تک لڑتے رہے۔ عبداللہ کے بازو سست ہونے لگے۔ انہوں نے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر تلوار کا وار کیا۔ تلوار اس کی ڈاڑھی کے نیچے پڑی اور حلق کو کاٹتی ہوئی سینہ میں در آئی۔ اور نیچے کی زرہ پر پہنچکر اٹکی۔ اور گلا اڑ گئی۔ اس کا سر کٹ کر دور جا گرا۔ لاش کانپ کر زمین پر گری۔ گبر کے گھوڑے نے بھاگنے کا قصد کیا۔ عبداللہ بن خذافہ نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا۔ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے تو یعنی فلیص کی لاش کے پاس گئے اس کا ساز و سامان اتار کر اس کے گھوڑے پر لادا اور اس کی باگ پکڑ کر اپنے لشکر میں لے آئے۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ فلیص کے مارے جانے

کا رومیوں کو بڑا ہی رنج و قلق ہوا۔ ایک اور رومی جو فلیق سے زیادہ قوی ہیکل تھا۔ تیار ہوا۔ اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا۔" مارا گیا فلیق جو حاجب بادشاہ کا تھا۔ بادشاہ ہمیں سب کو ملامت کرے گا۔ میرے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں اس کا بدلہ لوں۔ اسے گرفتار کر کے ہرقل اعظم کے سامنے پیش کروں اور کہوں تمہارے مصاحب کا مار ڈالنے والا یہی شیطان ہے۔ اس سے انتقام لو" وہ گھوڑا دوڑا کر میدان میں آیا۔ اور مسلمانوں کے قریب پہنچکر فصیح عربی زبان میں بولا۔" اے گروہ عرب! صلیب مقدس کی قسم تمہارا ظلم حد سے گذر گیا ہے۔ اللہ غالب تمہاری زیادتیوں کا بدلہ تم سے لے گا۔ میرے مقابلہ کیلئے وہی شخص نکلے جس نے بادشاہ کے مصاحب کو قتل کیا ہے تاکہ میں اس سے عوض لوں"

عبد اللہ بن حذافہ نے اس کے مقابلہ میں نکلنے کا قصد کیا۔ لیکن میسرہ نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔" یا اخی! تم نے پہلے گبر کے مقابلہ میں کافی مشقت اٹھائی ہے۔ اب اس کے مقابلہ میں نہ نکلو"

میسرہ نے خود اس کے مقابلہ میں نکلنا چاہا لیکن عبد اللہ نے ان سے کہا۔" اے سردار! کیا تم پسند کرتے ہو کہ گبر بلائے اور میں بزدلی کی وجہ سے اس کے مقابلہ کو نہ نکلوں؟"

میسرہ" نہیں بلکہ میں تم پر اس لئے مہربانی کرتا ہوں کہ تم پہلے گبر کے مقابلہ میں کافی کوشش کر چکے ہو۔

عبد اللہ۔ تم دنیا میں مجھ پر مہربانی کرتے ہو لیکن دوزخ کی آگ سے بچانے کی مہربانی نہیں کرتے۔ کل قیامت کے روز میرا کیا جواب ہوگا کہ گبر

سے نے مجھے لڑنے کے لئے طلب کیا اور میں نہ نکلا۔ کیا اس وقت دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میرے لئے نہ ہو گی۔ میں قسم دیتا ہوں بعیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ سوائے میرے کوئی شخص لڑنے کے لئے نہ نکلے۔“

عبداللہ بن حذافہ اس گبر کے مقابلہ کو نکلے۔ انہوں نے فلیص کا گھوڑا اپنی سواری میں لے لیا تھا۔ باقی سب سامان وہی تھا جو وہ پہلے سے پہنے تھے۔ آلات حرب میں ایک تلوار تھی۔ ایک ڈھال تھی اور ایک خنجر تھا جو پیٹی میں اڑسا ہوا تھا۔

گبر نے فلیص کا گھوڑا دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہی بادشاہ کے مصاحب کے قاتل ہیں۔ اس نے گھوڑا ان کی طرف دوڑایا اور ان پر اس طرح آ ٹوٹا جس طرح پہاڑ ٹوٹ کر گرتا ہے۔ عبداللہ بن حذافہ کو نہ گردا دہ دینے کا موقعہ ملا۔ نہ حملہ کرنے کا اور نہ گبر سے اپنے آپ کو بچانے کا۔ گبر نے انہیں زین پر سے کھینچ کر اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا۔ اور وہاں سے اپنے لشکر میں لیجا کر اپنی قوم کے سپرد کر کے کہا۔ ”اسے لوہے کی زنجیروں میں مضبوط جکڑ لو۔ اور قسطنطنیہ میں لے جا کر ہرقل اعظم کے سامنے پیش کر کے کہو یہی فلیقوس بن جرح کا قاتل ہے۔“

میسرہ کی بہادری

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ کو اسی وقت چند سواروں کے ساتھ ڈاک کے گھوڑوں پر قسطنطنیہ روانہ کر دیا۔ گبر پھر

میدان میں آیا اور اس نے لڑنے والے کو طلب کیا. تین مسلمان اس کے مقابلے کے لئے دوڑے. مسیرہ بن مسروق عبسی نے دیکھا. انہوں نے اپنے دل میں کہا "اے ابن مسروق! کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ تم اپنی جگہ پر کھڑے رہو. اور ایک ایک گبر کے مقابلہ میں تین تین مسلمان نکلیں. قیامت کے روز اللہ تعالے کو کیا جواب دو گے"!

چنانچہ انہوں نے وہ علم جو ابو عبیدہ نے ان کے لئے بنایا تھا اور وہ ان کے ہاتھ میں تھا سعد بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی کو دے کر کہا "تم اس نشان کو لو اگر میں زندہ آیا تو تم سے واپس آکر لے لوں گا. اور اگر شہید ہو گیا تو تم اس وقت تک لئے رہنا جب تک ابو عبیدہ کسی اور کو سردار مقرر کریں"

مسیرہ گھوڑا دوڑا کر میدان میں نکلے. بطریق نے انہیں دیکھا. وہ جھپٹ کر ان پر حملہ آور ہوا. انہوں نے بھی اس پر حملہ کیا. دونوں نے پہلے ہی حملہ میں اس بات کو سمجھ لیا کہ دونوں فنون حرب سے خوب ماہر ہیں.

دونوں نے گرد اڑا دیئے. ایک نے دوسرے کے قریب ہو کر پرزور حملے کئے. دونوں طرف کے سپاہی گردنیں ابھار ابھار کر دیکھ رہے تھے. بطریق اور مسیرہ دونوں غبار میں چھپے ہوئے تھے وہ دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے پوری کوشش کر رہے تھے. یہاں تک کہ دونوں تھک گئے دونوں الگ ہو کر ایک دوسرے کی طرف خشم آلودہ نگاہوں سے دیکھنے لگے. کچھ دقفہ کے بعد رومی نے مسیرہ سے کہا "اے مسلمان! تمہیں تمہارے دین کی قسم مجھے بتاؤ تمہارے پشت کی طرف یہ کیسا نشان ظاہر ہوا ہے!

میسرہ نے ہنس کر کہا "تم مجھے فریب دینا چاہتے ہو، حالانکہ ہم جو فریب کی ہیں اور فوراً فریب کو سمجھ لیتے ہیں۔"

گبر "میں حضرت مسیح اور اپنے دین کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں فریب نہیں دے رہا ہوں، بلکہ سچ کہہ رہا ہوں۔"

میسرہ کو خیال ہوا کہیں ان کے لئے مدد تو نہیں آ گئی، انہوں نے پلٹ کر دیکھا۔ گبر نے جھپٹ کر جلدی سے ان پر حملہ کیا اور ان کا بازو پکڑ کر عبداللہ بن حذافہ کی طرح اٹھا کر گرفتار کرنا چاہا۔ میسرہ اس کی طرف پلٹے۔ دونوں میں زور آزمائی ہونے لگی۔ اسی وقت اسلامی علم نظر آیا۔ خالد بن الولید اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ اور ان کے ساتھی گھوڑے دوڑائے چلے آ رہے تھے۔ مسلمانوں نے انہیں دیکھتے ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ گبر نے آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ وہ تازہ دم مسلمانوں کو آتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گیا۔ اس کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ میسرہ کو موقع مل گیا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ مارا اور اسے اس کی زین سے جدا کرنا چاہا لیکن وہ زنجیروں سے زین میں کسا ہوا تھا الگ نہ ہو سکا۔

اس عرصہ میں خالد بن الولید بہت قریب آ گئے۔ گبر نے انہیں دیکھا۔ اسے اپنی ہلاکی کا یقین ہو گیا۔ اس نے میسرہ پر تلوار سے حملہ کیا۔ دونوں تلواریں ایک ساتھ بلند ہوئیں لیکن میسرہ وار میں سبقت لے گئے۔ ان کی تلوار نے گبر کے بائیں ہاتھ کو بازو سے کاٹ ڈالا۔ وہ گھوڑا دوڑا کر رومی لشکر کی طرف بھاگا۔ جو اذیت اسے پہنچی تھی اس سے وہ نالہ و فریاد اور گریہ و بکا کر رہا تھا۔ اس کے غلاموں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ گھوڑے

سے اتارا اور اسکے ہمراہی جراحوں نے اوزار آگ میں گرم کر کے زخم کو داغ دیا۔
گر کے بھاگتے ہی خالد بن الولید میسرہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ایک دوسرے
کو سلام کیا۔ میسرہ نے مختصر طور پر جنگ کی تمام روئیداد بیان کی۔

خالد نے کہا، "قسم ہے خدا کی عبداللہ بن حذافہ کی گرفتاری نے تمام مسلمانوں کو غمگین و آزردہ
کر دیا ہے۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب کی ملامت خوف علیحدہ ہے [illegible] ہم انہیں رہا کرانیکے [illegible]
مسلمانوں نے انتظار کیا کہ کوئی اور رومی میدان میں [illegible] کوئی نہ نکلا۔ بلکہ
رومی لشکر اپنے کیمپ میں واپس لوٹ گیا۔ مسلمان بھی اپنی فرودگاہ میں آ گئے۔
اگلے روز ایک بوڑھا رومی اپنے لشکر سے نکل آیا۔ وہ اونی لباس پہنے
ہوئے تھا۔ مسلمان اسے حضرت خالد کے سامنے لائے۔ وہ اظہار تعظیم
کے لئے سجدہ کے طور پر جھکنے لگا۔ خالد بن الولید اور دوسرے مسلمانوں نے
اسے روکا اور کہا، "تم کس لئے آئے ہو بیان کرو!"

بوڑھے نے کہا، "رومی لشکر کے سپہ سالار نے پیام بھیجا ہے کہ اگر تم اس
بات پر آمادہ ہو جاؤ کہ ہم سے کچھ مال لے کر واپس چلے جاؤ تو ہم تمہارے قیدی
کو چھوڑ دیں اور جس قدر مال تم طلب کرو گے ہم ادا کریں گے۔"

خالد بن الولید نے کہا، "ہماری واپسی تین باتوں میں سے ایک پر منحصر ہے
یا تو تم مسلمان ہو جاؤ۔ یا ہماری اطاعت کرو اور جزیہ دو ورنہ لڑو۔ رہا قیدی
کا معاملہ اگر تم انہیں خود رہا کر دو گے تو یہ ہم پر تمہارا احسان ہوگا اور اگر رہا
نہ کرو گے تو انشاء اللہ ہم زبردستی رہا کرا لیں گے۔

بوڑھا رومی۔ "کیا تم ہی عربوں کے سردار ہو؟"

خالد۔ ہاں۔

بوڑھا رومی۔ تب میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ آج جنگ ملتوی رکھو کل جو بطریق لڑنے آیا تھا اس کا ہاتھ کٹ گیا ہے اسے تکلیف ہے اسی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ جب اسے ذرا سکون ہو جائے تو وہ لوگوں سے مشورہ کر کے تمہیں جواب دے گا۔"

خالد۔ میں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اگر تم نہ لڑو گے تو ہم بھی آج نہ لڑیں گے۔ رومی واپس چلا گیا۔

رومیوں کا فرار

بوڑھا رومی واپس چلا گیا۔ اس نے بطریق سے تمام گفتگو بیان کی۔ رومی کیمپ سے باہر نہیں نکلے مسلمان بھی اپنی فرودگاہ ہی میں رہے۔ رات کو رومیوں نے کثرت سے اپنے لشکر میں آگ روشن کی اور ابتدائی رات میں خیمے اور خالتو سامان چھوڑ کر نہایت خاموشی سے بھاگ گئے۔

صبح کو خالد بن الولید نے رومی قاصد کے آنے کا انتظار کیا جب کوئی نہ آیا تو وہ لشکر لے کر میدان میں نکلے۔ تب بھی رومی کیمپ میں سے کوئی نہ نکلا۔ اب انہوں نے سمجھا کہ رومی ان کو دھوکا دے گئے۔ وہ دوڑ کر رومیوں کے کیمپ تک پہنچے وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ خالد نے غصہ سے اپنی انگلیوں کو کاٹا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور رومیوں کے تعاقب کا قصد کیا۔ میسرہ نے انہیں روکا اور کہا۔ اس نواح کے راستے نہایت دشوار گذار اور شہر دور دراز فاصلہ پر ہیں۔"

مسلمانوں نے رومیوں کے خیمے اور سامان پر قبضہ کیا اور ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس واپس آئے۔ ابوعبیدہ ان کے بخیریت واپس آنے سے بہت خوش ہوئے میسرہ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے انہیں مبارک باد دی۔ میسرہ نے ان سے جنگ کے تمام حالات بیان کئے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حذافہ قید ہوگئے اور انہیں رہائی نہیں ملی تو انہیں اور تمام مسلمانوں کو بڑا رنج وغم ہوا۔ ابوعبیدہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی "خدایا عبداللہ بن حذافہ کی حفاظت کر اور انہیں رہائی دے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اللّٰہُ مِنْ اَمْرِہٖ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا یعنی اے میرے اللہ تو ان کے کام میں کشائش اور جگہ نکلنے کی کر۔"

عبداللہ بن حذافہ کی رہائی کی کوشش ابوعبیدہ بن الجراح نے کی اور امیر المومنین حضرت عمر کو ایک خط لکھا جس میں مسلمانوں کے دروں میں جانے، رومیوں سے لڑنے اور بہ عافیت واپس آنے کے تمام حالات لکھ کر عبداللہ بن حذافہ کی گرفتاری کا حال بھی لکھا۔ جب یہ خط حضرت عمر کے پاس پہنچا تو وہ مسلمانوں کی گرفتاری کی خبر پڑھ کر بڑے رنجیدہ ہوئے۔ انہوں نے کہا "میں ہرقل اعظم کو ان کی رہائی کے لئے لکھوں گا اگر اس نے انہیں میرے پاس بھیج دیا تو اچھا ہے ورنہ خدا کی قسم میں اس کی طرف لشکروں کو اس وقت تک بھیجتا رہوں گا جب تک یا تو عبداللہ رہا نہ ہو جائیں یا ہرقل اعظم گرفتار نہ کر لیا جائے۔"

چنانچہ انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے ہرقل اعظم کو اس مضمون کا خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد حمد وہ خدا ہے جس کی نہ بیوی ہے نہ بیٹا ہے۔ اللہ نے اپنے

نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجی ہے۔"

یہ خط امیر المومنین عمر بن الخطاب کی طرف سے ہے۔ اے روم کے بادشاہ تیرے آدمی عبداللہ بن حذافہ کو قید کر کے لے گئے ہیں۔ اگر تو انہیں میرے پاس بھیج دے گا تو میں سمجھوں گا کہ تو راہ راست پر ہے اور اگر تو نے نہ بھیجا تو میں قسم کھاتا ہوں خدائے عزوجل کی کہ تیری طرف ایسے لوگوں کو بھیجوں گا جو جہاد سے زیادہ بہتر کسی سوداگری اور خرید و فروخت کو نہیں سمجھتے اور اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ نہ سوائے خدا کے کسی سے ڈرتے ہیں۔ اس پر سلام ہو جس نے راہ راست کی پیروی کی۔

حضرت عمرؓ نے یہ خط ابو عبیدہ کے پاس بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ اسے ہرقل اعظم کے پاس بھجوا دیں۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ نے ایک معاہدی کو معقول اجر اور زاد راہ دے کر قسطنطنیہ روانہ کیا۔ جب وہ قسطنطنیہ میں پہنچا تو بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ قیدیوں کے متعلق عرب کا قاصد آیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے ٹھیرا دو وقت مناسب پر طلب کیا جائے گا۔"

ترغیب و تنبیہ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے فلیطس ہرقل اعظم جو انطاکیہ سے بھاگ کر آیا تھا۔ ایشیا میں اپنی سلطنت کا زوال دیکھ کر رنج و صدمہ سے فوت ہو گیا تھا۔ اور اس کے مرنے پر اس کا بیٹا قسطنطین تخت نشین ہوا تھا چونکہ اس رومی بادشاہ کا لقب ہرقل اعظم کہلاتا تھا۔ جب ابو عبیدہ کا قاصد عبداللہ بن حذافہ کی رہائی کے

لئے پہنچا۔ تو اس وقت قسطنطین ہی ہرقل اعظم تھا۔ (اب جس جگہ ہرقل اعظم کا نام آئے اسے قسطنطین سمجھنا چاہیئے)۔

قسطنطین نے عبداللہ بن حذافہ کو طلب کیا۔ اور اس روز اپنے دربار کی شان تجمل ظاہر کرنے کے لئے بڑا اہتمام کیا۔ عبداللہ بن حذافہ اس کے دربار میں پہنچے تمام بطارقہ۔ اراکین سلطنت۔ درباری اور خود ہرقل اعظم بڑے تزک و احتشام سے بیٹھے ہوئے تھے۔"

عبداللہ بن حذافہ نے بیان کیا ہے کہ جب میں ہرقل اعظم کے دربار میں پہنچا تو اس کے مصاحبوں اور بطریقوں نے مجھ سے بادشاہ کو سجدہ کرنے کے لئے کہا۔ میں نے انکار کیا۔ ہرقل اعظم نے مجھ سے خود عربی زبان میں گفتگو شروع کی۔ (قسطنطین بھی عربی جانتا تھا) اور پوچھا "کیا تم اپنے نبی کے گھرانے سے ہو؟"۔

میں نے جواب دیا۔ "نہیں۔ البتہ میں ان کے نبی عم سے ہوں"۔

ہرقل اعظم۔ تب بھی تم معزز ہو۔ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو میں تمہارے ساتھ اپنے بطارقہ میں سے کسی بطریق کی خوبصورت اور پرجمال لڑکی بیاہ دوں گا اور تمہیں زبردست جاگیر دے کر اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لوں"۔

میں۔ میں اس دین اسلام کو جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

ہرقل اعظم۔ ابھی فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو۔ اگر تم مسیحی ہو گئے تو میں ایک بجائے خوبصورت لڑکی سے بیاہ کر دینے کے علاوہ جس قدر دولت تمہیں دوں گا اسے ذرا دیکھو۔

اس نے ایک جامہ دان منگایا جو جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ جب وہ کھولا گیا تو اس میں آبدار جواہرات تھے کہ ان کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ میں نے

اس کی طرف دیکھا اور دل میں کہا۔ اللہ اکبر کس قدر دولت ہے۔"
ہرقل اعظم نے مجھ سے کہا۔ "یہ لاکھوں روپے کی دولت میں تمہیں دیدوں گا۔"
میں نے کہا۔ "یہ دولت کیا اگر تم مجھے اپنی سلطنت بھی دیدو تب بھی یہ ممکن نہیں ہے۔"
ہرقل اعظم نے بگڑ کر کہا۔ "اگر تم میرے مذہب میں داخل نہ ہو۔ گے تو میں تمہیں قتل کرا ڈالوں گا۔"

میں نے اطمینان سے کہا۔ "تم شوق سے مار ڈالو میں کبھی اپنا مذہب نہ چھوڑونگا
ہرقل اعظم۔ اچھا تم صلیب مقدس کو ایک سجدہ کر لو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔"
میں۔ ہم سوائے خدا کے اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔"
ہرقل اعظم۔ اچھا تم سور کا گوشت کھا لو میں رہا کر دوں گا۔"
میں۔ سور کا گوشت شریعت اسلامیہ میں حرام ہے۔ میں ہرگز نہیں کھا سکتا۔
ہرقل اعظم۔ اچھا ایک پیالہ شراب پی لو میں جب بھی چھوڑ دوں گا۔"
میں۔ شراب بھی ہمارے یہاں حرام ہے میں نہ پیوں گا۔"
ہرقل اعظم نے خشمناک ہو کر کہا۔ "قسم ہے مقدس صلیب کی اور قسم ہے اپنے دین کی جب تک تم سور کا گوشت نہ کھاؤ گے اور شراب نہ پیو گے میں ہرگز تمہیں رہا نہ کروں گا۔"
چنانچہ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ مجھے ایک مکان میں قید کر دیں اور سور کا گوشت اور شراب میرے سامنے رکھدیں۔ جب تک میں یہ دونوں چیزیں نہ کھاؤں پیوں کوئی اور چیز نہ دیں۔ نہ کسی کو میرے پاس آنے دیں نہ مجھے کہیں جانے دیں۔ غلاموں نے لے جا کر مجھے ایک مکان میں قید کر دیا اور میرے سامنے

سور کا گوشت اور شراب رکھدی۔ تین روز تک کسی نے میری خبر نہیں لی چوتھے روز اس نے اپنے لطارقہ سے جو میری نگرانی پر متعین تھے دریافت کیا کہ قیدی نے کیا کیا۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ان بطریقوں نے اس سے عرض کیا" اے بادشاہ اس نے نہ سور کا گوشت چھوا نہ شراب کو ہاتھ لگایا۔ یہ شخص بزرگ قوم ہے۔ اس ذلت کو کبھی گوارا نہ کرے گا۔ خواہ مر جائے۔ ابھی تک مسلمانوں سے جنگ ہو رہی ہے ہم جو کچھ اس قیدی کے ساتھ کریں گے وہی مسلمان ان کے ساتھ کریں گے جو ہماری قوم میں سے ان کے ہاتھوں میں قید ہو جائیں گے۔"

ہرقل اعظم نے مجھے اپنے روبرو طلب کر کے کہا۔" تم نے گوشت کیوں نہیں کھایا اور شراب کیوں نہیں پی؟"

میں نے کہا" اللہ تعالے اور اس کے رسول صلعم کی نافرمانی کے خیال سے میں نے ایسا نہیں کیا۔ اگرچہ یہ دونوں چیزیں حرام ہیں لیکن۔ اے بادشاہ تین دن کے بعد اپنی زندگی بچانے کے لئے وہ مجھ پر حلال ہو گئیں تھیں۔ مگر مجھے شرم آئی کہ میں اپنی زندگی بچانے کے لئے یہ چیزیں کھا کر مسلمانوں کے لعن طعن سنوں

اب ہرقل اعظم نے امیر المومنین حضرت عمر کا خط طلب کر کے پڑھا۔

عبداللہ بن حذافہ کی رہائی

خط پڑھ کر ہرقل اعظم نے عبداللہ بن حذافہ کی زنجیریں علیحدہ کرا دیں ان کا بڑا احترام کیا۔ انہیں آزاد کر دیا۔ انہیں بہت کچھ مال و اسباب دیا اور ایک نہایت آبدار اور بڑا موتی امیر المومنین حضرت عمر کو تحفہ کے طور پر ان کے ہاتھ بھیجا۔ انکے

ساتھ ان کی حفاظت کے لئے سواروں کا ایک گروہ کر دیا۔ یہ لوگ انہیں دروں تک اس مقام پر پہنچا گئے۔ جہاں سے اسلامی گورنمنٹ کی حکومت شروع ہوتی تھی۔

عبداللہؓ بن حذافہ وہاں سے چل کر ابوعبیدہ کے پاس آئے۔ ابوعبیدہ اور مسلمان انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انہیں مدینہ منورہ بھیج دیا۔

جب عبداللہؓ بن حذافہ امیرالمومنین حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو وہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر انہیں ان کی سلامتی اور رہائی پر مبارکباد دی۔"

حضرت عمرؓ کی دولت سے بے تعلقی

عبداللہ بن حذافہ نے وہ آبدار موتی جو ہرقل اعظم نے تحفہ کے طور پر حضرت عمرؓ کو بھیجا تھا۔ امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ اور دوسرے مسلمان اس موتی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ طیبہ کے جوہریوں کو بلا کر وہ موتی کی قیمت کا اندازہ کرنے کے لئے انہیں دکھایا۔ انہوں نے کہا۔ "یہ موتی بے بہا ہے۔ ہم نے کبھی اتنا بڑا اور ایسا موتی نہیں دیکھا۔ ہم اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔"

حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جمع کر کے وہ موتی انہیں دکھایا اور کہا "مسلمانو ہرقل اعظم نے یہ موتی مجھے تحفہ کے طور پر بھیجا ہے۔ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" مسلمانوں نے کہا۔ "یہ تمہارا حق ہے۔ تم اسے لو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں برکت دے" حضرت عمرؓ نے کہا۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہ۔ تم نے یہ موتی میرے لئے

حلال کر دیا۔ لیکن میں ان مسلمانوں کا حق کیسے غضب کر لوں جو دور ہیں۔ نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ ماؤں کے بیٹوں اور باپوں کی پشتوں میں ہیں اور ان مہاجرین اور انصار کا جو جہاد کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم عمر قیامت کے روز ان کے مطالبہ کی طاقت نہ رکھے گا۔"

چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے اس موتی کو اسی وقت فروخت کر کے اس کی قیمت بیت المال میں جمع کر دی۔

عمرو بن العاص کی قیساریہ کی طرف روانگی

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ مسلمانوں نے موآت، کفر طاعت۔ اور فامیہ والوں سے صلح کر لی تھی۔ یہ تمام قلعے اور شہر جبل ابی کے دامن میں تھے عمرو بن العاص قیساریہ کی طرف روانہ ہوئے تھے ان کے ساتھ پانچ ہزار مسلمان تھے۔ ان میں عبادہ بن صامت۔ عمرو بن ربیعہ۔ بلال بن عمامہ۔ ربیعہ بن عامر اور سبیع بن حمزہ تھے۔"

شراب نوشی کی سزا

سبیع بن حمزہ نے بیان کیا ہے کہ میں عمرو بن العاص کے ساتھ تھا ہم ایک گاؤں میں پہنچے۔ میں نے ایک گھر میں انگور کی بیل دیکھی۔ اس میں بڑے بڑے خوشے انگور کے لٹک رہے تھے۔ انگور بڑی قسم کے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک انگور توڑ کر کھا لیا۔ انگور کھاتے ہی مجھے شدت کی سردی لاحق

ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا جیسے جاڑہ چڑھ آیا۔ میں نے کہا۔" برا کرے اللہ ان بے ختنہ بریدہ کافروں کا ان کا شہر سرد ہے۔ ان کا پانی سرد ہے اور ان کے انگور سرد ہیں۔ اگر یہی حالت ہے تو خوف ہے کہ کہیں ہم سردی کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جائیں

ایک مسیحی میری باتیں سن رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔" اے عرب! اگر تمہیں انگور کے کھانے سے سردی معلوم ہوئی ہے تو آؤ میں ایسی چیز بتاؤں جو تمہیں گرم کر دے۔"

وہ مجھے لے کر چلا۔ اور بھی کئی مسلمانوں نے انگور کھائے تھے اور انہیں بھی سردی معلوم ہو رہی تھی۔ وہ بھی میرے ساتھ ہو لئے وہ ردمی ہمیں ایک بڑے مٹکے کے پاس لے گیا۔ اس میں پانی تھا۔ میں نے اور مسلمانوں نے پی لیا۔ ہمیں نشہ ہو گیا اور ہم جھومتے ہوئے لشکر میں پہنچے۔ عمرو بن العاص کو معلوم ہو گیا کہ ہم نے شراب پی ہے۔ انہوں نے ابو عبیدہؓ کو لکھا۔ ابو عبیدہؓ نے جواب میں لکھا کہ۔

"حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ جن لوگوں نے شراب پی ہے ان پر حد جاری کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا خیال نہ کرو۔"

عمرو بن العاص نے مجھے اور ان مسلمانوں کو جنہوں نے میرے ساتھ شراب پی تھی۔ بلایا اور سب مسلمانوں کے سامنے ہمارے تازیانے لگائے۔ مجھے ان تازیانوں سے بڑی تکلیف ہوئی۔ میں نے کہا۔" میں ضرور اس گبر کو مار ڈالوں گا جس نے مجھے شراب پر راہ بتائی ہے۔"

میں تلوار لے کر گاؤں میں گیا اور اس گبر کو تلاش کرنے لگا۔ وہ مل گیا۔ میں اسے قتل کرنے کے لئے دوڑا۔ وہ بھاگا اور کہنے لگا۔ "میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "سختی ہو تجھ پر تو نے مجھے ایسی چیز (شراب) کی طرف راہ بتائی جو ہمارے مذہب میں حرام ہے اور جس کے پینے سے پروردگار ناخوش ہوتا ہے۔ میں تازیانوں سے پیٹا گیا ہوں۔ میری کمر ادھڑی پڑی ہے۔"

گبر نے کہا۔ "قسم ہے حضرت مسیح کی مجھے معلوم نہ تھا کہ شراب تمہارے مذہب میں حرام ہے۔"

شبیح بن حمزہ نے بیان کیا ہے کہ قریب تھا کہ میں اس گبر کو قتل کر ڈالوں کہ عبادہ بن صامت نے پکار کر کہا۔ "احتیاط کرو اے شبیح! یہ ہماری ذمہ داری میں داخل ہے۔ اگر تم نے اسے مار ڈالا تو امیر المومنین عمر بن الخطاب تم پر خشمناک ہوں گے۔"

میں ڈر گیا۔ اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ چلا گیا اور میرے لئے انجیر اور جوز لے کر آیا اور کہنے لگا۔ "تم انہیں کھاؤ۔ یہ تمہیں گرم کر دیں گے۔"

میں نے انہیں کھایا۔ وہ نہایت خوش ذائقہ خوشبودار اور پاکیزہ تھے میں نے اس سے کہا۔ "برا کرے تیرا اللہ تعالیٰ! تو نے یہ چیزیں اس سے پہلے کیوں نہ دیں کہ میں تازیانوں سے پیٹا جاؤں گا۔"

جاسوس کا قتل

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے

پانچ ہزار لشکر کے ایک گاؤں میں مقیم تھے جس کا نام نخل تھا۔ یہ خبر قسطنطین کو پہنچی وہ اس وقت قیسیاریہ میں تھا۔ اس کے پاس اس کے باپ کے تمام بطارقہ بھاگ کر آ گئے تھے۔ اس وقت اس کے ساتھ جو لشکر تھا اس کی تعداد اسی ہزار تھی۔ اس نے ایک عرب متنصرہ کو بلا کر کہا۔ تو اسلامی لشکر میں جا کر معلوم کر کے آکہ ان کی تعداد کس قدر ہے۔"

وہ چلا اور لشکر میں آکر معلومات حاصل کرتا رہا۔ وہ اہل یمن میں جا پہنچا وہ لوگ آگ کے گرد بیٹھے تاپ رہے تھے وہ بھی بیٹھ کر تاپنے لگا اور مسلمان جو باتیں کر رہے تھے انہیں سنتا جاتا تھا۔ جب اس نے سب کچھ معلوم کر لیا تو اٹھا۔ اٹھتے وقت حسب عادت اس کی زبان سے ایسے کلمات نکل گئے جو عیسائی عام طور پر بولا کرتے تھے۔"

اہل یمن انہیں سنکر چونک گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ شخص عرب متنصرہ ہے اور جاسوس ہے وہ جست کر کے اسکے اوپر جا پڑے اور چشم زدن میں اسے مار ڈالا اس کے قتل کرنے کے وقت عظیم شور بلند ہوا عمرو بن العاص نے بھی سنا۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا "کیا بات ہے؟" ان سے بتایا گیا کہ ایک جاسوس اہل یمن میں آگیا تھا۔ انہوں نے اسے مار ڈالا۔"

عمرو بن العاص نہایت خفا ہوئے انہوں نے اہل یمن کو بلا کر کہا "تم نے یہ کیا غلطی کی۔ تمہیں جاسوس کو پکڑ کر میرے پاس لانا چاہیئے تھا۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا کہ کس قدر جاسوس ہمارے لشکر میں آئے ہوئے ہیں اور دشمن کے ارادوں کا حال بھی کھل جاتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔ آئندہ احتیاط رکھو

عمرو بن العاص نے اسی وقت اپنے لشکر میں منادی کرا دی کہ جس شخص پر جاسوس ہونے کا شبہ ہو یا کوئی ایسا شخص معلوم ہو جسے مسلمان نہ جانتے ہوں جو اپنے آپ کو مسافر بتاتا ہو اسے میرے سامنے لایا کرے۔"

قسطنطین کی آمد

جب قسطنطین کا جاسوس واپس نہ گیا تو اس نے سمجھ لیا کہ وہ مارا گیا۔ اس نے دوسرا جاسوس بھیجا۔ اس نے لشکر کو آکر دیکھا اور واپس جا کر قسطنطین سے کہا۔" اے بادشاہ! میں نے اندازہ لگایا ہے۔ پانچ ہزار مسلمان ہیں۔"

قسطنطین یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا۔" قسم ہے مسیح، صلبان اور انجیل کی میں مسلمانوں سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک یا تو انہیں ان کے ملک کی طرف نہ پلٹا دوں یا مارا نہ جاؤں۔"

پھر اس نے طلب کیا بطارقہ۔ ارا حیہ اور مذبحیہ کو اور انہیں جنگ پر آمادہ کر کے دس ہزار سواروں پر ایک مشہور بطریق کو افسر مقرر کیا۔ اس کا نام سکان ذکر تھا۔ اسے ایک علم دیا جو جواہرات کے عصا پر تھا۔ اور جس کے سر پر سونے کی صلیب تھی وہ اس کا فوجی افسر بھی تھا۔ اسے بطور طلیعہ کے روانہ کیا۔

اس کی روانگی کے بعد اس نے ایک بطریق کو جس کا نام دمستق ہرسہ تھا دس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور دوسرے روز قسطنطین معہ بقیہ لشکر کے خود روانہ ہوا اور قیساریہ میں اپنے چچا زاد بھائی لنتادیل کو حفاظت پر چھوڑ آئے۔

جب سکان ذکر دس ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو مسلمان اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا "ہم پانچ ہزار ہیں یہ دس ہزار۔ ایک کا مقابلہ دو سے ہے کچھ بڑی بات نہیں۔"

اس وقت دستق ہرسہ دس ہزار لشکر لے کر پہنچا۔ عمرو بن العاص نے کہا "مسلمانو! دشمن کے لشکر کی آمد شروع ہو گئی ہے خدا ہی کو خبر ہے کہ کس قدر لشکر ہمارے مقابلہ میں آنے والا ہے۔ اگر تم جلدی کر کے جاسوس کو نہ مار ڈالتے تو شاید کچھ معلوم ہو جاتا لیکن ہمیں دشمنوں کی کثرت سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ جہاد سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے اور شہادت سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہے۔ شہید زندہ رہتے ہیں مرتے نہیں ہیں۔ خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرتے مارے گئے انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے روزی پاتے ہیں۔"

عمرو بن العاص نے سربرآوردہ مسلمانوں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا کہ اگر تمہاری رائے ہو تو کسی کو ابو عبیدہ کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ یقین ہے وہ ضرور مدد کریں گے۔"

ربیعہ بن عامر نے کہا "اے عمرو تم اللہ کی مدد پر بھروسہ کرو یہ بات تمہارے تجربہ میں آچکی ہے کہ خدا نے اکثر جگہ ہماری مدد کی اور ہمیں تھوڑے ہونے پر بھی فتح عطا فرمائی۔ وہ بڑی قدرت والا ہے۔ ضرور ہمیں کافروں پر غالب کرے گا۔"

عمرو. خدا کی قسم تم نے سچ کہا. ہمیں خدا کی اعانت پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے
چنانچہ اگلے روز عمرو بن العاص مع لشکر کے سوار ہوئے اور مسلمان
تکبیریں کہتے ہوئے چلے ان کی تکبیر و تہلیل کی آوازیں پہاڑوں سے ٹکرا کر
گونجنے لگیں۔ زمین ہچکولے کھانے لگی۔ مسیحیوں پر رعب و خوف طاری ہو گیا
قسطنطین بھی آ چکا تھا۔ اس نے جب اسلامی لشکر کی طرف دیکھا تو اسے
بہت زیادہ لشکر نظر آیا۔ اس نے جاسوس کو بلا کر کہا: "یہ پانچ ہزار مسلمان
ہیں۔ یہ تو بہت زیادہ ہیں۔ تو نے کیسے اندازہ کیا تھا؟"

جاسوس نے عرض کیا: "حضرت مسیح کی قسم میں نے جب مسلمانوں کو دیکھا
تھا تو پانچ ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ ان کی مدد کے
لئے اور لشکر آ گیا۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ عمرو بن العاص کے ساتھ
پانچ ہزار مسلمان ہی تھے لیکن اللہ تعالے نے یا تو فرشتوں کو ان میں شامل
کر دیا تھا یا کافروں کی نظر بندی کر دی تھی۔ انہیں مسلمانوں کی تعداد بہت
زیادہ معلوم ہو رہی تھی۔ چنانچہ قسطنطین نے کہا "معلوم ایسا ہوتا ہے
کہ خدا نے فرشتوں سے ان کی مدد کی ہے۔ میرا باپ بڑا دانا اور بینا
تھا۔ ان عربوں کے حال سے خوب واقف تھا۔ جب باہان اور ارمنی
یرموک کے مقام پر دس لاکھ لشکر سے بھی زیادہ لے کر مسلمانوں سے
ملاقی ہوا اور مسلمانوں نے اسے ہزیمت دی تو میرے باپ نے کہا تھا
اب رومیوں میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی قوت باقی نہیں رہی ہے۔

ہیں نے بڑی غلطی کی کہ ان کے مقابلہ کو نکلا ان پر لڑ کر فتح پانا دشوار ہے البتہ مکر و فریب سے کامیابی ممکن ہے۔ میں ان کے ساتھ فریب کروں گا۔"

چنانچہ قسطنطین نے فلسیا ربہ کے قس کو جو نہایت عالم اور بڑا ہوشیار تھا اور فلسیا ربہ سے قسطنطین کے ساتھ آیا تھا بلا کر کہا۔"تم عربوں کے لشکر میں جاؤ اور اس کے سردار سے کہو وہ اس قاصد کو بھیجیں تاکہ اس سے مصالحت کی گفتگو کی جائے۔"

قس دیباج سیاہ کپڑے پہنے تھا اور ایک اونچی ٹوپی بالوں کی اوڑھے تھا۔ وہ سبز رنگ گھوڑے پر سوار ہوا ایک جواہر نگار صلیب ہاتھ میں لی اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب آ کر کہا۔"اے گروہ عرب ہمارا بادشاہ قسطنطین بڑا رحم دل ہے وہ خونریزی کو پسند نہیں کرتا تم کسی قاصد کو بھیجو جو صلح کے متعلق گفتگو کر سکے۔

عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے کہا۔"تم نے سنا کہ کافر بے ختنہ بریدہ کیا کہہ رہا تھا۔ تم میں سے کون شخص اللہ اور اس کے رسول صلعم کی رضامندی کی طرف دوڑے گا اور یہ معلوم کرے گا کہ رومی کیا کہتا ہے۔"

بلال بن حمامہ موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرو بن العاص کے پاس آئے اور کہا۔"مجھے اجازت دیجئے میں جاؤں گا۔"

بلال بڑے گرانڈیل تھے۔ ایسے دراز قد کہ درخت کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ وہ چونکہ حبشی النسل تھے اس لئے سیاہ فام تھے ان کی آنکھیں بہت زیادہ سرخ تھیں وہ نہایت بلند آواز تھے۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے وہ اذان دینے کی خدمت پر مامور رہے حضور کے وصال

کے بعد انہوں نے اذان کہنی بند کر دی. رسول اللہ صلعم کی وفات کا انہیں بہت صدمہ ہوا تھا. وہ جہاد کرنے شام ملک میں آئے تھے. عمرو بن العاص نے ان سے کہا "اے بلال! ہمارے نزدیک تمہارا بڑا رتبہ ہے. لیکن کافر تمہارے رتبہ کو نہیں سمجھ سکیں گے. اس کے علاوہ تم حبشی ہو. اہل عرب کی طرح فصیح الزبان نہیں ہو. نہ تمہارا کلام مسجع اور مقفیٰ ہوتا ہے اس لئے تم نہ جاؤ کسی عرب کو بھیجئے

بلال. میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ صلعم کے حق کی قسم دیتا ہوں مجھ ہی بھیجو

عمرو. تم نے بڑی بزرگ اور سخت قسم دلائی اچھا جاؤ. فصیح البیانی سے کام لینا. شریعت اسلام کی بزرگی ان پر ظاہر کرنا"

بلال چل کر قش کے پاس آئے وہ ایسے گرانڈیل تھے کہ دیکھنے والے ڈر جاتے تھے ان کے دونوں شانے بڑے کشادہ تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ قوم شنوہ سے ہوں. اس روز وہ قمیض کرابیس شام کی پہنے تھے جو ٹخنوں تک لمبی تھی. سر پر صوف کا عمامہ تھا. تلوار کمر میں لٹکائے تھے توشہ دان کاندھے پر ڈالے تھے. نیزہ ہاتھ میں لئے تھے"

انہیں دیکھ کر قش حیران رہ گیا. وہ سمجھ گیا کہ وہ عرب نہیں بلکہ غلام ہیں. اس نے کہا "افسوس مسلمانوں کے نزدیک ہماری بالکل بھی وقعت نہیں ہے انہوں نے ہمیں حقیر و ذلیل سمجھ کر غلام کو گفتگو کرنے کے لئے بھیجا ہے"

اس نے بلال سے مخاطب ہو کر کہا "تم واپس جاؤ. تمہارا بادشاہ کسی ذی عزت عرب کو طلب کرتا ہے"

بلال نے کہا "اے قش تو میرے رتبہ سے واقف نہیں. میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن ہوں۔ نیز سے بادشاہ کی باتوں کا معقول جواب دے سکتا ہوں۔"

قس "اچھا ٹھیرو۔ میں بادشاہ سے اجازت حاصل کر لوں۔"

قس نے قسطنطین سے جا کر کہا۔ اے بادشاہ! عربوں نے ایک غلام کو تم سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ وہ غلام ہیبتاک ڈیل ڈول کا ہے درخت کی طرح دراز قد ہے حبشی ہے مضبوط جسم کا ہے بڑا توانا ہے۔"

قسطنطین بلال کی صفت سنکر مرعوب ہوگیا۔ اس نے قس سے کہا "تم واپس جاکر عربوں سے کہو کہ بادشاہ تمہارے سردار کو گفتگو کرنیکے لئے طلب کرتا ہے۔"

قس نے بلال کے پاس آکر کہا "تم واپس جاؤ اور اپنے سردار کو گفتگو کرنے کے لئے بھیجو۔"

بلال دل شکستہ ہو کر واپس آئے۔ انہوں نے عمرو بن العاص سے کہا۔ "بادشاہ نے تمہیں طلب کیا ہے۔"

عمرو بن العاص نے شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر علم الٰہی دے کر کہا۔"

"میں بادشاہ روم کے پاس جاتا ہوں۔ تمہیں اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔"

شرجیل۔ اے ابا عبداللہ (عمرو بن العاص کی کنیت ہے) تم جا رہے ہو۔ رومی بادشاہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے تم مسلمانوں کو کس پر چھوڑے جا رہے ہو۔"

عمرو "میں خدا پر چھوڑتا ہوں۔ مسلمانوں کا خدا ہی حامی و مددگار اور والی وارث ہے اور تمہیں اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔"

عمرو بن العاص علیم شرجیل کو دے کر گھوڑے پر سوار ہوئے انہوں نے زرہ پر صوف کا جبہ پہن رکھا تھا اور زرد رنگ کا یمنی عمامہ سر سے باندھ رکھا تھا۔ دوال (چمڑہ) کا پٹکا کمر سے باندھا تھا۔ تلوار گلے میں ڈال لی تھی۔ نیزہ رکاب میں لگا لیا تھا۔ وہ فنس کے پاس جا کر رکے۔ فنس انہیں اس ہیبت میں دیکھ کر ہنسا۔ عمرو بن العاص نے اس سے دریافت کیا۔ "تیرے ہنسنے کا کیا سبب ہے؟"

فنس نے جواب دیا "تمہارے لباس اور تمہارے ہتھیار دیکھ کر بے اختیار ہنسی آ گئی۔ ان ہتھیاروں سے تم کیا کام لے سکتے ہو؟"

عمرو: "اگر تمہارا بادشاہ بدعہدی اور بے وفائی کرے گا تو تو دیکھے گا کہ یہ ہتھیار کیا کام دیتے ہیں۔

فنس: مگر ہم اور ہمارا بادشاہ بے وفائی نہیں کرتے ہیں۔

فنس عمرو بن العاص کو اپنے ساتھ لے کر ...... چلا اور رومی لشکر میں پہنچ کر انہیں ٹھہرا کر قسطنطین کے پاس گیا:

عمرو بن العاص اور قسطنطین کا مکالمہ

فنس نے قسطنطین کو عمرو بن العاص کے آنے کی اطلاع دی۔ اور ان کے لباس اور ہتھیاروں کا ذکر کیا۔ قسطنطین بھی ہنسا! اس نے کہا "تم انہیں ساتھ لیکر آؤ" فنس گیا۔ قسطنطین نے اپنا رعب ڈالنے کے لئے دربار آراستہ کیا۔ بطارقہ اور حجاب، فنس اور راہب ... ہ میں جمع ہوئے۔ عمرو بن العاص فنس کے ساتھ دربار میں داخل ہوئے۔ انہوں نے عربوں کی طرح قسطنطین کو سلام کیا اور اسے

دعا دی۔ قسطنطین ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اس نے انہیں مرحبا کہا اور اپنے برابر تخت پر بیٹھنے کی پیش کش کی۔ عمرو بن العاص نے اس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔

"ہم مسلمان بہترین اور پاک بچھونا زمین کو جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ زمین پر چار زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ نیزہ انہوں نے اپنے سامنے رکھ لیا اور تلوار زانو پر رکھ لی۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ قسطنطین بڑا عالم تھا۔ اس کی واقفیت بہت زیادہ تھی۔ اس نے سلسلۂ کلام جاری کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا کیا نام ہے

عمرو:۔ میرا نام عمرو بن العاص ہے۔ میں عرب بزرگ اور دارِ یا بابیت الحرم سے ہوں

قسطنطین۔ اے عربی جوان! اگر تم بزرگ عرب سے ہو تو ہم بزرگ روم سے ہیں۔ ہمارے تمہارے درمیان میں قرابت ہے۔ ہمارے تمہارے نسب ملے ہوئے ہیں

عمرو۔ ہمارے تمہارا النسب ایک کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم قریش بزرگ سے ہیں اور تم روم سے ہو۔

قسطنطین۔ کیا تم بھول گئے کہ تم بھی آدم کی اولاد ہو اور ہم بھی۔ نوح تمہارے بھی جد ہیں اور ہمارے بھی۔ عرب حضرت اسمٰعیل کی نسل سے ہیں اور روم بن العیص بن اسحاق کی اولاد سے ہیں۔ وہ دونوں حضرت ابراہیم کی اولاد تھے بزرگوں نے ممالک آپس میں تقسیم کر لئے تھے اب تمہیں وہ بانٹ مناسب نہیں ہوئی۔ تمہارے حصہ میں ریگ زار آیا تھا۔ ہمارے حصہ میں سرسبز و شاداب زمین۔ مگر تمہیں اس تقسیم میں اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اگر تم ہمیں ہمارے شہروں سے نکالو گے تو ظالم ٹھیرو گے۔"

عمرو:۔ "تم نے ٹھیک کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسمٰعیل بھی ہیں اور

اسحاق لکھا ہیں: اسحٰق کے بیٹے عیص تھے۔ ہم اہل عرب حضرت اسمٰعیل کی اولا
سے ہوا اس لئے ہم تم دونوں حضرت نوح کی اولاد سے ہیں۔ حضرت نوح کے تین بیٹے
حام۔ سام اور یافت تھے۔ حضرت نوح نے جب دنیا کو اپنے بیٹوں پر تقسیم کیا تو
اس وقت وہ حام سے ناخوش تھے۔ چنانچہ انہوں نے انہیں عرب کی سرزمین دی جو
خشک ریگ زار ہے اور سام کو ملک شام۔ یمن۔ حضرموت سے عمان تک کا
علاقہ دیا جو زرریز اور خوش سواد ہے اور یافت کو ایشیا کا بڑا حصہ دیدیا جس
میں کئی براعظم عمدہ تھے۔ یہ تقسیم مناسب نہیں تھی اور اگر تم مناسب یہی سمجھتے ہو تو
اب تک ہم عرب میں رہے اور تم شام وغیرہ میں۔ اب تم عرب میں چلے جاؤ۔
اور ہم یہاں رہ لیں۔"

قسطنطین۔ تمہاری معلومات کافی وسیع ہیں۔ تم واقعی بزرگ قوم ہو۔ لیکن جو
تقسیم ہو چکی اور بزرگوں نے کی۔ اس پر اب صدیوں بعد اعتراض کر کے اسے
بنائے نزاع بنانا کہاں کی انسانیت ہے۔ آخر ہم تمہارے بھائی ہیں۔"

عمرو۔" درست ہے۔ ہم بزرگوں کی تقسیم پر نزاع نہیں کر رہے بلکہ ہمارا جھگڑا
تو اس بات پر ہے کہ ہم خدا کو ایک مانتے ہیں۔ تم تین خداؤں کے قائل ہو۔
شرک نہ کرو۔ ہماری طرح تم بھی موحد ہو جاؤ۔ ایک خدا کو پوجو۔ ہم عرب میں واپس
چلے جائیں گے۔"

قسطنطین۔ لیکن اس سے پہلے تم بت پرست تھے۔"

عمرو۔" یہ ٹھیک ہے۔ جب تک ہم گمراہ رہے۔ کفر و شرک میں مبتلا رہے۔
جب سے مسلمان ہوئے توحید پرست بن گئے۔ اب مسلمان ہمارے بھائی

خواہ وہ سام کی اولاد سے ہوں یا یافث کی اور جو مسلمان نہیں ہیں وہ چاہے حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہوں ہمارا ان سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ دین کے معاملہ میں ہمیں ان سے جہاد کرنا ضروری ہے اور ہم وہ ہیں جو دنیا سے زیادہ آخرت کو چاہتے ہیں موت سے نہیں ڈرتے۔ جہاد ہمارا دن رات کا مشغلہ ہے۔ شہادت ہماری عین تمنا ہے۔ موت کو ایسا ہی دوست رکھتے ہیں جیسا تم زندگانی کو دوست رکھتے ہو"

قسطنطین نے درباریوں کی طرف دیکھ کر کہا "تم نے اس عرب کی گفتگو سنی یہ اپنے قول کے سچے ہیں قسم ہے چاروں کیسوں کی قربانی کی۔ حضرت مسیح کی اور مقدس صلیبوں کی کہ ہمیں ان کے مقابلہ میں کوئی بزرگی نہیں ہے۔ ہم دنیا کے طالب ہیں وہ آخرت کے۔ ہم مذہب سے روگرداں ہیں وہ مذہب کے حامی ہیں"

عمرو بن العاص نے روایت کی ہے کہ جب میں نے قسطنطین کی یہ بات سنی تو مناسب سمجھا کہ کچھ نصیحت کروں چنانچہ میں نے کہا "اے عظیم روم! جب تم ہمارے بھائی ہونے کے مدعی ہو تو مسلمان ہو کر حقیقی بھائی سے بڑھ کر بھائی کیوں نہیں ہو جاتے"

قسطنطین۔ "ہم اپنا مذہب نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی دین پر ہمارے باپ دادا مر گئے اسی پر ہم بھی مر جائیں گے"

عمرو۔ "اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو ہماری امارت تسلیم کر کے ہمیں جزیہ دو اس صلہ میں ہم تمہاری تمہارے دشمنوں سے حفاظت کریں گے"

قسطنطین۔ "یہ بھی ناممکن ہے۔ میرے باپ نے قوم سے یہی کہا تھا کہ عربوں سے جزیہ دے کر صلح کر لو لیکن تمام اکابر قوم بھڑک گئے تھے اور ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے تھے۔ یہ بات مسلمان ہونے سے بھی زیادہ دشوار ہے"

عمرو۔ خدا کی قسم میں نے تمہیں تمہاری بھلائی کے لئے یہ دونوں باتیں پیش
کی تھیں۔ لیکن تم نے از راہ تکبر ان میں سے کوئی بات نہ مانی۔ سچ پوچھو تو تم میں بھی
نافرمانی کا وہی مادہ ہے جو تمہارے جد عیص میں تھا۔ عیص نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی
کی تھی۔ یہ واقعہ تمہیں یاد ہوگا۔ اگرچہ تم ہمارے رشتہ دار ہو سکتے تھے۔ اسے منحرف ہوا
اس لئے ہم تم سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ خدا نے نبی برحق کو سارے جہان
کے لئے نبی بنا کر بھیجا اور چونکہ خدا حضرت افضل البشر کو نبی بنانا چاہتا تھا
اس لئے اس نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے منتخب کیا۔ دنیا اس
بات کو جانتی ہے کہ عربوں میں بہترین عرب کنانہ ہیں۔ بہترین قوم قریش ہے
اور قریش میں بہترین قبیلہ بنی ہاشم ہے اور بنی ہاشم میں بہترین گھرانہ عبدالمطلب
کا ہے اور عبدالمطلب کی بہترین اور برگزیدہ خلائق اولاد حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں چنانچہ خدا نے انہیں ہی نبی بنایا۔ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل نے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ میں نے ساری دنیا کو مشرق سے مغرب
تک اور شمال سے جنوب تک دیکھا۔ لیکن خدا کی قسم محمد صلعم تم سے زیادہ
بزرگ و افضل کوئی شخص نہیں پایا۔

عمرو بن العاص نے بیان کیا ہے کہ میں قسطنطین کی طرف دیکھ رہا تھا جب
میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کی تو اس کے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہو گئے۔ اس نے کہا "اے عمرو تم اپنے قول میں سچے ہو انبیاء بہترین
گھرانے سے ہی ہوتے ہیں۔ تمہاری معلومات نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے
یہ تو بتاؤ کہ تمہارے ساتھیوں میں ایسے کتنے لوگ ہوں گے جو تمہاری طرح

ہر بات کا برجستہ جواب نہیں۔"

عمرو۔ میرے سارے ساتھی میری ہی برابر معلومات رکھتے ہیں بلکہ بعض اتنی وسیع معلومات رکھتے ہیں کہ اگر تم ان سے گفتگو کرو تو معلوم ہو کہ میں ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جانتا ہوں۔

قسطنطین۔ میں اس بات کو یقین نہیں کر سکتا کہ تمہارے ہمراہی تمہاری طرح علم رکھتے ہوں۔ اور فی البدیہہ جواب دے سکیں۔ بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ سارے عرب میں بھی تمہارا جیسا آدمی نہ ہوگا۔"

عمرو بن العاص نے بیان کیا ہے کہ مجھے قسطنطین اور اس کے درباریوں کی نگاہیں دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ وہ بے وفائی اور بدعہدی کا ارادہ رکھتے ہیں میں نے انہیں باتوں میں لگا کر وہاں سے نکل جانا چاہا چنانچہ میں نے جلدی سے کہا۔ اے بادشاہ اگر تم پسند کرو گے تو میں اپنے ساتھ چند ایسے لوگوں کو لاؤں گا جن کی باتیں سن کر تم حیران رہ جاؤ گے۔"

یہ کہتے ہی عمرو بن العاص نے حسبت کی اور دربار سے نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور اطمینان سے چل کر اسلامی لشکر میں آگئے۔

مسلمان انہیں دیکھ کر خوش ہوئے۔ انہوں نے ان کے بعافیت آنے پر انہیں مبارکباد دی۔"

آغاز جنگ

دوسرے روز قسطنطین تمام لشکر لے کر میدان میں نکلا۔ اس نے اپنے

لشکر کی بھی صف بندی کی۔ عمرو بن العاص بھی مسلمانوں کو لے کر میدان میں نکلے۔ انہوں نے اپنے سارے لشکر کی ایک صف کی۔ میمنہ میں شرحبیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور میسرہ میں صابر بن حنانۃ اللیثی کو سردار مقرر کیا۔ صابر بن حنانہ بھی مشہور زمانہ سواروں میں سے تھے۔

جب صف بندی ہو چکی تب رومیوں کے لشکر میں سے ایک سوار نکلا جو زرد اور جوشن پہنے تھا۔ اس کے کپڑے ریشمی تھے۔ خود چاندی کا تھا۔ سینہ پر سونے کا صلیب لٹکائے تھے۔ اس نے میسرہ سے میمنہ تک ایک خط کھینچا اور اپنا نیزہ گاڑ کر لڑنے والے کو طلب کیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے کہا۔ کون اس گبر کے مقابلہ کو نکلے گا؟"

اس عرصہ میں اس گبر نے کمان میں تیر رکھا اور میمنہ کی طرف چلا دیا اور اس طرف کے ایک مسلمان کو زخمی کر دیا۔ پھر دوسرا تیر میسرہ کی طرف چلا دیا اور ایک مسلمان کو مار ڈالا۔ گبر کو اپنی تیر اندازی پر بڑا ناز تھا۔ اس کے مقابلہ کے لئے قوم ثقیف کے ایک جوان نکلے وہ میلی پوستین پہنے تھے اور لڑائی کے حربوں میں سے صرف کمان اور تیر لئے ہوئے تھے نہ ان کے جسم پر زرہ بکتر تھی اور نہ ان کے پاس کوئی اور ہتھیار تھا۔

گبر نے انہیں نہایت ہی حقیر اور ناچیز جانا۔ اس نے کمان میں رکھ کر تیر انکی طرف چلایا۔ اتفاق سے تیر ان کے سینہ پر آ کر پوستین کی سلوٹوں میں الجھ کر رہ گیا گبر کو تیر خالی جانے سے بڑا غصہ آیا۔ اس نے دوسرا تیر چلانے کا قصد کیا۔ اس عرصہ میں ثقفی نے اپنی کمان میں تیر رکھ کر چھوڑا چونکہ وہ تیر چھوٹا تھا اس لئے گبر کو نظر

نہ آیا۔ اور دفعتہً اس کے حلق میں ترازو ہو گیا۔ وہ مردہ ہو گرا۔

ثقفی پیادہ تھا۔ اس نے جھپٹ کر گبر کا گھوڑا پکڑ لیا۔ اس کا سامان اتارا اور گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر میں آ گیا۔ رومیوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو وہ بہت حیران ہوئے کہ ایک معمولی تن و توش کے مسلمان نے پیادہ اور بغیر زرہ کے ہوتے ہوئے ان کے ایک سوار کو مار ڈالا۔ وہ آسمان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس گبر کو ثقفی نے نہیں بلکہ فرشتوں نے مار ڈالا۔"

قسطنطین نے بطریقوں کی طرف دیکھا اور انہیں میدان میں نکلنے کا اشارہ کیا۔ ایک بطریق نکلا۔ وہ سرخ دیباج کے کپڑے پہنے تھا۔ کپڑوں کے نیچے نہایت مضبوط زرہ تھی۔ زرہ کے نیچے جوشن تھے۔ اس کے گلے میں سونے کی مرصع بہ جواہر صلیب تھی۔ وہ ایک بڑے گھوڑے پر سوار تھا۔ اور اس کے پیچھے اس کا غلام ایک اور کوتل گھوڑا لئے آ رہا تھا۔

وہ بطریق دونوں لشکروں کے درمیان میں آ کر ٹھیرا اور لڑنے والے کو طلب کیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا "کون شخص اس کے شر کو مسلمانوں سے دفع کرے گا۔ اس کا اجر اسے اللہ تعالیٰ دے گا۔"

ایک مسلمان اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ دونوں نے گرداوے دئیے اور خوب شمشیر زنی کی۔ ایک مرتبہ دونوں نے ایک ساتھ وار کئے۔ بطریق نے وار میں سبقت کی۔ اس کی تلوار مسلمان کی ڈھال پر پڑی اور اسے کاٹ ڈالا مگر جسم کے کسی حصہ کو آزار نہ پہنچا یا۔ ساتھ ہی مسلمان کی تلوار بطریق کے خود پر پڑی۔

اور اس کے خود کو کاٹ ڈالا لیکن وہ بچا کہیں اور کارگر نہ ہوئی۔"

دونوں علیحدہ ہوئے۔ بطریق نے جھپٹ کر پھر وار کیا۔ مسلمان زخمی ہو گئے وہ واپس لوٹے۔ ان کے بنی عم میں سے ایک شخص نے کہا "تعجب ہے جو شخص اپنی جان کو راہ خدا میں ہبہ کر دے وہ دشمن کے سامنے سے ہزیمت اٹھا کر بھاگ آئے۔"

مجاہد نے کہا "جو اذیت مجھے پہنچی ہے کیا تم اسے نہیں دیکھتے ہو اور مجھے سرزنش کر رہے ہو۔ خدا نے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے کا حکم نہیں دیا ہے۔"

انہوں نے اپنے خیمہ میں جا کر اپنا زخم باندھا اور پھر میدان کی طرف چلے اسی شخص نے جس نے سرزنش کی تھی کہا "یا اخی! تم میرا خود لیتے جاؤ یہ تمہاری حفاظت کرے گا۔" انہوں نے کہا "تمہارے اس خود سے زیادہ مجھے اللہ تعالیٰ کا اعتماد کافی ہے۔"

چنانچہ وہ چلے مسلمانوں نے ان کے لئے دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِہٖ مَاتَمَنّٰی یعنی اے اللہ انہیں وہ چیز عطا کر جس کی یہ تمنا رکھتے ہیں۔ ان کے میدان میں آنے سے پہلے بطریق واپس چلا گیا تھا۔ انہوں نے مشرکوں پر حملہ کیا۔ انہوں نے کئی رومیوں کو مار ڈالا اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ قسطنطین کے ساتھ بادشاہ کا ماموں قیدموں میں آیا تھا۔ وہ زبردست عالم تھا۔ کئی زبانیں جانتا تھا۔ اور بڑا بہادر تھا۔ اہل فارس۔ اہل جرآمغہ اور ترکوں سے لڑ چکا تھا اور ان کی لڑائیوں میں اس نے بڑی ناموری حاصل کی تھی۔ اس نے میدان میں نکلنے کا قصد کیا۔ قسطنطین نے اسے بہت روکا لیکن وہ نہ مانا۔"

چنانچہ رمسلح ہوا۔ سونے کی زرہ پہنی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے سر پر چاندی کا خود رکھا۔ اور اس پر سونے کا تاج اوڑھا۔ اس کے گھوڑے کا تمام زیور سونے کا تھا۔ جب وہ میدان میں نکلا تو سونے کا برج معلوم ہوتا تھا۔ مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی پکار کر کہا "لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ۔

قیدموس نے میدان میں آکر لڑنے والے کو طلب کیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے پکار کر کہا "مسلمانو! کوئی شخص سونے اور جواہرات کے لالچ میں لڑنے کے لئے نہ نکلے ورنہ اس کا ثواب جاتا رہے گا اور اگر مارا گیا تو جنت سے محروم رہ جائیگا

واقدی رحمتہ اللّٰہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک جوان اپنی ماں اور بہن کے ساتھ حجاز سے جہاد کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ اس کی بہن نے اس سے ایک مرتبہ کہا تھا کہ کہیں تم ملک شام کے لذیذ میوے تو کھانے نہیں جا رہے ہو" اس نے جواب دیا تھا "بخدا نہیں۔ میں اللّٰہ کی راہ میں جہاد کرنے جا رہا ہوں شاید مجھے شہادت روزی ہو جائے۔ میں نے معاذ بن جبل سے سنا ہے کہ شہید لوگ زندہ رہتے ہیں اور روزی پاتے ہیں"

ان کی بہن نے کہا "یہ کیسے ممکن ہے"

اس نوجوان نے کہا "میں نے سنا ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنّ اللّٰہ تعالٰی یَجعَلُ اَرواحَہُم فِی حَواصِلِ طُیُورٍ اُخضرٍ مِّن طُیُورِ الجَنّۃِ فَیاکُلُ تِلکَ الطُّیُورِ مِن ثِمَارِ الجَنَّۃِ وَتَشرَبُ مِن اَنہَارِہَا فَتَغذُوا اَروَاحَہُم حَوَاصِلِ الطُّیُورِ۔ ہُوَ الرَّزَّاقُ الَّذِی جَعَلَ اللّٰہ لَہُم۔ یعنی اللّٰہ تعالٰی اپنے ان کی (شہیدوں کی) روحوں کو جنت کی سبز چڑیوں کے پوٹوں میں کر دیا ہے۔ وہ چڑیاں بہشت کے پھل

کھاتی ہیں اور فردوس کی نہروں میں سے پانی پیتی ہیں۔ اس طرح روحیں غذا پاتی ہیں۔ چڑیوں کے پوٹوں میں وہی ان کی روزی ہے جو اللہ تعالیٰ نے انکیلئے مقرر کی ہے۔

یہ مرد مسلمان اپنی بہن اور والدہ سے رخصت ہو کر قیدمون کے مقابلہ میں نکلے۔ انکی سواری میں ایک کم نسل گھوڑا تھا۔ انہوں نے نیزہ سے قیدمون پر حملہ کیا ان کے نیزہ کی انی اس کی زرہ میں الجھ گئی۔ قیدمون نے تلوار مار کر نیزہ کاٹ ڈالا۔ اور پھر جلدی سے دوسرا وار کر کے مسلمان کو قتل کر ڈالا۔"

قیدمون نے پھر لڑنیوالے کو طلب کیا۔ اب اس کے مقابلہ کو ابن خثیم نکلے لطریق نے انہیں بھی شہید کر دیا۔"

شرجیل بن حسنہ کی جنگ

شرجیل بن حسنہ دیکھ رہے تھے انہوں نے اپنے دل میں کہا۔ اے بدبخت نفس! مسلمان شہید ہو رہے ہیں۔ اور تو دیکھ رہا ہے یہ سیر کب تک۔"

چنانچہ وہ قیدمون کی طرف بڑھے انکے ہاتھ میں اسوقت وہ علم تھا جسکو حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل نے ان کے لیے اس روز تیار کیا تھا۔ جب وہ ملک شام میں جہاد کرنے آ رہے تھے۔"

عمرو بن العاص نے پکار کر کہا۔ "یا شرجیل تم علم کو زمین پر گاڑ دو تاکہ وہ جنگ میں رکاوٹ نہ کرے۔"

چنانچہ شرجیل نے علم گاڑ دیا وہ پتھریلی زمین میں اس طرح نصب ہو گیا۔ جیسے درخت نصب ہوتا ہے۔ شرجیل گھوڑا دوڑا کر قیدمون کے

پاس گئے وہ روزے رکھنے اور شب بیداری کرنے کی وجہ سے لاغر جسم تھے اور قیدموس بڑا تنومند اور جسیم تھا وہ شرجیل کو دیکھ کر ہنسا۔ اس نے اس زور سے حملہ کیا کہ اگر اس کا وار کارگر ہو جاتا تو شرجیل مارے جاتے مگر انہوں نے اس کا حملہ روک کر خود بھی حملہ کیا۔ وہ دونوں لڑنے لگے۔"

اس روز گھٹا ہو رہی تھی جب شرجیل لڑنے آئے تھے تو بوندیں پڑنے لگی تھیں اب موسلا دھار بارش ہونے لگی تھی۔ سردی کا زمانہ تھا ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ادھر بارش ہو رہی۔ اس قدر سردی بڑھ گئی کہ دانت سے دانت بجنے لگے۔ زرہیں برف کی طرح ٹھنڈی ہو گئیں۔"

شرجیل اور قیدموس اب بھی لڑ رہے تھے اور دونوں لشکروں کے سپاہی گردنیں ابھارے دیکھ رہے تھے اس وقت دونوں گھوڑوں سے اتر کر کشتی لڑنے لگے۔ مسلمان اس فن کو خوب جانتے تھے۔ شرجیل زور آزمائی کرنے لگے اتفاق سے ان کا پیر پھسل گیا۔ قیدموس نے ان کے پیٹ پر زور سے ہاتھ مارا اور انہیں اٹھا لیا۔ انہوں نے پکارا یا غیاث المستغیثین یعنی اے فریادیوں کے فریاد رس

دونوں لشکروں تک ان کی آواز پہنچی اسی وقت ایک سوار کفار کے لشکر میں سے نکل کر ان کی طرف دوڑا۔ شرجیل ابھی تک جدوجہد کر رہے تھے انہوں نے اس سوار کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ سمجھے کہ وہ سوار قیدموس کی مدد کیلئے آ رہا ہے۔

طلیحہ بن خویلد

وہ سوار ان دونوں کے پاس آ کر گھوڑے سے کودا اس وقت قیدموس نے شرجیل کے

سینہ پر سوار ہو گیا تھا۔ اس سوار نے قید موتن کو کھینچ کر کہا۔" اٹھو اے بھائی زید نے تمہارے لئے مدد بھیجا۔"

شرجیل کہتے ہیں کہ وہ سوار ڈھاٹا باندھے تھا۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس نے میری مدد کیوں کی۔ اور وہ کون ہے۔ اس نے تلوار نکال کر قید موتن پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسکا سر اڑ گیا۔ اس نے کہا۔ اے بندۂ خدا! تم اس گبر کا اسباب لے لو۔"

شرجیل اور بھی متعجب ہوئے۔ انہوں نے کہا۔" خدا کی قسم اے شخص مجھے تیرے معاملہ نے بڑی حیرت میں ڈالدیا ہے تو مشرکوں کے لشکر میں سے آیا تو نے میری مدد کی۔ بتا تو کون ہے؟"

اس شخص نے کہا۔" میں وہ بدبخت اور راندۂ خدا ہوں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ میرا نام طلیحہ بن خویلد اسدی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھ پر وحی نازل نہ ہوتی تھی۔ میں نے جھوٹا دعوے کیا تھا۔"

شرجیل۔ اے بھائی! خدا کی رحمت بڑی کشادہ ہے وہ خطا کو رستے اس وقت درگذر کرتا ہے۔ جب وہ اپنی خطا کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلتَّوْبَۃُ تَجُبُّ مَا قَبْلَہَا۔ یعنی توبہ اس چیز کو مٹا دیتی ہے جو پہلے ہو گئی۔" اے بیٹے خویلد کے جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ یعنی اور میری رحمت بڑی وسیع ہے ہر شے پر حاوی ہے۔ تو ہر شخص کو اپنی رستگاری کی امید ہو گئی۔ حتیٰ کہ شیطان کو بھی۔ جب یہ آیت اتری۔ فَسَاَکْتُبُہَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ۔ یعنی لکھے جائیں گے وہ جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔"

یہود و نصاریٰ نے کہا۔ "ہم خدا سے ڈرتے بھی ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں" پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِیْنَ ہُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ۔ "اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں جو کچھ لکھا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں"۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمائی کہ جو نبی امی کی اطاعت کرے گا وہ فلاح پائے گا۔ چنانچہ فرمایا: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَہُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُہُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہٰہُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ یعنی وہ جو نبی امی کی اطاعت کرتے ہیں جن کے متعلق توریت اور انجیل میں لکھا ہے جو نیکی کا حکم دیتے اور بدی سے منع کرتے ہیں۔"

طلیحہ۔ "لیکن میرا منہ کہاں ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں؟"

اس نے واپس جانے کا قصد کیا۔ شرجیل نے روک کر کہا۔ "اے طلیحہ! اب میں تمہیں دشمنوں کے پاس نہ جانے دوں گا میرے ساتھ جیش اسلام میں چلو"

طلیحہ نے کہا۔ "چلوں تو سہی مگر میں اس تند خو اور سخت گیر شخص سے ڈرتا ہوں جس نے ملک شام کو الٹ دیا ہے۔ یعنی خالد بن الولید سے۔"

شرجیل۔ "ہمارے ساتھ خالد بن الولید نہیں ہیں بلکہ عمرو بن العاص ہیں۔"

طلیحہ شرجیل کے ساتھ اسلامی لشکر میں آیا وہ ابھی تک ڈھاٹا باندھے ہوئے تھا مسلمانوں نے اسے نہیں پہچانا۔ چنانچہ لوگوں نے شرجیل سے پوچھا "یہ کون شخص ہیں؟" شرجیل نے انہیں بتایا کہ یہ طلیحہ بن خویلد اسدی ہے مسلمان بگڑ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے شرجیل سے کہا۔ "کیا اس نے توبہ کر لی ہے۔"

طلیحہ نے خود کہا۔ "ہاں میں نے توبہ کر لی ہے اور مسلمان ہونے کے

نبوت اسلام صفحہ

لئے آیا ہوں۔ شرجیل اسے لے کر عمرو بن العاص کے پاس پہنچے عمرو نے
اس کی تعظیم کی اور مرحبا کہی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی تو عرب میں بہت سے
لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے تھے کئی عورتیں بھی نبوت کی دعویدار
ہو گئیں تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل نے ان جھوٹے نبیوں پر فوج کشی کی۔
خالد بن الولید کو ان کے استیصال کے لئے بھیجا چنانچہ خالد نے مسیلمہ کذاب
اسود عنسی اور سجاح کو مار ڈالا۔ طلیحہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ حضرت
خالد سے لڑا مگر جب فتح کی امید نہ رہی تو وہاں سے بھاگا۔ اپنی بیوی کو بھی
ساتھ لیا۔ اور قوم کلب ایک شخص کی حمایت میں داخل ہو گیا۔ اس کلبی نے
اس کا حال پوچھا۔ اس نے اپنے نبوت کے دعوے کرنے اور خالد بن
الولید سے لڑنے کا واقعہ بیان کیا۔

مسلمان اس سے بہت خفا ہوا۔ اس نے کہا "تو نے مجھے دھوکا دیا"
دولت کے گھمنڈ پر تو نے نبوت کا جھوٹا دعوہ کر کے ملک عرب کا حکمران بننا
چاہا۔ تجھ پر میں اتنی ہی مہربانی کرتا ہوں کہ قتل نہیں کرتا میرے پاس سے چلا جا۔
طلیحہ وہاں سے بھاگ کر ملک شام میں پہنچ گیا۔ اس نے توبہ کی۔ کچھ عرصہ
کے بعد اس نے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی۔ طلیحہ خوش ہوا
کہ جن پر اس نے تلوار اٹھائی تھی وہ مر گئے۔ مگر جب اسے معلوم ہوا کہ
حضرت عمر خلیفہ ہوئے ہیں تو وہ اور بھی ڈر گیا۔ کیونکہ اسے خوف ہوا کہ کہیں
عمر کسی کو اسے پکڑنے کے لئے نہ بھیج دیں اسے یہ بھی کھٹکا ہوا کہ خالد بن الولید

اسے دیکھ کر نہ مار ڈالیں چنانچہ وہ قیساریہ میں آگیا۔ جب قسطنطین اپنا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلہ کو چلا تو وہ بھی اس لشکر میں اس خیال سے شامل ہو گیا کہ شاید رومی لشکر کو نقصان پہنچا کر اپنے گناہوں کی تلافی کرے۔ جب شرجیل نے یا غیاث المستغیثین کا نعرہ لگایا تو اس سے ضبط نہ ہو سکا اس نے دوڑ کر شرجیل کو فہد مون کے ہاتھ سے بچایا اور فہد مون کو مار ڈالا"

حضرت عمرو بن العاص نے طلیحہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے توبہ کرنے سے خوش ہوئے۔ طلیحہ نے کہا میں خالد بن الولید سے ڈرتا ہوں وہ مجھے دیکھتے مار ڈالیں گے عمرو بن العاص نے کہا تم ایک تدبیر کرو۔ امیر المومنین حضرت عمر کے پاس چلے جاؤ میں انہیں خط میں تمہاری کارگزاری لکھ دوں گا وہ تمہیں معاف کر دیں گے اور تم اس میں ہو جاؤ گے۔

طلیحہ تیار ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عمر کو ایک خط مفصل لکھا اس میں طلیحہ کے شرجیل کو بچانے کا حال لکھ دیا۔ کئی مسلمانوں کے اس خط پر دستخط کرا دیئے۔ اور اسے دے دیا وہ روانہ ہو کر مدینہ منورہ میں پہنچا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت عمر مکہ معظمہ گئے ہیں وہ وہاں پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت عمر بیت اللہ شریف میں تھے اور وہ غلافِ کعبہ کو پکڑے ہوئے تھے۔

طلیحہ نے بھی غلاف کعبہ کو پکڑ کر کہا "یا امیر المومنین میں توبہ کرنے آیا ہوں"

حضرت عمر نے اسے دیکھ کر کہا "تو کون ہے"

طلیحہ: "میں طلیحہ بن خویلد اسدی ہوں"

یہ سنتے ہی حضرت عمر کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ انہوں نے کہا "تف ہو تجھ پر! میں

تجھے کیسے معاف کر سکتا ہوں۔ تو نے عکاشہ بن محصن الاسدی کو شہید کیا ہے میں قیامت کے روز خدا کو اس کا جواب کیا دوں گا۔"

طلیحہ۔ یا امیر المومنین! عکاشہ نیک مرد تھے انہوں نے میرے ہاتھ سے شہادت پائی اور میں ان کی وجہ سے بدبخت ہو گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے مہربانی کی امید رکھتا ہوں۔ میں نے ایک مسلمان کی جان بچائی ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے عمرو بن العاص کا خط دیا۔ حضرت عمر پڑھ کر بہت خوش ہوئے انہوں نے کہا "اللہ بڑی رحمت والا ہے وہ ضرور تجھے بخش دے گا۔ انہوں نے اسے اپنے ساتھ رکھ لیا اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر فارس میں جہاد کرنے کے لئے بھیج دیا۔"

قسطنطین کا فرار

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب طلیحہ بن خویلد نے [illegible] کو مار ڈالا تو رومی ڈر گئے۔ اس وقت بھی بارش زور و شور سے ہو رہی تھی۔ سردی بڑھتی جاتی تھی۔ قسطنطین اپنا لشکر لے کر قیام گاہ پر آ پہنچا۔ مسلمان بھی اپنی خیمہ گاہ پر آ گئے۔ پانی موسلادھار پڑ رہا تھا۔ مسلمانوں کے پاس نہ خیمہ تھے نہ خرگاہ۔ انہیں بارش سے بڑی اذیت پہنچی۔ اسباب بھی بھیگ گیا اور وہ بھی تر بتر ہو گئے۔ وہ وہاں سے ہٹ کر پہاڑ میں اتر آئے۔ وہاں انہیں پناہ ملی۔ تین روز متواتر بارش ہوتی رہی اور سردی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ مسلمانوں کو بڑی تکلیف ہوتی۔ خدا خدا کر کے چوتھے روز بادل چھٹا اور آفتاب نکلا۔ مسلمانوں کی جان میں جان آئی۔ وہ وہاں سے کوچ کر کے پھر تل کے مقام پر پہنچے۔ دیکھا تو وہاں قسطنطین کا پتہ نہ تھا۔ وہ معہ لشکر

کے بھاگ گیا تھا۔ دراصل جب قیدِ موتن مارا گیا اور بارش کثرت سے ہوئی تو قسطنطین نے اپنے ساتھیوں اور بطریقوں سے کہا کہ خدا اور فرشتے مسلمانوں کا ساتھ دے رہے ہیں اور کچھ نہیں بارش بھی شروع ہو گئی۔ میرا لشکر اتنا بڑا نہیں ہے جتنا یرموک کا تھا۔ نہ میرے پاس ایسے بہادر آدمی ہیں جیسے میرے باپ کے ساتھ تھے۔ میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ بارش ہوتے ہوئے میں بھاگ گیا۔ مسلمانوں کو رومیوں کے بھاگ جانے کا افسوس ہوا اگر سورج نکلنے کی خوشی ہوئی۔

عمرو بن العاص نے ابو عبیدہ کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ خط ہے عمرو بن العاص سہمی کی طرف سے ابو عبیدہ امیر عسکر کے نام۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں اس نے ہمیں مدد دی اور غالب کیا۔ حال یہ ہے کہ قسطنطین ہرقل اعظم کا بیٹا اسی ہزار لشکر لے کر ہمارے مقابلہ میں آیا۔ مقام نخلہ پر مقابلہ ہوا۔ قیدِ موتن نے شرجیل بن حسنہ پر قابو حاصل کر لیا اور مار ڈالنا چاہا کہ طلیحہ بن خویلد رسدی نے انہیں بچایا اور قیدموں کو مار ڈالا۔ میں طلیحہ کو امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس بھیج رہا ہے۔ قسطنطین شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں والسلام علیک و علی جمیع المسلمین۔ یعنی تم پر اور سب مسلمانوں پر سلامتی ہو۔

جب یہ خط ابو عبیدہ کے پاس پہنچا تو ۔ ۔ ۔ خوش ہوئے انہوں نے تمام

مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور عمرو بن العاص کو جواب دیا یہ لکھا۔
"حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کر خط تمہارا پہنچا۔ میں نے مسلمانوں کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ تم آگے بڑھ کر قیساریہ پر حملہ کرو۔ میں صور، عکہ اور طرابلس کی طرف روانہ ہو رہا ہوں گا۔"

یہ خط جابر بن سعید کو دیا۔ وہی حضرت عمرو بن العاص کا خط لے کر آئے تھے۔ اب ابو عبیدہ نے ساحل سمندر کی طرف کوچ کرنے کا قصد کیا۔ ان کے پاس یوقنا آئے اور کہا۔ اے سردار! خدا کا احسان ہے کہ اس نے مشرکوں کو سرنگوں کیا۔ اپنے ذکر کو بلند کیا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سے پہلے ساحل کی طرف جاؤں اور قوم کو اپنی تدبیر سے اذیت دیا کروں۔"

ابو عبیدہ نے کہا۔ اے عبداللہ! جاؤ خدا تمہاری مدد کرے گا۔

یوقنا کے ساتھ اس وقت وہ چار ہزار سوار تھے جو اس وقت بھی ان کے ساتھ رہتے تھے جب وہ حلب کے بادشاہ تھے۔ وہ یوقنا کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ اور تین ہزار اہل حلب تھے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ یوقنا انہیں ساتھ لے کر ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔

جرفاس کی طرابلس کو روانگی

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب قسطنطین قیساریہ میں جا کر پناہ گزین ہوا اور طرابلس والوں کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے ان کی طرف کوچ کیا ہے تو انہوں نے قسطنطین سے مدد طلب کی۔ قسطنطین نے تین ہزار سوار جرفاس

کو دے کر طرابلس والوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ وہ ایک چراگاہ میں فروکش تھا کہ یوقنا وہاں پہنچے۔ فلیطانوس رومتہ الکبریٰ کے بادشاہ بھی ان کے ساتھ تھے فلیطانوس کا ارادہ بیت المقدس جانے کا تھا۔

جرفاس نے یوقنا کے پاس آکر ان کا حال دریافت کیا۔ یوقنا نے کہا میں والیٔ حلب ہوں۔ جب مسلمانوں نے حلب فتح کر لیا تو میں مسلمان ہو گیا تھا مگر میں نے عربوں میں کوئی خاص بات نہ دیکھی چنانچہ میں ان کے پاس سے بھاگ نکلا۔ میرے ساتھ قنسرین، حلب، اعزاز، عم، تاج اور الطاکیہ کے لوگ ہیں جو قسطنطنیہ میں بادشاہ کی خدمت میں جا رہے ہیں تاکہ ان کے قوت بازو بنیں۔

جرفاس نہایت خوش ہوا۔ اس نے انکی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ انہیں ٹھہرایا بھی اور اپنے پاس ہی اتارا۔ انہیں رسد دی۔ یوقنا نے اس سے دریافت کیا تم کہاں جا رہے ہو؟"

جرفاس نے جواب دیا معلوم ہوا ہے مسلمان طرابلس پر حملہ کرنیوالے ہیں اہل طرابلس نے مدد طلب کی تھی میں یہ لشکر لے کر انکی مدد کے لئے جا رہا ہوں۔

یوقنا۔ تم احتیاط رکھو اور یہ سمجھو کہ مسلمانوں کے سردار ابو عبیدہ آنیوالے ہی ہیں۔ کیونکہ وہ ساحل کا قصد کر چکے تھے۔

جرفاس۔ اب کیا احتیاط ہمیں نفع دے گی۔ ہمارا زمانہ جاتا رہا دولت چھن گئی حکومت جاتی رہی۔ حلب نے ہماری اعانت چھوڑ دی ہے۔"

یوقنا "پھر بھی جو کچھ باقی ہے اسکی حفاظت کرنی چاہیئے۔ تم اپنی فوج کو زرہوں اور ہتھیاروں سے آراستہ کرو اور کسی وقت غافل نہ ہو اس سے مسلمانوں کے دلوں میں

تمہارا خوف طاری ہو جائے گا مجھے دیکھو میں دو مسلمانوں اگرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لیے جا رہا ہوں۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب یوقنا ابوعبیدہ کے پاس سے چلے تھے تو راستہ میں انہوں نے حارث بن سلیم پر تاخت کی تھی۔ حارث کو ابوعبیدہ نے ساحل کے سرحدی مقامات کی حفاظت و نگرانی پر مامور کر رکھا تھا۔ دو سو عرب ان کے ساتھ تھے۔ وہ وادی ابن احمر میں اپنے اونٹ چرایا کرتے تھے ایک شب کو یوقنا اچانک ان پر جا پڑے اور انہیں سب کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔ لیکن پوشیدہ طور پر ان سے کہہ دیا کہ وہ فکر نہ کریں۔ انہیں اسی مصلحت سے گرفتار کر کے ساتھ لے لیا ہے تاکہ اس نواح کے رومیوں کو معلوم ہو جائے کہ میں دین عیسوی کا مددگار ہوں۔"

جرفاس نے ان قیدیوں کو دیکھا اسے اطمینان ہو گیا اور یوقنا کی طرف سے تھوڑی بہت جو بے اعتباری تھی وہ دور ہو گئی۔"

جرفاس کی گرفتاری

یوقنا تھوڑی دیر جرفاس کے پاس قیام کر کے وہاں سے ساحل کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ چکر کاٹ کر طرابلس کے راستہ پر آ گئے اور کمین گاہ میں چھپ گئے۔ رات کو جرفاس نے سفر نہیں کیا بلکہ وہیں مقیم رہا۔ یوقنا اور فلیطانوس نے پچھلی رات کو ان پر چھاپہ مارا اور تمام لشکر سمیت جرفاس کو گرفتار کر لیا۔ اب یوقنا نے حارث بن سلیم اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دینے کا قصد کیا۔

حارث نے کہا۔ اے عبداللہ یوقنا! ابھی تم ہمیں اپنے پاس سے رخصت نہ کرو بلکہ ہمیں ساتھ لے کر ساحل کے شہروں پر چلو اور انہیں فتح کرو۔"

یوقنا نے قیدیوں کو وہیں رکھا اور ان کی حفاظت پر اپنے اور فلیطانوس کے ہمراہیوں میں سے تین ہزار سواروں کو مقرر کیا۔ اور خود مع فلیطانوس اور اپنے بقیہ ساتھیوں کے طرابلس کی طرف چل پڑا۔ ابن مسلم کو بھی مع اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ لے لیا

طرابلس کی فتح

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ یوقنا نے اپنے سواروں کو جرفاس کے سپاہیوں کی وردی پہنا دی تھی۔ جب وہ طرابلس کے قریب پہنچے تو اہل طرابلس جوق در جوق ان کے استقبال کو نکلے۔

قسطنطین نے جرفاس کو روانہ کرنے سے پہلے ایک قاصد طرابلس بھیج دیا تھا تاکہ وہ جرفاس کے آنے کی اطلاع دے دے۔ قاصد نے پہنچ کر اطلاع دے دی تھی۔ یوقنا کے لشکر کو طرابلس والے جرفاس کا لشکر سمجھے اس لئے سب بڑے پادری دے لے اپنے افسر اور رؤسا سب ان کا خیر مقدم کرنے کے لئے شہر سے باہر آ گئے۔ یوقنا نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا۔ انہوں نے طرابلس والوں کے گرد گھیرا ڈال کر انہیں حراست میں لے لیا۔ یوقنا نے پکار کر کہا۔ "خبردار اے اہل طرابلس اگر تم میں سے کسی نے بھی کوئی بیجا حرکت کی تو میں تمہیں سب کو ایک سرے سے قتل کرا دوں گا۔ میں یوقنا والی حلب ہوں۔"

سب لوگ دم بخود ہو گئے۔ یوقنا نے پھر کہا۔ اے اہل طرابلس! اللہ

تعالٰی نے اسلام اور مسلمانوں کو مدد دی۔ اور انہیں بزرگ و غالب کر دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ہم اہل شام اور اہل شام کیا تمام نصرانی ضلالت و گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ صلیبوں کو سجدہ کرتے تھے۔ حضرت مریم، حضرت عیسےٰ اور دوسرے دلیوں کی تصویروں کے سامنے سر جھکاتے تھے اللہ تعالٰی کے بیوی اور بیٹا بناتے تھے۔ پروردگار نے ہم پر رحم کیا مسلمانوں کو ہمارے ملک میں بھیجدیا۔ اوّل اوّل ہم اپنی حماقت سے ان سے لڑے لیکن خدا نے ہدایت کی ہم ان کے دین میں داخل ہو گئے۔ ان کے نبی امّی یعنی ان پڑھ تھے وہ وہی تھے جن کا ذکر توریت اور انجیل میں موجود ہے مسلمانوں کا قول سچا ہے وہ خدا کو واحد بتاتے ہیں اس کے بیوی اور بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ سوائے خدا کے کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی سے ڈرتے ہیں۔ اسی کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے اور عدل و انصاف کرتے ہیں بہتر یہ ہے کہ تم بھی ہماری طرح دین اسلام قبول کرلو اگر یہ بات منظور نہیں تو انکی حفاظت میں آجاؤ۔ انکی امارت قبول کرو انھیں جزیہ دو۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات تم نے قبول کر لی تو میں تمہارے مردوں، عورتوں اور بچوں سب کو گرفتار کر کے عربوں کے پاس بھیجدوں گا۔ انہیں اختیار ہے خواہ وہ تمہیں اپنا غلام بنائیں یا مار ڈالیں۔"

طرابلس والوں نے کہا" اے سردار ہمیں تمہارا کہنا منظور ہے۔" چنانچہ طرابلس کے زیادہ تر لوگ مسلمان ہو گئے جو مسلمان نہ ہوئے انہوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اس طرح طرابلس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اب

یوقنا نے قاصد بھیجکر جرفاس اور اس کے ہمراہیوں کو جو قید تھے طلب کیا۔ جب وہ لوگ آئے تو انہوں نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ رومیوں نے انکار کیا۔ یوقنا نے انہیں سب کو قتل کرا دیا۔

یوقنا نے ابو عبیدہ کو ایک مفصل خط لکھا جس میں جرفاس کے ہمراہیوں کے قید اور پھر قتل کر ڈالنے اور طرابلس فتح کر لینے کے حالات لکھے۔ یہ خط حارث بن سلیم کو دے کر بھیجا۔ جب حارث نے وہ خط ابو عبیدہ کو دیا تو وہ پڑھ کر بہت خوش ہوئے کہ وہ وادی ابن احمر کو چھوڑ کر جہاں ابو عبیدہ نے انہیں تعینات کیا تھا۔ طرابلس کیوں گئے؟"

حارث نے کہا "ان کو میں نے وہاں پہنچایا۔"

اس کے بعد انہوں نے یوقنا کے اس طرح گرفتار کر لیجانے اور طرابلس میں جاکر چھوڑنے کا حال بیان کیا۔ ابو عبیدہ بہت ہنسے۔ انہوں نے کہا "اَللّٰھُمَّ لَیِّنْہُ وَاَیِّدْہُ بِنَصْرِکَ۔ یعنی اے اللہ تو انہیں ثابت قدم رکھنے کی ہدایت کر

جزیرہ قبرس اور جزیرہ اقریطش والوں کی گرفتاری۔ اور طرابلس پر قبضہ کر کے وہاں جو چھوٹے بڑے جہاز (یہ جہاز بادبان والے تھے انہیں بادبانی کشتیاں بھی کہتے تھے) ساحل سمندر پر تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا اور ان میں سے بعض بڑی کشتیوں پر خفیہ طور پر رسد وحرب کا سامان لادیا۔ ان کا ارادہ وہاں سے قیساریہ کی طرف کوچ کرنے کا تھا۔"

چند روز کے بعد پچاس اور بڑی کشتیاں طرابلس بندرگاہ میں داخل ہوئیں یوقنا کو اطلاع ہوئی۔ انہوں نے ان کشتیوں کے ناخداؤں اور

کپتانوں کو دریافت حال کے لئے اپنے روبرو طلب کیا۔ جب وہ لوگ آئے تو یوقنا نے ان سے دریافت کیا تم کون لوگ ہو کہاں سے آئے ہو کشتیوں میں کیا سامان بار ہے؟"

ان لوگوں نے جواب دیا۔ "ہم جزیرہ قبرس اور جزیرہ اقریطش[1] بن لاؤن کے باشندے ہیں۔ بادشاہ قسطنطین نے ہم سے کمک طلب کی تھی ہم غلہ ہتھیار اور سپاہی لے کر آئے ہیں اور بادشاہ کے پاس جا رہے ہیں۔"

یوقنا نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ان سے کہا۔ "میں بھی بادشاہ کی مدد کیلئے جا رہا ہوں۔ اچھا ہوا تمہارا ساتھ ہو گیا۔ میرے پاس بھی کافی سامان اور کافی لشکر ہے"

انھوں نے جزیروں والوں کے معزز لوگوں کو خلعت دئیے اور ان سے کہا۔ چونکہ میرے ساتھ بھیڑ زیادہ ہے۔ اس لئے تیاری میں تین روز لگیں گے اس عرصہ تک تم میرے مہمان رہو۔"

اہل جزیرہ نے کہا۔ "ہمیں وہاں سے آنے ہی میں دیر ہو گئی ہے اگر تین روز یہاں رکے رہے تو اور دیر ہو جائیگی۔ خوف ہے کہیں بادشاہ ناخوش نہ ہو جائے یوقنا تم اطمینان رکھو بادشاہ کو میں خوش کر لوں گا وہ رضامند ہو گئے یوقنا نے سامان تو کشتیوں ہی پر رہنے دیا اور تمام لوگوں کو وہاں سے لا کر مہمان خانہ میں ٹھہرایا کشتیوں کی حفاظت پر اپنے سپاہی تعینات کر دئیے رات کو سب مہمانوں کو لذیذ کھانے کھلائے۔ عمدہ شرابیں پلائیں۔ کھانا کھا کر تمام اہل جزیرہ سو رہے آدھی رات کے وقت یوقنا اپنے اور فلیطانوس کے سپاہیوں کو لیکر مہمان

---

[1] اقریطش کو اب جزیرہ کریٹ کہتے ہیں عربی میں اقریطش کہتے ہیں۔

خانہ میں گئے۔ اور تمام اہل جزیرہ والوں کو گرفتار کر لیا انہیں قید خانہ میں ڈال دیا اور خود مع اپنے لشکر کے کشتیوں میں سوار ہو کر صور جانے کا قصد کیا۔

حارث بن سلیم کے دو سو ساتھی انکے ساتھ تھے انہوں نے طرابلس انکے حوالہ کر دیا۔ جب یوقنا کشتیوں میں سوار ہونیکے لئے چلے تو خالد بن الولید ایک ہزار سوار لیکر زحف کے لئے آگئے۔ یوقنا بہت خوش ہوئے۔

خالد بن الولید کو ابو عبیدہ نے اس نواح میں تاخت کے لئے بھیجا تھا یوقنا نے صور پر تاخت کا اسکیم خالد کے سامنے بیان کی انہوں نے انکی کامیابی کی دعا کی۔ یوقنا نے طرابلس خالد بن ولید کے سپرد کیا اور مع لشکر کے کشتیوں میں سوار ہو کر صور کی طرف روانہ ہوئے۔"

صور میں یوقنا کی گرفتاری

صور میں قسطنطین کی طرف سے ایک بہادر اور مشہور دمستق رہتا تھا اس کا نام ارمویل بن قسطہ تھا اسکے ساتھ چار ہزار سوار صور کی حفاظت کیلئے رہتے تھے یوقنا صبح کے وقت صور کے قریب پہنچے۔ انہوں نے کشتیوں پر رومی جھنڈے لہرائے اور گھنٹوں اور نرسنگھوں کو بجوایا۔ دمستق ارمویل باب الجر پر نمودار ہوا۔ اس نے کشتیاں اور رومی علم دیکھے۔ فوراً اپنے قاصد یہ معلوم کرنے کے لئے بھیجے کہ ان کی کشتیوں میں کون لوگ ہیں اور کہاں جا رہے ہیں قاصد خبر لائے کہ جزیرہ قبرس اور جزیرہ افریطش بن لاؤں کے لوگ بادشاہ قسطنطین کی مدد کے لئے جا رہے ہیں۔ دمستق مع چند سو زلوگوں کے شہر پناہ

سے اتر کر بندرگاہ پر آیا۔ یوقنا سے ملا۔ انہیں مرحبا کہی۔ انہیں کشتیوں میں سے اتر کر کھانا کھانے کے لئے کہا۔ یوقنا اپنے ساتھ مخصوص نو سو سواروں کو ساتھ لیکر اتر آئے۔ باقی لشکر کو کشتیوں ہی میں چھوڑا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ اگر ہم لوگ گرفتار ہو جائیں تو تم طرابلس واپس جا کر خالد بن الولید سے تمام حال سنا دینا۔

مستق ارموئل نے ان کے آنے پر بڑی خوشی کی۔ اور انکے اعزاز میں بڑی دعوت دی۔ کھانا کھلا کر اس نے یوقنا اور ان کے بعض ساتھیوں کو خلعت دیے

دعوت ختم ہونے کے بعد یوقنا کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص مستق ارموئل کے پاس خفیہ طور پر گیا۔ اور اسے تنہائی میں لے جا کر بتایا کہ جن لوگوں کی تم نے دعوت کی ہے وہ اہل جزیرہ سے نہیں ہیں بلکہ حلب اور اعزاز وغیرہ کے رہنے والے ہیں انکا سردار حلب کا والی یوقنا ہے جو مسلمان ہو گیا ہے اس نے مکر و فریب سے طرابلس پر قبضہ کر لیا جزیرہ والوں کو قید کر دیا اب صور فتح کرنے کے لئے آیا ہے۔"

مستق ارموئل چوکنا ہو گیا۔ وہ اپنا لشکر لیکر حالت غفلت میں یوقنا پر اچانک جا پڑا اور انہیں مع انکے نو سو ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا اور انکی نگہبانی پر اپنے ایک ہزار سوار مقرر کر کے انہیں حکم دیا کہ ان قیدیوں کو بادشاہ قسطنطین کے پاس لیجاؤ۔

یوقنا اور انکے ساتھیوں کے گرفتار ہونے پر شہر والوں نے بڑا شور و غوغا کیا۔ یوقنا کو بڑی لعنت ملامتیں دیں۔ اس شور کو یوقنا کے اس لشکر نے سنا جو کشتیوں میں سوار تھا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یوقنا اور ان کے ساتھی گرفتار ہو گئے۔ انہیں بڑا رنج ہوا اور یہ بھی فکر ہوا کہ کہیں اہل صور ان پر آکر حملہ نہ کر دیں۔"

یزید بن ابی سفیان کی آمد

جب یوقنا اور ان کے نوسو ساتھیوں کو مستق اور موئیل بن قسطہ کے ایک ہزار سوار اپنی نگرانی میں لیکر قیسیاریہ کی طرف چلے تو دفعۃً عظیم شور بلند ہوا صور کے قریب جو دیہات تھے انکے لوگ بے تحاشا بھاگے چلے آرہے تھے اہل صور نے ان سے دریافت کیا "تم پر کیا مصیبت آئی تم کیوں بھاگے چلے آرہے ہو؟" انہوں نے جواب دیا "لے لیا ہمیں بدبختی نے حضرت مسیح کی قسم ڈالے گئے ہم سمجھتے ہیں. اہل عرب آگئے۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص بارش بند ہو جانے کے بعد جب نخل کے مقام پر پہنچے اور قسطیطلن کو وہاں نہ پایا تو انہوں نے ابو عبیدہ کو لکھا. ابو عبیدہ نے انہیں قیسیاریہ پر حملہ کرنیکا حکم دیدیا. انہوں نے قیسیاریہ میں پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور یزید بن ابی سفیان کو دو ہزار سواروں کے ہمراہ صور کی فتح کیلئے روانہ کیا. چنانچہ وہ صور میں آگئے.

مستق اور موئیل نے شہر پناہ کے پھاٹک بند کرا دیئے، فوج کو شہر پناہ پر متعین کر دیا اور یوقنا اور انکے ساتھیوں کو صور کے بڑے قصر میں لیجا کر قید کرنے کا حکم دیا. رات کو تمام فصیل پر خوب آگ جلائی گئی اور اہل صور رات بھر شراب پیتے اور ناچتے رہے۔

دوسرے روز مستق اور موئیل نے فصیل پر چڑھ کر یزید بن ابی سفیان کے ہمراہیوں کو دیکھا. چونکہ وہ کل دو ہزار ہی سوار تھے اس لئے اس نے

انہیں حقیر و سبک جانا۔ اس نے کہا "حضرت مسیح کی قسم میں ضرور میدان میں نکل کر ان سے جنگ کروں گا۔"
چنانچہ اس نے اپنے تمام سواروں کو زرہیں پہنائیں اور عمدہ قسم کے ہتھیاروں سے آراستہ کیا اور اپنے چچا کے بیٹے باسیل بن منجائیل کو یوقنا اور ان کے ساتھیوں کی نگہبانی پر مامور کر کے خود معہ لشکر کے مسلمانوں کے مقابلہ کو قلعہ سے باہر نکلا

باسیل کا رسول اللہ صلعم کی زیارت کرنا

باسیل بن منجائیل رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم و فاضل تھے۔ انہوں نے بیشمار پرانی کتابیں پڑھی تھیں۔ وہ مدت تک بحیرا راہب کے ساتھ رہے تھے اس وقت وہ بحیرا ہی کے دیر میں اور اس کے ساتھ تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کی طرف تشریف لائے تھے اس وقت آپ کمسن تھے بارہ سال کا سن تھا بحیرا راہب نے دیکھا کہ قافلہ پر ابر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور جس طرف سے قافلہ گذرتا ہے سنگریزے سجدہ کرتے اور درخت جھکتے چلے جا رہے تھے۔ وہ حیران ہوا کیونکہ اس نے توریت میں یہ صفت ان نبی کی پڑھی تھی جو سرزمین تہامہ میں مبعوث ہونے والے تھے اس نے دیکھا کہ قافلہ اتر پڑا اور رسول اللہ صلعم نے ایک خشک اور لنڈ منڈ درخت سے تکیہ لگایا۔ دفعتہً وہ سرسبز ہو گیا کونپلیں پھوٹ آئیں۔ پتے نکل آئے۔ شاخیں جھک کر سایہ فگن ہو گئیں بحیرا راہب نے اور باسیل دونوں نے یہ حیرتناک بات دیکھی۔"
بحیرا راہب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کے

خیال سے تمام قافلہ کی دعوت کردی جب اہل حجاز کھانا کھانے گئے تو سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کی نگرانی کے لیے قافلہ ہی میں رہ گئے تھے۔ ابر برابر ان پر سایہ کئے تھے۔ بحیرا نے اہل قریش سے کہا۔ "کیا سب لوگ آ گئے۔"

اہل قریش نے جواب دیا۔ "ہاں سوائے ایک لڑکے کے سب آ گئے"

بحیرا۔ کیا اس لڑکے کے والدین کا انتقال ہو گیا ہے؟

اہل قریش۔ ہاں۔"

بحیرا۔ ان کی کفالت ان کے دادا نے کی ہے۔"

اہل قریش۔ ہاں ان کے دادا ہی کفیل تھے۔ مگر ان کا انتقال ہو گیا ہے"

بحیرا۔ اب ان کے چچا ان کی کفالت کرتے ہیں۔

اہل قریش۔ ہاں۔"

بحیرا۔ وہ کس قبیلہ سے ہیں؟"

اہل قریش۔ قریش کے سب سے زیادہ معزز قبیلہ بنی ہاشم سے ہیں"۔

بحیرا۔ تب سنو اے اہل قریش یہ لڑکے نبی ہونے والے ہیں تمام دنیا میں انکی شہرت ہو جائے گی۔ یہود ان کے دشمن ہیں تم انکی حفاظت و نگرانی کرو اور آگے نہ لیجاؤ۔ انکے لئے خطرہ ہے۔ مکہ معظمہ واپس چلے جاؤ۔

اہل قریش نے دریافت کیا۔ "تم نے ان کی بزرگی کو کیسے جانا۔"

بحیرا راہب نے جواب دیا۔ "انکی صفتیں توریت اور دوسری پرانی کتابوں میں لکھی ہیں۔ جب یہ قافلہ آ رہا تھا تو میں نے سنگریزوں کو سجدہ

کرنے اور درختوں کو جھکتے دیکھا۔ قافلہ پر سایہ کئے ہے یہی تحقیق ان نبی کی ہیں جو کہ تھامہ میں مبعوث ہونے والے ہیں۔"

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ باسیل اسی روز سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معتقد ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد اس نے سنا کہ عرب میں نبی مبعوث ہوئے اور ان کا دین پھیل گیا۔"

جب اور موکل باسیل یوقنا اور ان کے ساتھیوں پر مامور کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے قلعہ سے باہر نکلا تو باسیل اسی وقت یوقنا کے پاس آئے اور ان سے کہا اے یوقنا تم بڑے پختہ عقیدہ کے عیسائی تھے مجھے حیرت ہے کہ مسلمان کیسے ہو گئے یوقنا نے کہا "میں اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا۔ اگر کوئی اسلام کو اچھا مذہب بتاتا تھا تو میں اس کا دشمن ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے بھائی نے اسلام کی تعریف کی اور مجھے مسلمانوں سے صلح کر لینے کی ترغیب دی مجھے اس پر غصہ آیا میں نے اسے مار ڈالا مگر جب میں نے اسلام کی خوبیاں سنیں تو میرا دل خود بخود اس طرف جھکنے لگا آخر کار میں مسلمان ہو گیا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آکر مجھے مسلمان کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ توحید اسلام میں ہے اور کسی مذہب میں نہیں ہے۔"

باسیل نے کہا "تم نے سچ کہا۔" اے یوقنا میں بحیرا راہب کے دیر میں مقیم تھا کہ مکہ سے ایک قافلہ قریش کا آیا۔ میں نے اور بحیرا راہب دونوں نے دیکھا قافلہ کے اوپر ایک ابر سایہ کئے ہوئے تھا۔ جوں جوں قافلہ بڑھتا تھا ابر بھی بڑھتا تھا۔ جب یہ قافلہ ہمارے قریب پہنچا تو ہم نے دیکھا کہ پتھر اور درخت جھکتے چلے جاتے ہیں۔ بحیرا راہب نے مجھ سے کہا اس قافلہ کے ساتھ وہ نبی ہیں جن کا ذکر توریت اور انجیل میں ہے۔ اگر وہ نبوت کا دعویٰ کریں

تو انکا مذہب اختیار کر لیتا۔ میں خبر لیتا رہا۔ مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے انکی شریعت کے حالات معلوم کئے۔ مجھے پتہ چلا کہ وہ خدا کو ایک بتاتے اور تمام نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ میں انکا معتقد ہو گیا۔ اور انکی خدمت میں جانیکا قصد کیا۔ لیکن معلوم ہوا کہ تمام عرب نے انکی مخالفت کی ہے اور وہ ترک وطن کر کے مدینہ منورہ میں ہجرت کر گئے ہیں۔ پھر سنا کہ انہوں نے کافروں اور مشرکوں کی سختی سے تنگ آ کر (انہی) اور اپنے معتقدوں کی حفاظت کے لئے تلوار سنبھال لی ہے میں رک گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ انہوں نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق انکے کاموں کے متولی ہوئے۔ انہوں نے بڑے استقلال سے امور خلافت انجام دیئے یہانتک کہ انہوں نے بھی وفات پائی اور اب حضرت عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے فارس اور روم کی عظیم الشان سلطنتوں کو الٹ دیا خدا کی قسم مسلمانوں کا مذہب سچا ہے خدا انکی مدد کر رہا ہے اور خدا ہی کی مدد سے پرانی سلطنتیں نیست و نابود ہوتی جا رہی ہیں"۔

یوقنا۔ جب تم یہ سب کچھ جانتے ہو تو اسلام کیوں اختیار نہیں کر لیتے"۔

باسیل۔ شاید اس کا وقت اب آ گیا ہے"۔

یوقنا۔ ہمارے متعلق تمہارا کیا ارادہ ہے۔

باسیل۔ میں نے تمہیں رہا کر دینے کا قصد کر لیا ہے۔

چنانچہ باسیل نے انہیں سب کو رہا کر دیا۔

دمشق اور موصل کا فرار

یوقنا نے باسیل کا شکریہ ادا کیا۔ باسیل نے کہا۔ اسوقت شہر میں کوئی بھی لڑنے والا

موجود نہیں ہے۔ اور یونیل سب کو اپنے ساتھ لے کر قلعہ سے باہر لڑنے کے لئے
گیا ہے تم شہر پر قبضہ کر لو۔

یوقنا نے کہا۔ "جلدی کرنا کام شیطان کا ہے۔ شہر میں لڑنے والے نہ ہوں مگر
بہت بھاری تعداد اور رومیوں کی موجود ہے۔ ہم سب کل نو سو آدمی ہیں۔ میرے کچھ سپاہی
کشتیوں میں موجود ہیں اگر انہیں اطلاع ہو جائے اور وہ یہاں آجائیں تو کام میں آسانی ہو جائے گی۔
بابیل۔ یہ کام میں کر دوں گا۔ میں بندرگاہ میں جا کر تمہارے آدمیوں کو بلا لاؤں گا۔
یوقنا۔ تو جلدی کرو۔ رات تھوڑی ہی باقی ہے۔"

بابیل ان کے پاس سے ایک اور آدمی کو ساتھ لے کر باب البحر پر آئے
پھاٹک کی دربان ان کے پاس پہنچیں وہ پھاٹک کھول کر باہر نکلے اور کشتی میں بیٹھ کر
یوقنا کے ساتھیوں کے پاس پہنچے۔ انہیں یوقنا کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے
احتیاط اور آہستگی سے کشتیاں کنارہ سے لگائیں۔ اترے اور بابیل کے ساتھ
باب البحر کے ذریعہ سے قلعہ میں داخل ہو گئے کسی شخص نے بھی انہیں داخل ہوتے نہیں دیکھا۔
جب وہ یوقنا کے پاس پہنچے تو یوقنا بہت خوش ہوئے انہوں نے اپنے ایک
معتمد شخص کو یزید بن ابی سفیان کے پاس یہ اطلاع کرنے بھیجا کہ ہم آزاد ہو گئے ہیں
اور صبح ہوتے ہی شہر پر قبضہ کر لیں گے۔ اس شخص نے جا کر یزید بن سفیان کو اطلاع
کر دی۔ انہوں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور تمام مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنا دی۔"

صبح ہوتے ہی ادھر تو اوریل نے جنگ کی تیاری کی اپنا لشکر میدان میں
لایا۔ یزید بن سفیان بھی اسکے مقابلہ میں آ گئے۔ ادھر یوقنا نے مع اپنے لشکر کے
خروج کیا۔ انہوں نے پر زور آواز سے کہا۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اسکے ہوتے ہی انہوں

تکبیر و تہلیل کے نعرے لگائے۔ شہر والے بدحواس اور ششدر ہو گئے۔"
جب اوریل نے ان کی آوازوں کو سنا تو اس کا دل ڈوب گیا اس نے سمجھ لیا کہ یوقنا اور ان کے ساتھی رہا ہو گئے۔ اور انہوں نے شہر پر قبضہ کر لیا جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے ان کے اور خود اوریل کے اہل و عیال شہر صور میں موجود تھے۔ لیکن اب ان کا نکال لانا ناممکن ہو گیا تھا انہیں سخت غم و فکر ہوا یزید بن ابی سفیان نے بھی تکبیروں کی آوازیں سنکر سمجھ لیا کہ یوقنا شہر پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے بھی اللہ اکبر کے نعرے لگا کر حملہ کر دیا اوریل اور اس کے لشکر سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے قریب قریب سب کو مار ڈالا۔

صور کی فتح

قوم کے تعاقب سے واپس آکر یزید بن ابی سفیان معہ اپنے دو ہزار ہمراہیوں کے شہر میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی چلانے۔ رونے اور امان امان پکارنے لگے۔ جو رومی شہر پناہ پر چڑھے ہوئے تھے وہ بھی نیچے اتر آئے۔ اور گھروں میں گھسے ہوئے تھے وہ بھی باہر نکل آئے ادنے اور اعلے سب آ گئے۔ اور لفوں (امان امان) چلانے لگے یزید بن سفیان نے ان سے کہا۔" تمہارا شہر تلوار کے زور سے فتح ہوا ہے۔ تمہارے مرد ہمارے غلام اور تمہاری عورتیں ہماری کنیزیں ہیں۔ لیکن پھر بھی مہربانی کرتے ہیں۔ تم میں سے جو لوگ مسلمان ہو جائیں

گے۔ وہ ہمارے بھائی ہوں گے۔ اور جو لوگ مسلمان نہ ہوں انہیں جزیہ ادا کرنا ہوگا۔"

اہل صور نے خوشی سے اس بات کو منظور کر لیا۔ کچھ لوگ تو مسلمان ہو گئے۔ کچھ نے جزیہ دیا۔ اس طرح صور میں بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ یزید بن ابی سفیان نے یوقنا اور باسیل دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

قیساریہ کی فتح

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ قسطنطین قیساریہ میں محصور تھا۔ عمرو بن العاص نے تین طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ ایک طرف سمندر تھا جب قسطنطین نے سنا کہ طرابلس اور صور فتح ہو گئے تو وہ ڈر گیا اور اپنے اہل و عیال اور قیمتی ساز و سامان کو لے کر جہازوں میں سوار ہو کر قسطنطنیہ بھاگ گیا۔

اہل قیساریہ نے جب دیکھا کہ بادشاہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ تو ان کے معزز لوگ جمع ہو کر عمرو بن العاص کی خدمت میں صلح کی درخواست لے کر حاضر ہوئے۔ عمرو بن العاص نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ دو لاکھ درہم پر صلح قرار پائی۔ لیکن عمرو بن العاص نے یہ بھی طے کر لیا کہ قسطنطین کا جو کچھ سامان گھوڑے۔ غلہ۔ آلات وغیرہ قیساریہ میں موجود ہے۔ وہ سب مسلمانوں کا ہوگا۔ اہل قیساریہ نے اس بات کو مان لیا۔ صلح کی دستاویز لکھ دی گئی۔ قیساریہ والوں نے

زر مصالحہ دو لاکھ درہم ادا کر دیئے۔

عمرو بن العاص نے قیساریہ میں داخل ہو کر قسطنطین کے چھوڑے ہوئے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ گھوڑے دوسرے جانور اور کشتیاں سب قبضہ میں کر لیے گئے۔ اور قیساریہ والوں پر آئندہ سال سے جزیہ مقرر کیا گیا۔ فی کس چار دینار جزیہ مقرر ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے یہی حکم دیا تھا۔

عمرو بن العاص نے ہابیل بن عون کو جو بوڑھے اور صالح مسلمان تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوہ حنین میں شریک ہوئے تھے شہر صور کا حاکم مقرر کر کے سو صحابۂ کرام کے ساتھ وہاں بھیجدیا۔

قیساریہ کی فتح ماہ رجب ۱۹ھ میں واقع ہوئی اس وقت حضرت عمر کی خلافت کو چار سال اور چھ مہینے ہوئے تھے۔

جب قیساریہ کی فتح کی خبر مشہور ہوئی تو اہل رملہ۔ رینہ۔ عکہ۔ یافہ۔ عسقلان۔ غزہ۔ نابلس اور طبریہ نے بھی از خود آ کر ادائے جزیہ پر صلح کر لی ان کے بعد اہل جبلہ۔ بیروت اور لاذقیہ والے بھی جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ گئے۔

غرض اللہ تعالے نے تمام ملک شام کا مالک و وارث مسلمانوں کو بنا دیا اور فخر بنی آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہو گئی۔ کہ مجھے ملک شام کی چابیاں دی گئی ہیں اور میری امت ملک شام کی مالک ہو جائے گی۔"

حضورؐ نے یہ پیشین گوئی غزوہ احزاب کے موقعہ پر واقعہ خندق کے روز اس وقت کی تھی جبکہ دس ہزار کفارِ مکہ مسلمانوں کو مٹانے کے لیے مدینہ منورہ پر چڑھ کر آئے تھے۔ سلمان فارسی کے مشورہ سے آپ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تھا۔ ایک موقع پر پتھر نمودار ہوا آپ کو اطلاع دی گئی آپ نے پتھر پر ضرب لگائی۔ چنگاریاں سی پیدا ہوئیں حضور نے فرمایا تھا کہ ملک شام کی چابیاں میرے حوالہ کی گئیں۔ یہ پیشین گوئی اس وقت کی گئی تھی جب مسلمان کمزور تھے۔ ان کی فتح کی امید کم تھی مگر خدا نے ان کی پیشین گوئی پوری کی اور ملک شام تمام و کمال فتح ہو گیا۔

اَللّٰھُمَّ صلی علی سیدنا محمد و آلہ وسلم۔ و شرف و کرم و رضی اللہ عن اصحابہ و آلہ الابرار و ازواجہ الاطہار و ھٰذا ما انتہیٰ الینا من فتوح الشام علی التمام والکمال و نعوذ باللہ من الزیادۃ والنقصان۔

(تمت بالخیر)

صادق حسین صدیقی کے مندرجہ ذیل تاریخی ناول

بھی ہر مسلمان کو ضرور پڑھنا چاہئیں

حور مراقش	4/-
ماہ طلعت	3/-
نقاب پوش پیغمبر	4/-
بہادر دوشیزہ	3/-
محبوبۂ ادرنگال	3/-
اندلس کے دو چاند	4/-
عجیب جنگ	4/-
عروس بغداد	4/-
جنگ اصفہان	4/-
عربی دوشیزہ	6/-
خروش انتقام	5/8/-
فتح شوستر	4/-
شریف مجاہد (فتح بھرایا)	4/-
سسلی کی ساحرہ	4/-
افریقہ کی دلہن	4/8/-
شیر سوڈان	4/-
جوش اسلام	5/-
نازنین عرب	4/-
محبوبۂ حلب	4/8/-

ALLAMA IQBAL LIBRARY
23760
23760
17-12-

THE JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIRRARY.

DATE LOANED

Class No. 891.48 Book No. SEA

Vol. ____ Copy ____

Accession No 23760

17 SEP '59

26-3-60

18/4/66 2/9/66

9/9/66 24/9/66

28/11/70

THE UNIVERSITY OF KASHMIR
ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN